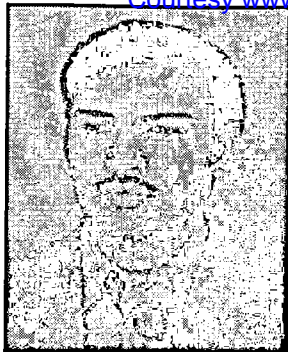


عزات سیریز

موبائل سم کی تلاش

PDFBOOKSFREE.PK

صفدر شاہین



محترم قارئین
السلام علیکم!

عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا نیا کارنامہ ”موبائل سم کی تلاش“ پیش خدمت ہے۔ ملاحظہ فرمائیں کہ میں آپ کی پسند اور معیار کے مطابق لکھنے میں کس حد تک کامیاب رہا ہوں۔ البتہ سم کی تلاش میں کامیابی حاصل کرنے والوں کے بارے میں آپ شاید آخر تک اندازہ نہ لگا سکیں۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ سو پچاس روپے کی موبائل سم کے لئے دنیا کے ترقی یافتہ ممالک کے سپر ایجنٹ حرکت میں آ گئے اور سائنسی ترقی میں اکیمریمیا سے بھی زیادہ پاورفل زیرو لینڈ بھی موبائل سم کے حصول کے لئے اپنے خطرناک ترین ایجنٹوں سنگ ہی اور تھریسیا کو پاکیشیا بھیجنے پر مجبور ہو گیا۔ کیوں۔ اس سوال کا جواب آپ کو ناول پڑھنے کے بعد ہی ملے گا۔ ناول کے مطالعہ کے بعد آپ یقیناً تسلیم کریں گے کہ دنیا اتنی ترقی کر چکی ہے کہ روزنت نئے انداز اور طریقوں سے جرائم کئے جا رہے ہیں کہ عام آدمی سمجھ ہی نہیں پاتا کہ یہ کیسے ہو گیا۔ کیا ایسا بھی ہو سکتا ہے۔ بعض جرائم ایسے ہوتے ہیں جو قانون کی رو سے جرائم کہلاتے

ہیں لیکن اگر کوئی محب وطن ذاتی مفاد کی بجائے اپنے ملک اور قوم کی بہبود کے لئے ایسے کسی جرم کا ارتکاب کرتا ہے اور اس میں اپنی جان کی بازی لگا دیتا ہے تو وہ اس کا ملک و قوم کے لئے عظیم کارنامہ شمار کیا جاتا ہے اور قوم اسے ہیرو کا درجہ دے کر ہمیشہ اس ہیرو کی احسان مند رہتی ہے۔

اس ناول میں بھی ایسے ہی ایک پاکیشیائی محب وطن نے اپنے وطن کی ترقی اور بالادستی کی خاطر خود کو موت کے منہ میں ڈال دیا لیکن اپنے عزم پر ڈٹا رہا اور اپنے پائے استقلال میں لغزش نہ آنے دی۔ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس نے بھی اس محاذ پر بڑھ چڑھ کر اپنا فرض ادا کیا اور انہوں نے دشمن ایجنٹوں کو ان کے مقصد میں کامیابی حاصل کرنے سے روکنے کے لئے جان توڑ کوشش کی ہے۔ آپ کے پسندیدہ کرداروں سنگ ہی اور تھریسیا سے عمران کی خونریز فائٹ اور احمقانہ نوک جھونک بھی آپ کی دلچسپی اور تفریح طبع کے لئے ناول میں موجود ہے۔ امید ہے آپ کو پسند آئے گی۔ آپ سے اتنا ضرور کہوں گا کہ ناول کی پسندیدگی اور خاموں کے سلسلے میں اپنی تنقید، تبصرے اور قیمتی رائے سے بذریعہ خط مجھے ضرور مطلع فرمائیے گا۔

اب اجازت دیجئے

والسلام
صفدر شاہین

جولیا نے اخبار سے نگاہیں ہٹا کر دیوار پر لگے کلاک کی طرف دیکھا تو ایک بج چکا تھا۔ وہ دوبارہ اخبار کا مطالعہ کرتے ہوئے سوچنے لگی کہ لنچ باہر کسی ریسٹورنٹ میں کرنا چاہئے یا گھر میں ہی کچھ پکا لے۔ ایک ہفتہ سے کوئی کیس نہ ہونے کے سبب پوری سیکرٹ سروس بیکار تھی اور سیکرٹ سروس کے تمام ممبرز ایکسٹو کی ہدایت کے مطابق گھروں پر وقت گزار رہے تھے۔ وہ صرف کھانے پینے کے لئے اپنے فلیٹوں سے باہر جاتے تھے اور فون پر ایک دوسرے کی خیریت دریافت کر لیتے تھے۔ جولیا کے ذہن میں آیا کہ کیوں نہ آج عمران کے فلیٹ پر لنچ کیا جائے۔ چنانچہ اس نے اخبار رکھا اور قریب ہی تپائی پر رکھے ٹیلی فون کا رسیور اٹھا کر عمران کے فلیٹ کے نمبرز پر پریس کرنے لگی۔ وہ جانتی تھی کہ اگر عمران فلیٹ پر ہوا بھی تو تیسری بیل پر رسیور اٹھا لے گا اور اگر عمران فلیٹ سے

غیر حاضر ہوا تو سلیمان کے کان پر تیسری، چوتھی بیل سے پہلے جوں نہیں رینگے گی لیکن پھر اسے حیرت ہوئی جب پہلی گھنٹی پر ہی دوسری طرف سے رسیور اٹھا لیا گیا۔

”ہیلو۔ سلیمان خان فرام بالی وڈ سپیکنگ“..... سلیمان کی آواز سنائی دی۔

”بالی وڈ۔ کیا مطلب“..... جولیا حیران ہوتے ہوئے بولی۔

”مطلب پوچھنے والی آپ کون صاحبہ ہیں۔ بالی وڈ والی یا کالی وڈ والی“..... سلیمان نے جواب میں کہا۔

”میں جولیا بول رہی ہوں“..... جولیا نے اس کے جواب میں ناگوار لہجے میں کہا۔

”بولنے کی بجائے بات کریں۔ ٹیلی فون بولنے کے لئے نہیں بات کرنے کے لئے ہوتا ہے“..... دوسری طرف سے سلیمان نے نصیحت کرتے ہوئے کہا تو جولیا کو غصہ آ گیا۔

”عمران سے بات کراؤ میری“..... جولیا نے سخت لہجے میں کہا۔

”بہتر۔ پانچ منٹ کے لئے ہولڈ کیجئے“..... سلیمان نے اطمینان سے کہا تو جولیا کی پیشانی پر شکنیں پڑ گئیں۔

”اتنی دیر۔ کیا وہ فلیٹ میں موجود نہیں ہے“..... جولیا نے غصے

سے پوچھا۔

”نہیں۔ وہ ہاتھ روم میں ہیں اور آپ کو پتہ ہے کہ وہ ہاتھ روم میں دو تین گیت گنگنا نے کے بعد ہی باہر آنے کی زحمت

کرتے ہیں۔ کیا آپ کو ان کے گیت کی آواز سنائی دے رہی ہے“..... سلیمان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ کیا وہ ہاتھ روم سے باہر آ کر گیت نہیں گا سکتا“۔ جولیا نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

”نہیں۔ باہر میوزک کا انتظام نہیں ہے۔ اس لئے وہ ہمیشہ ٹل سے پانی گرنے کی مدھم موسیقی کے ساتھ گنگنا تے ہیں۔ اگر آپ سننا چاہیں تو میں رسیور ہاتھ روم کے دروازے کے ساتھ لگا دیتا ہوں“..... سلیمان نے کہا۔

”بکومت۔ میں پانچ منٹ بعد دوبارہ رنگ کرتی ہوں“۔ جولیا نے اسے ڈانٹتے ہوئے کہا۔

”کس کا فون ہے باورچی کی اولاد“..... دفعتاً فون پر عمران کی غصیلی آواز سنائی دی تو جولیا کے لبوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

”آپ کی مس جولیا نا فٹز واٹر ہیں۔ آپ سے بات کرنے کے لئے پانچ منٹ بعد دوبارہ فون کرنے کی دھمکی دے رہی ہیں جیسے واقعی پانچ منٹ کے بعد آپ یہاں موجود ہوں گے“..... سلیمان کی ناگوار سی آواز سنائی دی۔

”بکومت۔ رسیور مجھے دو۔ تم نے خواہ مخواہ اسے ناراض کر ڈالا۔ اب اسے منانے کے لئے مجھے بہانہ کرنا پڑے گا۔ تمہیں پتہ ہے وہ ذرا ذرا سی بات پر ہتھے سے اکھڑ جاتی ہے“..... عمران نے دوسری جانب سلیمان کو ڈانٹتے ہوئے کہا۔

قوم کی وفادار اور جاں نثار ہو۔ اسی لئے میرے نزدیک تم لاکھوں سے حسین ہو۔ میری نظر میں ہر وہ فرد خوبصورت اور دلکش ہے جو پاکیشیا سے محبت رکھتا ہے۔ میری قوم کا ہمدرد ہے اور تمہاری طرح پاکیشیا کی عزت و سلامتی کے لئے اپنی جان قربان کرنے کا جذبہ رکھتا ہو۔..... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”تھینک یو عمران۔ میں آ رہی ہوں“..... جولیا نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔ عمران کے الفاظ سے اس کی روح تک جھوم اٹھی تھی۔

”کک۔ کیوں۔ میں تو خود باہر جا رہا ہوں“..... دوسری طرف سے عمران کی گھبرائی ہوئی آواز آئی تو جولیا ہنس پڑی۔

”گھبراؤ مت۔ میرا دل چاہ رہا ہے کہ آج تمہارے فلیٹ پر لانچ کروں“..... جولیا نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔

”اگر آتا تھا تو تم دو گھنٹے پہلے فون کر دیتیں میں سلیمان سے کھانا بولا لیتا“..... عمران نے کہا۔

”خیر۔ تم لانچ کے لئے باہر جا رہے ہو تو میں بھی تمہارے ساتھ چلوں گی۔ کہاں جاؤ گے“..... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”شالیمار ریسٹورنٹ میں۔ تم وہیں آ جاؤ۔ اوکے“..... عمران کی آواز آئی۔

”کافی دور ہے۔ بہر حال میں پہنچ جاؤں گی۔ انتظار کرنا۔“ جولیا نے کہا اور رسیور رکھ کر مسکراتے ہوئے صوفے سے اٹھ کر لباس تبدیل کرنے کے لئے دوسرے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

”ارے صاحب۔ آپ کے لئے لڑکیوں کو منانا کون سی مشکل بات ہے۔ آپ تو اس فن میں اتنے ماہر ہیں کہ تھریسیا جیسی خطرناک عورت کی بری طرح پٹائی کرنے کے بعد بھی اسے ایک منٹ میں منا لیتے ہیں“..... سلیمان کی ہنستی ہوئی آواز آئی۔

”ہیلو۔ جولیا۔ سلیمان کی باتوں کا برا نہ منانا“..... دوسری طرف سے عمران نے جولیا سے معذرت طلب لہجے میں کہا۔

”کیا تم واقعی ہاتھ روم میں تھے یا وہ احمق جھوٹ بول رہا تھا“..... جولیا نے غصے سے کہا۔

”نہیں نہیں۔ وہ کبھی جھوٹ نہیں بولتا۔ میں اس کی سچائی کی گواہی دیتا ہوں“..... عمران نے تیزی سے کہا۔

”تو کیا یہ بھی سچ ہے کہ تم تھریسیا کو مناتے رہتے ہو“..... جولیا نے ہونٹ بھیچتے ہوئے پوچھا۔

”نن۔ نہیں تو۔ قسم لے لو۔ بکتا ہے وہ خبیث۔ بھلا میں کیوں مناؤں گا اس قاتل حسینہ کو“..... عمران کی بوکھلائی ہوئی آواز سنائی دی۔

”گویا تم یہ مانتے ہو کہ تھریسیا حسینہ ہے“..... جولیا نے ار کے جواب پر بے ساختہ کہا۔

”لاحول ولا قوت۔ کیسی باتیں کر رہی ہو۔ وہ تم سے زیادہ حسیب نہیں ہے جولیا۔ میں اسے تمہارے سینڈل سے زیادہ اہمیت نہیں دیتا۔ وہ میرے وطن، میری قوم کی دشمن ہے اور تم میرے ملک

اسے عورت میں دلچسپی لیتے دیکھا تو اس کے دل میں فطری حسد بیدار ہو گیا اور وہ اسے غصہ بھری نگاہوں سے دیکھتے ہوئے آگے بڑھنے لگی۔ عمران بدستور اس عورت کی طرف دیکھ رہا تھا جو اپنے ادھیڑ عمر ساتھی کے ہمراہ کھانا کھاتے ہوئے اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔

”کیا ہو رہا ہے“..... جولیا نے عمران کی میز کے پاس جھٹکے سے رکتے ہوئے غصیلے لہجے میں کہا تو عمران یکدم اچھل پڑا۔

”کک۔ کک۔ کک۔ کچھ نہیں۔ میرا مطلب ہے کچھ نہیں“..... عمران نے تیزی سے بوکھلاہٹ آمیز لہجے میں کہا تو ارد گرد کی میزوں پر بیٹھے چند افراد ان کی طرف دیکھنے لگے۔ جولیا نے کن انھیوں سے آس پاس کا جائزہ لیا اور شپٹا کر کرسی پر بیٹھ گئی۔

”کون ہے وہ“..... جولیا نے عمران کو گھورتے ہوئے آہستہ سے پوچھا۔

”وہ۔ وہ کون“..... عمران نے خوفزدہ انداز میں ادھر ادھر دیکھتے ہوئے ہٹکا کر کہا۔

”اداکاری مت کرو۔ سنجیدہ ہو جاؤ“..... جولیا نے آہستہ سے غراتے ہوئے کہا۔

”لو۔ ہو گیا سنجیدہ۔ اب بولو کیا کھاؤ گی“..... عمران نے یکدم اپنی جون بدلتے ہوئے مسکرا کر کہا۔ جولیا کچھ کہنے ہی لگی تھی کہ ایک ویٹر قریب آ گیا اور جولیا اس کی طرف متوجہ ہو گئی۔

چند منٹ بعد اس کی کار شالیہار ریسٹورنٹ کی طرف دوڑ رہی تھی۔ یہ ریسٹورنٹ شہر کے جنوبی حصے میں ایئرپورٹ جانے والی سڑک پر تھا۔ چھ ماہ پہلے قائم ہونے والا یہ ریسٹورنٹ اپنی سروس اور لذت بخش کھانوں کے سبب اعلیٰ افسران اور متمول لوگوں میں کافی شہرت رکھتا تھا۔ شہر کے دوسرے ریسٹورانوں کی نسبت اس کا ماحول بڑا پرسکون تھا۔ ایئرپورٹ کی طرف جاتے ہوئے اکثر اس نے ریسٹورنٹ کا سائن بورڈ دیکھا تھا لیکن ریسٹورنٹ میں لانچ کرنے کے لئے وہ پہلی بار جا رہی تھی۔ تقریباً پندرہ منٹ بعد وہ شالیہار ریسٹورنٹ پہنچی اور فٹ پاتھ کے ساتھ کھڑی گاڑیوں کے درمیان ایک خالی جگہ پر کار پارک کر کے اتری تو چند قدم کے فاصلے پر عمران کی مخصوص سرخ سپورٹس کار دیکھ کر وہ سمجھ گئی کہ عمران ریسٹورنٹ کے اندر ہے۔ چنانچہ وہ کمپاؤنڈ گیٹ سے گزر کر ریسٹورنٹ کے ہال میں داخل ہو گئی۔

ہال کی بیشتر میزیں آباد تھیں۔ کچھ میزوں پر نوجوان اور خوبصورت خواتین بھی نظر آ رہی تھیں۔ ہال کے دروازے کے بائیں طرف کاؤنٹر تھا۔ جولیا نے عمران کی تلاش میں ہال کا جائزہ لیا تو وہ ایک کونے کی میز پر کسی اداس الو کی مانند بیٹھا دکھائی دیا۔ لباس سلیقے کا تھا لیکن چہرے پر حماقتوں کے ڈوگرے برس رہے تھے۔ وہ بائیں جانب کی دوسری میز پر بیٹھی ایک خوبصورت اور جوان عورت کی طرف نہایت حسرت بھری نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔ جولیا نے

”حالانکہ کنفیوشس نے نصیحت کی ہے کہ کچھ نہ کچھ کیا کر۔ اپنے نہیں تو بچوں کے کپڑے سیا کر“..... عمران نے مزاحیہ لہجے میں کہا۔
 ”میں تمہارے کنفیوشس کی پابند نہیں ہوں۔ کیا تم اس کی نصیحت پر عمل کرتے ہو؟“..... جولیا نے بے ساختہ مسکراتے ہوئے کہا۔

”بالکل۔ میں تو ہر وقت کچھ نہ کچھ کرتا رہتا ہوں۔ ناشتہ کرتا ہوں۔ لُچ کرتا ہوں اور پھر ڈنر“..... عمران نے سر ہلا کر کہا۔
 ”میں نے کام کے بارے میں پوچھا ہے“..... جولیا نے ڈانٹتے ہوئے آہستہ سے کہا۔

”کام کرنے کے لئے میرا باورچی ہے نا۔ میں تو کہتا ہوں کہ تم بھی کوئی نوکر رکھ لو۔ مستقبل میں بڑا کام آئے گا“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
 ”مستقبل میں نوکر کیا کام کرے گا؟“..... جولیا نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

”تمہاری غیر موجودگی میں بچے سنبھالے گا۔ انہیں سکول پہنچائے گا اور سکول سے گھر لائے گا“..... عمران نے تیزی سے کہا۔

کیوں بور کر رہے ہو۔ سیکرٹ سروس میں مستقبل کے خواب دیکھنے کی کہاں گنجائش ہے؟..... جولیا نے انتہائی حسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”آرڈر سر“..... ویٹر نے مودبانہ لہجے میں عمران سے کہا۔
 ”آرڈر دو۔ میرے لئے جھینگوں کا سوپ کافی رہے گا۔“ عمران نے جولیا کی طرف دیکھ کر کہا۔
 ”سر۔ جھینگوں کا سوپ دستیاب نہیں ہے“..... ویٹر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
 ”خیر۔ بیکن بریانی لے آؤ“..... عمران نے سر ہلا کر کہا۔ وہ بے حد سنجیدہ نظر آ رہا تھا۔
 ”وہ بھی نہیں ہے۔ پلیز آپ مینو دیکھ کر آرڈر دیں سر“..... ویٹر نے میز پر پڑے مینو کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔
 ”افسوس۔ میں نگاہ کا چشمہ گھر بھول آیا ہوں۔ کیا چشمہ مل سکتا ہے؟“..... عمران نے ویٹر کی طرف دیکھ کر کہا۔ جولیا ہونٹ بھیچنے عمران کو گھور رہی تھی۔
 ”میں کاؤنٹر کلرک سے لے آتا ہوں سر“..... ویٹر نے مڑتے ہوئے کہا۔

”ٹھہرو“..... جولیا نے تیزی سے کہا تو ویٹر رک کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔ جولیا نے مینو پر نظر ڈالی اور ویٹر کو آرڈر دینے لگی۔ ویٹر رخصت ہو گیا تو وہ پھر عمران کو گھورنے لگی۔

”سناؤ۔ آج کل کیا کر رہی ہو؟“..... عمران نے مسکراتے ہوئے

پوچھا۔

”کچھ نہیں“..... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

بھی صرف اسی صورت میں ممبرز کو وائچ ٹرانسمیٹر پر کال کرتا تھا جب مطلوبہ ممبر اپنے فلیٹ سے غیر حاضر ہوتا تھا۔ عمران کی واپسی چند منٹ بعد ہوئی۔ جولیا نے اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی دیکھی تو سمجھ گئی کہ کوئی اہم معاملہ ہے لیکن قریب آ کر عمران کے چہرے پر پھر حقائقوں نے قبضہ جما لیا۔

”کس کی کال تھی؟“..... جولیا نے اس کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے آہستہ سے کہا۔

”کال۔ نہیں تو؟“..... عمران نے حیرت سے منہ پھاڑتے ہوئے کہا۔

”تو پھر باتھ روم کیا لینے گئے تھے؟“..... جولیا نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ یہ تم نے انوکھی بات کر دی ہے۔ مگر جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے میں تو کبھی باتھ روم سے کچھ لے کر نہیں آیا“..... عمران نے پریشان کن لہجے میں کہا تو جولیا منہ بنا کر ویٹر کی طرف دیکھنے لگی جو قریب آ گیا تھا۔ اس نے بل عمران کے سامنے رکھا تو عمران نے خلاف توقع اپنا پرس نکالا اور بل کی رقم کے علاوہ ویٹر کو ٹپ بھی دی ورنہ جولیا کو یہی امید تھی کہ عمران بل کی ادائیگی کے لئے بہانے بنائے گا اور اسے بل ادا کرنے کو کہے گا۔

”چلیں یا رات کے کھانے تک بیٹھے رہنا ہے؟“..... ویٹر کے جانے کے بعد عمران نے جولیا سے پوچھا۔

”کیوں نہیں۔ تم اس نقاب پوش چوہے کی زر خرید غلام نہیں ہو۔ کہو تو آج ہی اسے تمہاری طرف سے استعفیٰ دے آؤں۔“
عمران نے غصے سے نتھنے پھلاتے ہوئے کہا تو جولیا مسکرانے لگی لیکن اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتی ویٹر کھانا لے کر آ گیا۔ اس نے میز پر کھانا لگایا اور اس کے جانے کے بعد عمران نے فوراً ہی کھانا شروع کر دیا۔ جولیا بھی کھانے لگی۔ کھانے کے دوران خاموشی رہی۔ کھانے سے فارغ ہو کر عمران نے ویٹر کو طلب کر کے چائے اور بل لانے کی ہدایت کی تو وہ جلد ہی چائے لے آیا۔ چائے پینے کے دوران ہی عمران کی کلائی کو جھٹکا لگا تو اس نے چونکتے ہوئے کلائی پر بندھی ٹرانسمیٹر وائچ پر نظر ڈالی۔ وائچ کا سرخ ہندسہ سپارک کر رہا تھا۔ عمران سمجھ گیا کہ یہ بلیک زیرو کے سوا کسی دوسرے کی کال نہیں ہو سکتی۔ جولیا سر جھکائے چائے پی رہی تھی۔

”میں ابھی آتا ہوں۔ ذرا باتھ روم تک جا رہا ہوں“..... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا تو جولیا نے چونک کر اس کی طرف دیکھا مگر عمران پلٹ کر ہال کے عقبی حصے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ جولیا نے اندازہ لگا لیا کہ وہ کسی خاص وجہ سے اچانک اٹھ کر گیا ہے اور یہ وجہ کوئی ٹرانسمیٹر کال ہی ہو سکتی ہے۔ وہ بے چینی سے عمران کی واپسی کا انتظار کرتے ہوئے سوچنے لگی کہ کس کی کال ہو گی۔ آج کل کوئی کیس نہیں تھا اور بے کاری کے دنوں میں سیکرٹ سرور کے ممبرز وائچ ٹرانسمیٹر استعمال کرنے سے گریز کرتے تھے۔ ایکسٹ

”پہلے تم میرے سوال کا جواب دو۔ کس کی کال تھی؟“..... جولیا نے سخت لہجے میں کہا۔

”بتا دوں گا بھی۔ باہر تو چلو“..... عمران نے قدرے بیزاری کے انداز میں کہا اور کرسی سے اٹھ گیا۔ جولیا بھی اٹھی اور عمران کے ساتھ ہال سے نکل کر گیٹ کی طرف بڑھنے لگی۔

”ہاں اب بتاؤ۔ باہر جا کر تو تم اپنی گاڑی میں بیٹھ جاؤ گے۔“ جولیا نے چلتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ مجھے فوری طور پر دانش منزل جانا ہے۔ تمہارے چیف کی کال تھی۔ اس نے طلب کیا ہے“..... عمران نے کہا۔

”کیوں۔ کوئی ایمر جنسی معاملہ ہے؟“..... جولیا نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

”اس نے بتایا نہیں مگر میرا خیال ہے اب اس کو مرگی کے دورے پڑنے شروع ہو گئے ہیں“..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”گویا تم بتانا نہیں چاہتے“..... جولیا نے غصے سے کہا۔

”مجھے خود معلوم نہیں تو تمہیں کیا بتا سکتا ہوں۔ ایکسٹو سے مل کر

یہی پتہ چلے گا کہ اسے کیا تکلیف ہے“..... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

”ٹھیک ہے لیکن وہاں سے واپس آ کر مجھے بتانا ضرور“.....

جولیا نے گیٹ سے نکلتے ہوئے کہا۔

”بہتر۔ میں تمہیں فون کر دوں گا“..... عمران نے سر ہلاتے

ہوئے کہا اور اپنی کار کی طرف بڑھ گیا جبکہ جولیا اپنی کار میں بیٹھ کر انجن اسٹارٹ کرنے لگی۔ واپسی پر عمران کی کار تیزی سے دوڑتی ہوئی جلد ہی جولیا کی نگاہوں سے اوجھل ہو گئی۔ جولیا نے اپنی کار کی رفتار نارمل ہی رکھی۔ اپنے فلیٹ پر پہنچ کر اس نے دروازہ اندر سے لاٹک کیا اور لباس تبدیل کرنے کے بعد عمران کی کال کا انتظار کرنے لگی۔ چند منٹ بعد ہی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

”ہیلو۔ جولیا بات کر رہی ہوں“..... اس نے تیزی سے فون کا رسیور اٹھا کر کہا۔

”صفر بول رہا ہوں مس جولیا۔ کیسے مزاج ہیں؟“..... دوسری طرف سے صفر کی آواز سنائی دی۔

”فائن۔ تم سناؤ کیا ہو رہا ہے؟“..... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”بوریت کا شکار ہوں۔ بیکاری بری طرح کھلتی ہے“..... صفر نے کہا۔

”میرا بھی یہی حال ہے۔ زندگی بے مزہ ہو کر رہ گئی ہے۔“ جولیا نے ہنس کر کہا۔

”میں نے ایک گھنٹہ پہلے عمران صاحب کو فون کیا تھا۔ سلیمان

نے بتایا تھا کہ آپ نے عمران صاحب کو فون کر کے لنچ کا پروگرام

بنایا تھا۔ کیا عمران صاحب آپ کے پاس موجود ہیں؟“..... صفر نے

دوسری طرف سے پوچھا۔

گیا تو جولیا نے بھی رسیور رکھ دیا۔ پھر چند منٹ بعد ہی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ جولیا سمجھ گئی کہ صفدر کا فون ہے۔

”ہیلو۔ جولیا بات کر رہی ہوں“..... جولیا نے رسیور اٹھا کر کہا۔
 ”ایکسلو“..... دوسری طرف سے خلاف توقع ایکسلو کی آواز

سنائی دی تو جولیا بے ساختہ چونک پڑی۔

”لیس چیف۔ حکم فرمائیں“..... اس نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

”تمام ممبرز کو ہدایت کر دو کہ وہ ایمر جنسی موڈ کے لئے الرٹ

رہیں اور میرے فون کا انتظار کریں“..... ایکسلو نے کہا۔

”رائٹ سر۔ میں ابھی انہیں کال کرتی ہوں“..... جولیا نے

ایکسلو کے حکم پر جواب دیتے ہوئے کہا تو دوسری طرف سے رابطہ

ختم ہو گیا۔ جولیا نے بھی رسیور رکھا اور سوچنے لگی کہ کیا واقعی کوئی

کیس شروع ہو گیا ہے یا کوئی اور معاملہ ہے۔ لیکن وہ کوئی اندازہ

قائم نہ کر سکی اور فون کا رسیور اٹھا کر باری باری سیکرٹ سروس کے

ممبرز کو کال کرنے لگی۔

”نہیں۔ ہم شالیہار ریسٹورنٹ میں لہجے کرنے گئے تھے۔ وہیں
 عمران کو وائچ ٹراسمیٹر پر چیف کی کال آ گئی اور وہ دانش منزل چلا
 گیا تھا۔ میں اپنے فلیٹ چلی آئی“..... جولیا نے جواب دیتے
 ہوئے کہا۔

”اوہ۔ کیا کوئی نیا کیس“..... صفدر کی چوکتی ہوئی آواز آئی۔

”معلوم نہیں۔ عمران نے میرے سامنے کال انڈ نہیں کی تھی۔

میرے پوچھنے پر اس نے کہا کہ چیف نے اسے طلب کرنے کی وجہ

نہیں بتائی پھر عمران نے اپنا اندازہ بتایا کہ اب چیف کو مرگی کے

دورے پڑنے شروع ہو گئے ہیں“..... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا

تو دوسری طرف سے صفدر کے ہنسنے کی آواز سنائی دی۔

”عمران صاحب جب کچھ نہ بتانا چاہیں تو اسی طرح الٹے

سیدھے جواب دیتے ہیں“..... صفدر نے کہا۔

”ہاں۔ میں اس امحق کی ٹائپ کو سمجھتی ہوں“..... جولیا نے ہنستے

ہوئے کہا۔

”میں انہیں فون کر کے معلوم کرتا ہوں۔ شاید وہ اپنے فلیٹ پر

پہنچ چکے ہوں“..... صفدر نے کہا۔

”ہو سکتا ہے تمہیں بتا دے۔ مجھے تو باتوں میں ٹر خا دیتا ہے۔“

جولیا نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ انہوں نے بتا دیا تو میں آپ کو فون کر دوں گا۔

اوکے“..... صفدر نے آخر میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو

نے انتہائی مؤذبانہ لہجے میں کہا۔

”ہاں میجر ویلوٹ۔ بیٹھو“..... ادھیڑ عمر چیف نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور میز کے پاس رکھی کرسیوں کی طرف اشارہ کیا تو میجر ویلوٹ آگے بڑھا اور ایک کرسی پر مؤذبانہ انداز میں بیٹھ گیا۔ چیف نے سگار کا ٹکڑا میز پر رکھے ایش ٹرے میں ڈالا اور سامنے بیٹھے میجر ویلوٹ کی طرف دیکھنے لگا۔ ویلوٹ کے چہرے کے تاثرات سے اندازہ ہوتا تھا کہ وہ اپنی طلبی کا مقصد جاننے کے لئے بے چین ہے۔

”سٹار لیبارٹری کے بارے میں تم کیا جانتے ہو“..... چیف نے ویلوٹ کو مخاطب کرتے ہوئے نرم لہجے میں پوچھا۔

”سٹار لیبارٹری۔ یہ ایکریمیا کی سب سے بڑی سائنسی لیبارٹری ہے اور اس میں ملک کے چوٹی کے سائنس دان ریسرچ کرتے ہیں۔ جدید سے جدید اور مہلک ترین ایجادات اسی لیبارٹری میں ہوتی ہیں۔ سنا ہے کہ اس لیبارٹری میں پچاس برس بعد کے زمانے کے لئے ریسرچ کی جاتی ہے۔ گویا وہ چیزیں ایجاد کی جاتی ہیں جن کی پچاس برس بعد ضرورت پیش آ سکتی ہے“..... ویلوٹ نے مسلسل بات کرتے ہوئے کہا۔

”ہاں اور اسی لئے ہم سائنسی میدان میں روسیہ اور شوگران سے پچاس برس آگے جا رہے ہیں۔ اسی لئے ہماری حکومت سائنس کی ترقی پر سالانہ بجٹ کا نصف حصہ خرچ کرتی ہے۔“ چیف

شاندار بچے ہوئے آفس میں ایک دبلا پتلا اور دروازے قامت ادھیڑ عمر شخص بیٹھا کمرے کے دروازے کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اس کی آنکھیں چھوٹی لیکن ان میں ذہانت کی چمک تھی۔ سر کے بالوں کی کنگ فوجی انداز کی تھی۔ اس کے ایک ہاتھ میں سگار تھا اور وقفہ وقفہ سے کش لے رہا تھا۔ اس کے آگے بڑی سی آفس ٹیبل پر تین رنگوں کے فون رکھے ہوئے تھے۔ اس کا دروازے کی طرف دیکھنا ظاہر کر رہا تھا کہ اسے کسی کے اندر آنے کا انتظار ہے۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ایک نوجوان شخص اندر آیا۔ وہ اچھا خاصا صحت مند و توانا تھا۔ بڑی بڑی روشن آنکھیں، کشادہ پیشانی اور ابھرے ہوئے جڑے اس کی ذہانت اور سخت مزاجی کے آئینہ دار تھے۔ اس کے اندر آتے ہی عقب میں دروازہ خود بخود بند ہو گیا۔

”لیس چیف۔ آپ نے مجھے طلب کیا تھا“..... آنے والے

نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”لیس چیف۔ کیا میزری طلبی کا شار لیبارٹری سے کوئی تعلق ہے“..... ویلوٹ نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

”ہاں ویلوٹ۔ تمہیں یہ بھی پتہ ہو گا کہ اس لیبارٹری میں ہمارے سائنس دانوں کی معاونت کے لئے دوسرے دوست یا حلیف ممالک کے انتہائی ذہین سائنس دانوں کی خدمات حاصل کی جاتی ہیں لیکن سیکورٹی کی آڑ میں غیر ملکی سائنس دانوں کی کڑی نگرانی کی جاتی ہے تاکہ کسی وقت ان کے دل میں اپنے وطن کی محبت جوش مارے اور وہ کسی اہم ایجاد سے اپنے ملک کو مستفید کرنے کی کوشش کریں تو انہیں کامیاب نہ ہونے دیا جائے۔ لیکن گزشتہ رات ایسا ہی واقعہ پیش آیا ہے جس کے سبب حکومت نے ہمیں احکامات دیئے ہیں۔ اگرچہ حکومت دوسری ایجنسیوں سے بھی کام لے سکتی تھی لیکن ہمارا انتخاب اس لئے کیا گیا ہے کہ یہ معاملہ انتہائی ٹاپ سیکرٹ ہے اور دوسری ایجنسیوں کی نسبت ہم مار دھاڑ اور شور شرابہ کرنے کی بجائے انتہائی برق رفتاری سے اور رازداری برقرار رکھتے ہوئے اپنا کام انجام دیتے ہیں۔ اس طرح کسی کو پتہ نہیں چلتا کہ کام کرنے والا کون ہے اور کس انداز سے کام کیا جا رہا ہے۔“ چیف نے لمبی چوڑی تمہید باندھتے ہوئے کہا۔

”لیس چیف۔ اور یہی وجہ ہے کہ ہماری ایجنسی کے بارے میں غیر ملکی تو کیا ہمارے اپنے لوگ بھی نہیں جانتے کہ بلیک برڈ کمپنی

کوئی تجارتی ادارہ ہے یا انٹیلی جنس ایجنسی ہے“..... ویلوٹ نے چیف کی تائید کرتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

”اب اصل بات سنو۔ شار لیبارٹری کے اٹاک ڈیپارٹمنٹ میں ایک نامور ایٹمی سائنس دان جوزف گزشتہ دو برس سے ایک اہم ایجاد پر ریسرچ کر رہے تھے۔ ریسرچ کا کام نوے فیصد مکمل ہو چکا تھا اور ڈاکٹر جوزف نے چند دن پہلے ایٹک ڈیپارٹمنٹ کے انچارج کو بتایا تھا کہ وہ اس ایجاد کا فارمولا آئندہ ہفتے انچارج کے حوالے کر دیں گے۔ اس ایجاد پر دو سائنس دان ڈاکٹر جوزف کو اسسٹ کر رہے تھے۔ ان میں سے ایک ایکریمین ڈاکٹر گراہم تھا اور دوسرا پاکیشائی سائنس دان پروفیسر غوری تھا۔ پروفیسر غوری گزشتہ دس سال سے لیبارٹری میں خدمات انجام دے رہا تھا۔ گزشتہ شام ویک اینڈ پر ڈاکٹر جوزف اپنے دونوں معاونین کو کام کے سلسلے میں ہدایات دے کر اپنے گھر ناراک چلے گئے تھے۔ ان کی غیر موجودگی میں پروفیسر غوری اور ڈاکٹر گراہم اپنے لیبارٹری ہال میں تہا تھے۔ کام کے دوران ڈاکٹر گراہم تھک گئے اور کرسی پر بیٹھ کر اونگھنے لگے مگر تھوڑی دیر بعد ان کی آنکھ کھلی تو پروفیسر غوری اپنی سیٹ پر نہ دکھائی دیئے بلکہ وہ ڈاکٹر جوزف کی میز کے پاس بیٹھے تھے۔ ڈاکٹر گراہم کو حیرت ہوئی کہ پروفیسر غوری کیا کر رہے ہیں۔ یہ دیکھنے کے لئے ڈاکٹر گراہم دبے پاؤں چلتے ہوئے پروفیسر غوری کی کرسی کے عقب میں آئے تو پروفیسر غوری کے سامنے ڈاکٹر

جس کے نتیجے میں پروفیسر غوری ہلاک ہو گئے۔ لیبارٹری انچارج نے موقع پر پہنچ کر صورت حال معلوم کی تو ڈاکٹر گراہم نے پروفیسر غوری کے موبائل میسج کے بارے میں بتایا کہ اس نے غداری کرتے ہوئے موجودہ ریسرچ کا فارمولا کسی کو ایس ایم ایس کیا تھا۔ پھر پروفیسر غوری کے موبائل کو چیک کیا گیا تو بھیجے گئے ایس ایم ایس میں صرف ایک ایس ایم ایس موجود تھا مگر اس میں فارمولا کے صرف آخری صفحہ کی تحریر تھی جو ڈاکٹر جوزف نے اسی روز لکھا تھا۔ گویا پروفیسر غوری روزانہ کسی کو ایس ایم ایس کے ذریعے تھوڑا تھوڑا فارمولا بھیجتا رہتا تھا اور بعد میں ایس ایم ایس کو ڈیلیٹ کر دیتا تھا لیکن گزشتہ رات ڈاکٹر گراہم کی مداخلت کے سبب تازہ ایس ایم ایس کو ڈیلیٹ کرنے کا موقع نہ مل سکا تھا۔ بہر حال اس واقعہ پر وہاں بھونچال آ گیا کیونکہ فارمولا انتہائی اہمیت کا حامل تھا اور کسی دوسرے ملک کے ہاتھ لگ جانے سے نہ صرف اکیرمیمیا کو زبردست نقصان ہوتا بلکہ اسے ناجائز مقاصد کے لئے استعمال کیا جا سکتا تھا۔ چنانچہ حکومت نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم اس شخص کا کھوج لگائیں جسے پروفیسر غوری نے فارمولا بھیجا تھا یا جس موبائل پر ایس ایم ایس کیا گیا تھا۔ اس نمبر کی سم کو تلاش کر کے فارمولا واپس لائیں..... چیف نے مسلسل بات کرتے ہوئے کہا۔

”یہ تو واقعی خطرناک معاملہ ہے چیف۔ پروفیسر غوری نے فارمولا کسے بھیجا تھا“..... ویلوٹ نے سوال کیا۔

جوزف کی وہ ڈائری کھلی ہوئی تھی جس میں ڈاکٹر جوزف حالیہ ریسرچ کے اہم پوائنٹس کے ساتھ فارمولا لکھتے رہتے تھے اور پروفیسر کے ہاتھ میں موبائل فون تھا۔ وہ موبائل پر میسج کو ڈیلیٹ کر رہے تھے اور میسج کے چند الفاظ ڈیلیٹ کرنا باقی تھے۔ وہ الفاظ ڈاکٹر جوزف کی موجودہ ایجاد کے فارمولا کے تھے۔ ڈاکٹر گراہم سمجھ گئے کہ پروفیسر غوری نے ایس ایم ایس کے ذریعے کسی کو وہ فارمولا بھیجا ہے۔ ڈاکٹر گراہم نے غصے میں آ کر پروفیسر غوری سے پوچھا کہ انہوں نے فارمولا کسے ایس ایم ایس کیا ہے تو پروفیسر غوری نے تیزی سے بقیہ الفاظ ڈیلیٹ کرتے ہوئے جواب دیا کہ وہ ایک منٹ ٹھہریں۔ ڈاکٹر گراہم نے پروفیسر غوری کو دھمکی دی کہ وہ موبائل فون اس کے حوالے کر دیں ورنہ ابھی گارڈز کو طلب کر کے انہیں گرفتار کر لیا جائے گا تو اتنی دیر میں پروفیسر غوری آخری لفظ بھی ڈیلیٹ کر چکے تھے۔ انہوں نے موبائل فون ڈاکٹر گراہم کے حوالے کر دیا۔ ڈاکٹر گراہم نے موبائل فون اپنی جیب میں رکھ کر سائرن کا بٹن پریس کر دیا۔ پروفیسر غوری نے گھبرا کر ڈاکٹر گراہم پر حملہ کیا اور ان کی جیب سے موبائل فون نکالنے کی کوشش کی۔ اتنے میں گارڈز وہاں پہنچ گئے اور ڈاکٹر گراہم کی شکایت پر انہوں نے پروفیسر غوری کو پکڑنے کی کوشش کی مگر پروفیسر غوری نے ان کی حراست سے بھاگنے کے لئے ایک گارڈ پر حملہ کر کے اس کی مشین گن چھین لی اور اسی لمحے دوسرے گارڈ نے ان پر فائرنگ کر دی

دان کا ہے اور اس نمبر کی سم کہاں ہے“..... چیف سب کچھ سمجھانے کے بعد ویلوٹ کو ہدایت دینے لگا۔

”چیف۔ اس نمبر پر رابطہ قائم کر کے بات کرنے والے کے بارے میں پوچھا جاسکتا ہے“..... ویلوٹ نے تیزی سے کہا۔

”کوشش کی گئی ہے لیکن نمبر بند ہے اور بتایا گیا ہے کہ یہ نمبر کسی کے زیر استعمال نہیں ہے“..... چیف نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ سم موبائل فون میں نہیں ہے اور اسے صرف پروفیسر غوری سے بات کرنے یا اس کے میج رسیور کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا تھا اور میج رسیور کرنے کے بعد سم یا موبائل فون آف کر دیا جاتا تھا“..... ویلوٹ نے چوتکتے ہوئے کہا۔

”بالکل یہی بات ہو گی۔ حکومت نے اس سم کے نیٹ ورک سے اس سم کو استعمال کرنے والے کے بارے میں پوچھ گچھ کی ہے لیکن نیٹ ورک کمپنی کے پاس سم ہولڈر کے نام کا اندراج نہیں ہے۔ کمپنی کا بیان ہے کہ کافرستان اور پاکستان میں اکثر سم ہولڈر سم خریدنے وقت اپنے فرضی نام بتاتے ہیں یا پھر نام و پتہ بتائے بغیر ہی سم خرید لیتے ہیں۔ چنانچہ اس طرح اس کمپنی سے مدد لینے کی بھی کوئی گنجائش نہیں رہی“..... چیف نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

”چیف۔ یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ ایس ایم ایس وصول کرنے والا شخص میج وصول کر کے اسے کسی نوٹ بک یا ڈائری میں منتقل کرتا رہا ہو

”پروفیسر غوری کے موبائل میں اس شخص کا نام نہیں صرف وہ فون نمبر ہے جس پر آخری ایس ایم ایس بھیجا گیا تھا۔ یہ نمبر ایک مشہور موبائل نیٹ ورک کا ہے اور اس نمبر کی سیریز پاکستان میں ہے۔ پروفیسر غوری مجرد آدمی تھا۔ اس کے بچپن میں برصغیر کی تقسیم ہوئی تو کافرستان سے ہجرت کے دوران اس کا سارا خاندان فسادات میں مارا گیا۔ صرف ایک بیوہ خالہ بچی جو غوری کو پاکستان لائی اور وہیں اس کی پرورش کرتی رہی۔ جب پروفیسر غوری اعلیٰ تعلیم کے لئے اکیرمیا آیا تو بعد میں اس کی خالہ بھی یہاں آ گئی مگر علالت کے سبب اس کا انتقال ہو گیا تو پروفیسر غوری نے یہاں مستقل رہائش اختیار کر لی اور دوبارہ کبھی پاکستان نہیں گیا۔ البتہ یہاں آنے والے پاکستانی سائنس دانوں سے مختلف سائنسی تقریبات میں اس کی ملاقاتیں ہوتی رہتی تھیں۔ گزشتہ برس پاکستان کے چند سائنس دان یہاں دورے پر آئے تو پروفیسر غوری کی نگرانی کے دوران اسے ڈنر پر ایک پاکستانی سائنس دان پروفیسر ایم اے عباسی سے کافی بے تکلف پایا گیا اور ان دونوں کو آپس میں سرگوشی کرتے بھی دیکھا گیا تھا۔ نگرانی کرنے والی ایجنسی کے چیف نے ریکارڈ روم سے اس تقریب کی ویڈیو فلم لیبارٹری انچارج کے حوالے کی ہے۔ اسی فلم سے ڈنر میں شریک پاکستانی سائنس دانوں کے فوٹو گراف بھی تیار کر کے ہمیں بھیجے گئے ہیں۔ اب تم نے فوراً پاکستان جاکر معلوم کرنا ہے کہ مذکورہ فون نمبر ان میں سے کس سائنس

کیا۔ امید ہے تم ساری بات سمجھ گئے ہو۔ اسی لئے تم فوراً ہی اپنے چند ماتحتوں کے ساتھ پاکیشیا چلے جاؤ۔ امکان یہی ہے کہ پروفیسر غوری نے پاکیشیا کے کسی سائنس دان کو فارمولا بھیجا ہو گا اس لئے تمہیں خاص طور پر ان سائنس دانوں کو چیک کرنا ہے۔“ چیف نے کہا اور میز کی دراز کھول کر اس میں سے ایک لفافہ نکالنے کے بعد ویلوٹ کے سامنے رکھ دیا۔

ویلوٹ نے لفافہ اٹھایا اور اس میں ہاتھ ڈال کر چند فوٹو گراف نکالے پھر ایک ایک تصویر کو دیکھنے لگا۔ یہ چھ تصویریں پاکیشیائی سائنس دانوں کی تھیں اور ان تصویروں کے پیچھے سائنس دانوں کے نام لکھے ہوئے تھے۔ ان میں ایک تصویر پروفیسر ایم اے عباسی کی بھی تھی۔ ویلوٹ نے چند لمحوں تک تصویروں کا جائزہ لیا اور تصویروں لفافے میں ڈال کر کوٹ کی جیب میں رکھ لیا۔

”آل رائٹ چیف۔ کیا میرے سفر کا انتظام کر دیا گیا ہے۔“ ویلوٹ نے کرسی سے اٹھتے ہوئے پوچھا۔

”ہاں۔ تمہارے لئے ایک خصوصی فلائٹ کا انتظام کیا گیا ہے۔ تم اور تمہارے ساتھی رات کی تاریکی میں پاکیشیا میں اتحادی فوج کے ایئر بیس پر اتریں گے۔ وہاں سے تم لوگ ایئر پورٹ پہنچو گے اور پاکیشیا ایئر لائنز کی فلائٹ میں وہاں کے دارالحکومت جاؤ گے۔“ چیف نے مسکراتے ہوئے کہا تو میجر ویلوٹ نے اسے سلام کیا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ ویلوٹ کے باہر نکلتے ہی دروازہ خود کار

اور سم سے ڈیلیٹ کرتا رہا ہو۔ اس طرح وہ سم مل بھی گئی تو فارمولے سے خالی سم ہمارے لئے بے کار ثابت ہوگی اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ آدمی میسج نوٹ کرنے کی بجائے کسی اور شخص کو ایس ایم ایس کرتا رہا ہو۔“..... ویلوٹ نے کہا۔

”اوہ۔ گڈ آئیڈیا۔ یہ بالکل ممکن ہے میجر ویلوٹ۔ میرے ذہن میں یہ نکتہ نہیں آ سکا تھا یقیناً یہی بات ہوگی۔ چنانچہ اب ہمیں موبائل سم کے ساتھ ساتھ سم کے مالک کو بھی پکڑنا ہوگا۔“..... چیف نے تیزی سے کہا۔

”پکڑنے کی بجائے اسے قتل کر دینا بہتر ہوگا چیف۔“ ویلوٹ نے جوشیلے انداز میں کہا۔

”نہیں۔ اسے قتل کرنے سے پہلے ہمیں یہ اطمینان کرنا ہوگا کہ اس نے فارمولا کسی دوسرے شخص کے حوالے کیا ہے یا نہیں اور اپنے پاس اسے تحریر کر کے رکھ لیا ہے یا نہیں۔ یہ معلوم کئے بغیر اسے قتل کرنا بے کار ہوگا۔“..... چیف نے سخت لہجے میں کہا۔

”سمجھ گیا سر۔ گویا ہمارے لئے سم سے زیادہ سم کا مالک اہم ہے۔“ ویلوٹ نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ حکومت چاہتی ہے کہ فارمولا کسی دوسرے ملک کے ہاتھ نہ لگے اور اس کے لئے ضروری ہے کہ فارمولا جس کے پاس بھی ہو اسے گرفتار کر کے یہاں لایا جائے پھر اس بات کا یقین ہونا چاہئے کہ اس شخص نے فارمولا کسی پارٹی یا ملک کے حوالے نہیں

اپنی ٹیم کی رپورٹ آنے پر مجھے ضرور مطلع کیجئے گا“..... ڈاکٹر جوزف نے اس کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔

”بے فکر رہیں ڈاکٹر جوزف۔ جیسے ہی میری ٹیم کی رپورٹ آئی میں آپ کو فون کر دوں گا۔ گڈ بائی“..... چیف نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور فون کا رسیور رکھ کر سگار سلگانے لگا۔

سٹم کے تحت بند ہو گیا اور اسی لمحے میز پر رکھے سفید فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

”ہیلو۔ کرنل فالکن سپیکنگ“..... چیف نے رسیور اٹھا کر سخت لہجے میں کہا۔

”سار لیبارٹری سے ڈاکٹر جوزف بات کر رہا ہوں“..... دوسری طرف سے آواز آئی۔

”لیس ڈاکٹر جوزف۔ حکم فرمائیے“..... چیف نے اس بار نرم لہجے میں کہا۔

”کرنل فالکن۔ کیا پروگریس ہے۔ کچھ معلوم ہوا ہے“..... ڈاکٹر جوزف نے پریشان سی آواز میں پوچھا۔

”آپ اطمینان رکھیں ڈاکٹر جوزف۔ ہم نے کام شروع کر دیا ہے۔ آپ کا فارمولا دنیا میں کہیں بھی ہو ہم تلاش کر کے فارمولا بھی واپس لائیں گے اور اس آدمی کو بھی جس کے پاس فارمولے والی سم ہے۔ البتہ اس میں کچھ وقت لگے گا۔ میں نے اس مقصد کے لئے اپنے ادارے کے نمبر ون ایجنٹ کی سربراہی میں ایک ٹیم پاکیشیا روانہ کر دی ہے۔ امید ہے کہ وہ کل شام تک کامیابی کا مژدہ سنائے گی“..... چیف نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔

”تھینک یو کرنل فالکن۔ اصل میں مجھے خوف ہے کہ فارمولا کسی ملک کو فروخت نہ کر دیا جائے یا کسی ایسے گروہ کے ہاتھ میں نہ آجائے جو اسے غیر قانونی مقاصد کے لئے استعمال کرے۔ براہ کرم

اور اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔ عمران نے جیب سے چیونگم کا پیس نکالا اور رہنما کو دکھانے لگا۔

”اس کا مطلب ہے کہ جولیا ذہین ہے اور تمہاری نظر میں وہ بے وقوف میں ہی ہوں جو تمہاری کال پر بھاگا آیا ہوں“..... عمران نے زور زور سے چیونگم چباتے ہوئے غصیلے لہجے میں کہا جیسے سارا غصہ چیونگم پر اتار رہا ہو۔

”میری کیا مجال کہ آپ کو بے وقوف سمجھوں۔ آپ جیسے عقل مند تو صدیوں میں پیدا ہوتے ہیں“..... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تو کیا بے وقوف روز پیدا ہوتے ہیں۔ بولو۔ شیخ چلی کو مرے صدیوں گزر گئیں لیکن اس جیسا ابھی تک پیدا نہیں ہوا جبکہ اس دوران عقل مند اتنے زیادہ پیدا ہو چکے ہیں کہ ان کی ذہانت کی بدولت انسان چاند اور مریخ تک جا پہنچا ہے۔ گدھے پر سفر کرنے والا انسان طیاروں اور خلائی جہازوں پر سفر کر رہا ہے“..... عمران نے بحث کرتے ہوئے غراہٹ آمیز لہجے میں کہا۔

— ”آپ بجا فرما رہے ہیں۔ جناب میں جاں بخشی کی اپیل کرتا ہوں“..... بلیک زیرو نے ہاتھ باندھ کر التجائیہ لہجے میں کہا۔

”چلو معاف کیا۔ تم بھی کیا یاد کرو گے کہ کس حاتم طائی سے واسطہ پڑا ہے۔ دیے حاتم طائی بھی آج تک دوبارہ پیدا نہیں ہوا ورنہ دنیا میں لوگ فاقوں سے نہ مرتے“..... عمران نے مسکراتے

عمران دانش منزل پہنچ کر آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو نے اسے دیکھتے ہی احتراماً کھڑے ہو کر سلام کیا۔

”ہاں بھئی کالے صفر۔ کیا معاملہ ہے۔ کیس زیادہ سیریس تو نہیں ہے“..... عمران نے سلام کا جواب دے کر حسب عادت مزاحیہ انداز میں پوچھا۔

”کون سا کیس جناب“..... بلیک زیرو نے چوتکتے ہوئے کہا۔

”لاحول ولا قوۃ۔ کیا یہ بھی میں بتاؤں۔ البتہ جولیا کو تو میں نے یہ بری خبر سنا دی تھی کہ ایکسٹو آنجمنائی ہونے والا ہے اور ہو سکتا ہے اس نے اب تک دوسرے ممبرز کو بھی فون پر یہ خبر سنا دی ہو“..... عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا اور کرسی پر بیٹھ گیا۔

”آپ بھی کمال کرتے ہیں۔ جولیا اتنی بے وقوف نہیں ہے کہ حاکم کی بات پر یقین کر لے گی“..... بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا

کر دیا اور کمرے میں سیکرٹ سروس کے ایجنٹ فارن ایجنٹ مائیکل کی آواز گونجنے لگی۔ عمران غور سے سن رہا تھا۔ فارن ایجنٹ مائیکل پاکیشیائی سائنس دان غوری کے قتل کا واقعہ بیان کر رہا تھا جو اکیرمیا کی سٹار لیبارٹری میں عرصہ سے کام کر رہا تھا۔

”اب حکومت کی طرف سے اکیرمیا کی ایک خفیہ ایجنسی کو یہ ذمہ داری سونپی گئی ہے کہ جس موبائل فون نمبر پر پروفیسر غوری ڈاکٹر جوزف کی ایجاد کا فارمولا ایس ایم ایس کے ذریعے بھیجتا رہا ہے اس نمبر کی سم کے مالک کو تلاش کر کے اسے گرفتار کیا جائے اور اس سے سم حاصل کی جائے اور اگر اس نے فارمولا تحریر کر رکھا ہے تو اس سے لکھا ہوا فارمولا بھی حاصل کیا جائے۔ یہ بھی معلوم کرنا ضروری ہے کہ اس نے فارمولا کسی دوسرے کے حوالے تو نہیں کیا۔ چنانچہ جلد ہی اس ایجنسی کے آدمی پاکیشیا پہنچیں گے اور سم کے مالک کو تلاش کریں گے کیونکہ سم والی میٹ ورک کمپنی سے انہیں معلوم ہوا ہے کہ اس سیریز کے فون نمبرز پاکیشیا میں ہیں لیکن اس سم کے مالک کا نام معلوم نہیں ہو سکتا کیونکہ پاکیشیا میں اکثر لوگ اپنی سم رجسٹرڈ نہیں کرواتے البتہ اس نمبر کی سم کو بلاک کیا جاسکتا ہے“..... فارن ایجنٹ مائیکل نے آخر میں بتایا۔

”یقیناً پروفیسر غوری نے جذبہ حب الوطنی کے تحت فارمولا پاکیشیا میں کسی کو بھیجا ہے“..... عمران نے ٹیپ ختم ہونے پر گہرا سانس لیتے ہوئے کہا۔

ہوئے کہا۔

”بالکل۔ میں آپ سے اتفاق کرتا ہوں“..... بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”اتفاق میں بڑی برکت ہے۔ اسی لئے اتفاق والوں کی سارڈ فیکٹریاں چل رہی ہیں جو گزشتہ دور میں بند ہو گئی تھیں اور ملک میں چینی کا بحران آ گیا تھا“..... عمران کی زبان رکنے کا نام نہ لے رہا تھی۔

”جی ہاں۔ اور آج تک چینی مہنگی مل رہی ہے“..... بلیک زیرو نے کسی معمول کی طرح عمران کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

”اور اسی لئے تم نے جھوٹے منہ بھی چائے کے لئے نہیں پوچھا“..... عمران نے یکدم غصیلے لہجے میں کہا تو بلیک زیرو اچھل پڑا۔

”اوہ۔ سوری سر۔ ابھی چائے لاتا ہوں۔ آپ نے آتے ہی اپنی باتوں کا چرچہ چلا کر مجھے موقع ہی نہیں دیا کہ چائے کا پوچھتا۔“

بلیک زیرو نے بوکھلا کر اٹھتے ہوئے کہا اور تیزی سے دروازے کا طرف بڑھا۔

”ٹھہرو۔ پہلے مجھے فارن ایجنٹ مائیکل کی وہ رپورٹ دو جس کے لئے مجھے شالیمار ریسٹورنٹ کی خوبصورت بزم سے سر پر پاؤں رکھ کر بھاگنا پڑا“..... عمران نے تیزی سے کہا تو بلیک زیرو پلٹ کر واپس کرسی پر آ بیٹھا۔ پھر اس نے ٹیپ ریکارڈر کا ایک بٹن پر لیں

”جی ہاں اور اس کے لئے انہوں نے اپنی جان بھی قربان کر دی“..... بلیک زیرو نے ٹیپ ریکارڈز آف کرتے ہوئے کہا۔
 ”وطن کے لئے جان کی بازی لگانے کی سعادت کسی کسی کو نصیب ہوتی ہے اور ڈاکٹر جوزف کی ایجاد یقیناً اتنی اہم اور پاکیشیا کے لئے مفید ہوگی جس کی خاطر پروفیسر غوری نے اتنا بڑا رسک لیا ہے“..... عمران نے انتہائی سنجیدگی سے کہا۔

”واقعی۔ اور اکیرمیما کے لئے بھی وہ ایجاد اتنی زبردست اہمیت رکھتی ہے کہ اس نے فارمولا واپس لانے کے لئے اپنی ایجنسیوں کو متحرک کر دیا۔ نجانے پروفیسر غوری نے یہاں کسے فارمولا بھیجا تھا کہ اس کی تلاش میں اکیرمیما کے ایجنٹ یہاں آ رہے ہیں۔ پتہ نہیں وہ سم کس کے پاس ہے“..... بلیک زیرو نے تشویش آمیز لہجے میں کہا۔

”بے فکر رہو۔ سم کسی کے پاس بھی ہو لیکن میں اکیرمیما کے ایجنٹوں کو کامیاب نہیں ہونے دوں گا۔ تم ذرا فارن ایجنٹ مائیکل سے رابطہ قائم کرو۔ میں اس سے بات کرتا ہوں“..... عمران نے سخت لہجے میں کہا تو بلیک زیرو نے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے لگا۔ چند لمحوں بعد جونہی رابطہ قائم ہوا بلیک زیرو نے رسیور عمران کو تھا کر لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔

”ہیلو۔ مائیکل سپیکنگ“..... دوسری طرف سے آواز آئی۔

”ایکسٹو“..... عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ یس سر حکم فرمائیں“..... اس بار دوسری طرف سے مائیکل نے نہایت ادب سے کہا۔
 ”تم نے اپنی رپورٹ میں یہ نہیں بتایا کہ کس ایجنسی کے ایجنٹ یہاں آ رہے ہیں“..... عمران نے کہا۔

”چیف۔ ایجنسی کا نام بلیک برڈز ہے اور اس کا چیف کرنل فالکن ہے۔ یہ ایجنسی براہ راست اکیرمیما کے صدر کے ماتحت ہے اور صرف ایسے کیسز پر کام کرتی ہے جنہیں دوسری ایجنسیوں کے سپرد نہ کیا جاسکتا ہو۔ اس کا دائرہ عمل زیادہ تر دوسرے ممالک کے سپر ایجنٹوں سے ٹکر لینا اور اس انداز سے ان کا خاتمہ کرنا ہوتا ہے کہ ان کے بارے میں کسی کو معلوم ہی نہ ہو سکے۔ اس کے رابطے تمام بڑے ممالک میں موجود ہیں لیکن انتہائی ٹاپ سیکرٹ مشنز کو مکمل کرنے کے لئے سپر ایجنٹوں کو روانہ کیا جاتا ہے۔ سپر ایجنٹ کا درجہ ایجنسی صرف ایسے ممبرز کو دیتی ہے جن کی کارکردگی ہر شک و شبہ سے بالا تر ہو اور وہ بہترین ریکارڈز کے حامل ہوں۔ چنانچہ بلیک برڈز ایجنسی میں کئی عورتیں اور مرد سپر ایجنٹ ہیں“..... مائیکل نے مودبانہ لہجے میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”ہونہ۔ یہاں ان سپر ایجنٹوں کا ٹارگٹ کون ہے۔ کیا کسی خاص شخصیت پر شبہ کیا گیا ہے“..... عمران نے پوچھا۔

”معلوم ہوا ہے سار لیبارٹری کے سیکورٹی چیف نے پاکیشیا کے چھ مشہور سائنس دانوں کی ایک فہرست بلیک برڈز کو دی ہے۔ یہ چھ

”گویا انہیں اپنی کامیابی کا پورا یقین ہے۔ کیا کوئی اور بھی اس فارمولے میں دلچسپی لے رہا ہے؟..... عمران نے کہا۔

”یہ معلوم نہیں ہو سکا لیکن فارمولے کی اہمیت کے پیش نظر قوی امکان ہے کہ کئی ممالک فارمولے کے حصول کی کوشش کریں گے اور اگر فارمولا پاکیشیا میں ہے تو یقیناً ان ممالک کے ایجنٹ پاکیشیا کا رخ کریں گے۔ ہو سکتا ہے دوسرے ملکوں کے ایجنٹ اکیرمیا کے ایجنٹوں سے پہلے ہی پاکیشیا پہنچ جائیں“..... مائیکل نے کہا۔

”تمہیں یہ معلومات کہاں سے حاصل ہوئیں اور کیا یہ حتمی ہیں؟..... عمران نے پوچھا۔

”لیس سر۔ ڈاکٹر جوزف کی لیبارٹری میں ایک انڈنٹ ہے جس سے میری پرانی واقفیت ہے۔ چنانچہ جیسے ہی پروفیسر غوری کے قتل کی خبر ٹی وی پر آئی میں نے اسی انڈنٹ سے رابطہ قائم کر لیا تھا“..... مائیکل نے جواب میں کہا۔

”اوکے۔ اس سے رابطہ رکھو اور جیسے ہی ڈاکٹر جوزف کو بلیک برڈز کی طرف سے کوئی اطلاع ملے مجھے رپورٹ کرو“..... عمران نے اسے ہدایات دیتے ہوئے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”ہمیں فوراً پروفیسر عباسی سے رابطہ قائم کرنا چاہئے“..... بلیک زیرو نے بے تابی سے پہلو بدلتے ہوئے کہا۔

”بے فکر رہو۔ سب کچھ ہو جائے گا۔ پہلے تم چائے لے آؤ پھر دیکھو کیسے میری کھوپڑی کام کرتی ہے“..... عمران نے مسکراتے

سائنس دان کچھ عرصہ قبل اکیرمیا کے دورے پر آئے تھے اور ایک سائنسی کانفرنس میں شریک ہوئے تھے۔ وہاں پروفیسر غوری کی ان پاکیشیائی سائنس دانوں سے ملاقات ہوئی تھی اور پروفیسر غوری نے ان کے اعزاز میں عشائیہ دیا تھا۔ چونکہ سٹار لیبارٹری میں کام کرنے والے غیر ملکی سائنس دانوں کی لیبارٹری سے باہر خفیہ نگرانی کی جاتی ہے اس لئے عشائیہ کی تقریب کی بھی ویڈیو فلم بنائی گئی تھی اس میں پروفیسر غوری پاکیشیائی سائنس دان ایم اے عباسی کے ساتھ بے تکلف اور سرگوشی میں باتیں کرتے نظر آئے تھے۔ چنانچہ زیادہ شبہ پروفیسر عباسی پر کیا گیا ہے کہ پروفیسر غوری انہیں ہی فارمولا ایس ایم ایس کے ذریعے بھیجتے رہے ہوں گے یا پھر ان سائنس دانوں میں سے کوئی اور ہوگا“..... فارن ایجنٹ مائیکل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”بلیک برڈز ایجنسی کے سپر ایجنٹ یہاں کب اور کس ذریعے سے پہنچیں گے؟..... عمران نے پوچھا۔

”یہ معلوم نہیں ہو سکا۔ البتہ ایجنسی کے چیف نے ڈاکٹر جوزف کو بتایا ہے کہ اس نے اپنی ایک ٹیم کو پاکیشیا روانہ کر دیا ہے اور وہ آج رات پاکیشیا پہنچے گی پھر کل شام تک وہ ٹیم اپنی کامیابی کی رپورٹ ہیڈ کوارٹر کو بھیجے گی اور اس کی رپورٹ ملتے ہی کرنل فالکن ڈاکٹر جوزف کو فون پر خوشخبری سنا دے گا“..... دوسری طرف سے فارن ایجنٹ مائیکل نے جواب دیا۔

میں کہا۔

”اوہ۔ کب۔ کیسے“..... ڈاکٹر داور نے انتہائی حیرت سے کہا تو عمران وقت ضائع کرنے کی بجائے مختصر طور پر واقعہ بتانے لگا۔ بلیک زیرو سامنے بیٹھا خاموشی سے ان کی گفتگو سن رہا تھا۔

”ایکریمیا کو شبہ ہے کہ پروفیسر غوری نے ہمارے جن چھ سائنس دانوں کو عشاءِیہ دیا تھا۔ وہ انہی میں سے کسی کو ایس ایم ایس کے ذریعے فارمولا بھیجتے رہے تھے اور ان کا زیادہ شک پروفیسر عباسی پر ہے۔ اب ایکریمیا کے ایجنٹ ہمارے سائنس دانوں سے وہ فارمولا حاصل کرنے یہاں آ رہے ہیں اور ہم نہیں چاہتے کہ جس فارمولے کی خاطر پروفیسر غوری نے اپنی زندگی داؤ پر لگائی وہ ایکریمیا واپس حاصل کر لے۔ اپنے سائنس دانوں کی حفاظت کرنا ہمارا فرض ہے۔ کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ پروفیسر غوری کا یہاں کس سے رابطہ تھا یا وہ فارمولا کس سائنس دان کو بھیجتے رہے تھے“..... عمران نے مسلسل بات کرتے ہوئے کہا۔

”حالانکہ سارے سائنس دان میرے اندر کام کرتے ہیں لیکن کسی نے مجھ سے اس فارمولے کے بارے میں بات نہیں کی۔ بہر حال میں فرداً فرداً ان سے بات کر کے آپ کو جواب دے سکتا ہوں“..... ڈاکٹر داور کی آواز سنائی دی۔

”بہتر۔ آپ نصف گھنٹہ کے اندر اندر مجھے جواب دیں تاکہ میں ضروری اقدامات کر سکوں۔ اور ہاں کیا آپ مجھے پروفیسر ایم

ہوئے کہا تو بلیک زیرو بھی بے ساختہ مسکرایا اور اٹھ کر کمرے سے نکل گیا۔ عمران سوچنے لگا کہ اگر پروفیسر عباسی نے فارمولا حاصل کیا ہے تو یقیناً اس نے فارمولے کی حفاظت کا بھی بندوبست کیا ہو گا۔ اگر نہیں کیا تو فوراً کر لینا چاہئے۔ بلیک زیرو پانچ منٹ بعد چائے لے آیا تو عمران اتنے میں اپنا لائحہ عمل طے کر چکا تھا۔ چنانچہ اس نے فون اٹھا کر اپنے آگے رکھا اور نمبر پریس کرنے لگا۔ ”ہیلو۔ ڈاکٹر داور سپیکنگ“..... چند لمحوں بعد رابطہ قائم ہونے پر باوقار آواز سنائی دی۔

”ایکسٹو بات کر رہا ہوں ڈاکٹر صاحب“..... عمران نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا اور لاؤڈر آن کر دیا۔

”لیس آفیسر۔ کیسے مزاج ہیں“..... ڈاکٹر داور نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”فائن۔ آپ سے کچھ معلومات چاہئیں“..... عمران نے کہا۔

”اوہ۔ فرمائیے آپ کیا معلوم کرنا چاہتے ہیں“..... ڈاکٹر داور کی چونکتی ہوئی آواز آئی۔

”آپ پروفیسر غوری سے واقف ہوں گے جو ایکریمیا کی سٹار لیبارٹری میں کام کرتے تھے“..... عمران نے کہا۔

”جی ہاں۔ کیا اب نہیں کرتے“..... ڈاکٹر داور نے دوبارہ چونکتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ انہیں وہاں قتل کر دیا گیا ہے“..... عمران نے جواب

اے عباسی کا فون نمبر بتا سکتے ہیں“..... عمران نے ہدایت کرتے ہوئے کہا۔

”جی ہاں۔ ذرا ہولڈ کیجیے“..... ڈاکٹر داور نے کہا اور پھر نصف منٹ بعد ہی انہوں نے پروفیسر عباسی کے دو نمبر بتادیئے جن میں سے ایک اس کے بنگلے کا فون نمبر تھا اور دوسرا اس کے موبائل فون کا۔ عمران نے نمبر ذہن نشین کئے اور ڈاکٹر داور کا شکریہ ادا کر کے فون بند کر دیا اور پھر چائے پینے لگا۔

”کیا آپ پروفیسر عباسی کو خود فون کریں گے“..... بلیک زیرو نے اپنا کپ اٹھاتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ فی الحال ڈاکٹر داور کے جواب کا انتظار کروں گا۔ تم جولیا کو کال کر کے ہدایت کر دو کہ تمام ممبرز اپنے اپنے فلیٹوں میں الرٹ رہیں“..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو بلیک زیرو فون کا رسیور اٹھا کر جولیا کے نمبر پر پس کرنے لگا۔ رابطہ قائم ہونے پر اس نے ایکسٹو کی مخصوص آواز میں جولیا کو ہدایات دیں اور فون بند کر کے دوبارہ چائے پینے لگا۔ عمران چائے پیتے ہوئے کچھ سوچنے میں مصروف تھا۔ تقریباً نصف گھنٹہ بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

”ایکسٹو“..... عمران نے رسیور اٹھا کر تیزی سے کہا اور لاؤڈر کا بٹن پر پس کر دیا۔

”ڈاکٹر داور بول رہا ہوں آفیسر۔ میں نے فرداً فرداً ان سائنس دانوں سے بات کی ہے اور انہوں نے بتایا ہے کہ پروفیسر غوری

سے ان کا کبھی رابطہ نہیں ہوا۔ پروفیسر غوری نے نہ انہیں فون کیا نہ انہوں نے فون کرنے کی ضرورت محسوس کی“..... دوسری طرف سے ڈاکٹر داور نے کہا۔

”کیا پروفیسر عباسی کا بھی یہی بیان ہے“..... عمران نے ایکسٹو کی آواز میں کہا۔

”ان سے بات نہیں ہو سکی۔ ان کا موبائل فون بند ہے۔ وہ گھر پر بھی نہیں ہیں۔ ان کی بیگم نے بتایا ہے کہ وہ صبح ناشتے کے بعد دس بجے گھر سے یہ بتا کر گئے تھے کہ کسی دوست سے ملنے جا رہے ہیں۔ لہجے کے بعد واپس آئیں گے“..... ڈاکٹر داور کی آواز آئی۔

”کیا اس دوست کے بارے میں پروفیسر عباسی کی بیگم جانتی ہیں“..... عمران نے چوکتے ہوئے پوچھا۔

”نہیں۔ مسز عباسی کے مطابق پروفیسر عباسی کے بہت کم دوست ہیں جن میں سے چند ایک کے بارے میں مسز عباسی جانتی ہیں لیکن میرے کہنے پر مسز عباسی نے ان سے فون پر پروفیسر عباسی کے بارے میں پوچھا تو سب نے یہی جواب دیا کہ پروفیسر عباسی ان کے ہاں نہیں آئے۔ اب وہ خود بھی پریشان ہیں کیونکہ ان کا بھی پروفیسر عباسی سے رابطہ قائم نہیں ہوا“..... ڈاکٹر داور نے جواب میں کہا۔

”تھینک یو ڈاکٹر۔ میں ان کا پتہ کراتا ہوں۔ احتیاطاً آپ باقی سائنس دانوں کی سیکورٹی میں اضافہ کرا دیں تاکہ غیر ملکی ایجنٹ

ایک آفس نما کمرے میں چہرے جسم کا ادھیڑ عمر شخص آفس ٹیبل کے پیچھے ریوالونگ چیئر پر بیٹھا منتظر انداز میں دروازے کی طرف دیکھتا ہوا سگریٹ کے کش لے رہا تھا۔ اس کے سر کے بال لمبے تھے جن میں اس کی نصف پیشانی چھپی ہوئی تھی۔ چہرہ گول اور جڑوں کی ہڈیاں ابھری ہوئی تھیں جبکہ آنکھوں میں عقابی چمک تھی۔ کندھے چوڑے تھے اور چہرے پر کھنی سیاہ مونچھیں۔ مجموعی طور پر وہ انتہائی سخت اور بے رحم شخص نظر آ رہا تھا۔

دفعتاً کمرے میں تھن کی مترنم آواز ابھری تو اس شخص نے چونکتے ہوئے میز کے کنارے پر نصب ایک بٹن پریس کر دیا۔ نتیجے میں دروازہ خود بخود کھل گیا اور ایک نوجوان شخص اندر آ گیا۔ اس کے سر پر گنتی کے چند بال تھے اور جسم ورزشی لگتا تھا۔ اندر آ کر اس نے ادھیڑ عمر شخص کو سلام کیا۔

فارمولا کے چکر میں انہیں نقصان نہ پہنچا سکے۔ پروفیسر عباسی کے بنگلے پر زیادہ گارڈز کی ڈیوٹی لگائیں کیونکہ غیر ملکی ایجنٹوں کا اصل ٹارگٹ پروفیسر عباسی ہیں اور وہ مطلوبہ موبائل سم کی تلاش میں ان کے پورے گھر کو الٹ پلٹ کر رکھ دیں گے اور مسز عباسی کو یرغمال بنانے کی کوشش کریں گے۔..... عمران نے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

”بہتر۔ میں ابھی پولیس چیف کو فون کرتا ہوں“..... ڈاکٹر داور نے کہا۔

”تھینک یو۔ آپ مذکورہ سائنس دانوں کو بھی ہدایات دے دیں کہ وہ کم از کم دو دن تک اپنے گھروں سے باہر نہ نکلیں۔ اگر انہیں بہت ضروری کام کے سلسلے میں لیبارٹری جانا پڑے تو وہ اپنی ذاتی گاڑیوں کی بجائے پولیس یا لیبارٹری سیکورٹی کی گاڑی میں سفر کریں۔ گڈ بائی“..... عمران نے آخر میں کہا اور فون بند کر دیا۔

”فورا چند ممبرز کو پروفیسر عباسی کی تلاش میں روانہ کر دو۔ شاید کام شروع ہو گیا ہے“..... عمران نے بلیک زیرو سے کہا۔

”جی ہاں۔ لگتا ہے ایکریمیا کے ایجنٹوں سے پہلے کسی اور ملک کے ایجنٹ یہاں پہنچ چکے ہیں“..... بلیک زیرو نے عمران کی تائید میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور فون کا رسیور اٹھا لیا۔

”میں پروفیسر عباسی کے بنگلے پر جا رہا ہوں۔ کوئی ضروری اطلاع آئے تو مجھے ٹرانسمیٹر پر کال کر لینا“..... عمران نے اٹھتے ہوئے بلیک زیرو کو ہدایت کی اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

جسم خاصا صحت مند اور چہرہ پر وقار تھا مگر سر پر ایک ابھرا ہوا گومڑ ظاہر کر رہا تھا کہ وہاں ضرب لگائی گئی تھی۔

”یہ ابھی تک بے ہوش ہے گورڈن“..... باس نے بوڑھے کا جائزہ لیتے ہوئے کہا۔

”لیس باس۔ ابھی ہوش میں آنے والا ہے“..... دراز قامت شخص نے انتہائی مودبانہ لہجے میں کہا جس کا نام گورڈن تھا۔ باس نے دیوار کے پاس رکھی کرسی کی طرف اشارہ کیا تو راجر فوراً وہ کرسی اٹھا لایا اور اس کے قریب رکھ دی۔ باس کرسی پر بیٹھ کر بے ہوش بوڑھے کی طرف دیکھنے لگا۔ چند لمحوں بعد بوڑھے کے جسم میں حرکت ہوئی اور اس نے آنکھیں کھول دیں۔ چند سیکنڈ تک خالی خالی نگاہوں سے سامنے دیکھتا رہا پھر اس نے چہرے کو حرکت دی اور دائیں بائیں دیکھتے ہوئے چونک پڑا۔

”اوہ۔ یہ کون سی جگہ ہے۔ تم نے مجھے کیوں بے ہوش کیا تھا“..... اس نے گورڈن سے کہا۔

”مجھ سے بات کرو پروفیسر عباسی۔ یہ میرے حکم پر تمہیں یہاں لائے ہیں“..... باس نے تیزی سے کہا۔

”تم کون ہو۔ کیا چاہتے ہو“..... بوڑھے پروفیسر عباسی نے حیرت سے باس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”کیا ان دونوں نے تمہیں نہیں بتایا تھا“..... باس نے گورڈن اور راجر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پوچھا۔

”راجر۔ کیا اسے لے آئے ہو“..... ادھیڑ عمر شخص نے سخت لہجے میں اس سے پوچھا۔

”لیس باس۔ وہ بے ہوش ہے اور گورڈن اسے دوسرے کمرے میں بند کرنے گیا ہے“..... سمجھے شخص نے انتہائی مودبانہ لہجے میں کہا تو ادھیڑ عمر باس کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ پھیل گئی۔

”گڈ۔ اسے ہوش میں لاؤ۔ میں وہیں آتا ہوں“..... باس نے سر کو جنبش دیتے ہوئے تھکمانہ لہجے میں کہا تو راجر نے سر ہلایا اور پلٹ کر کمرے سے نکل گیا۔ ادھیڑ عمر باس نے میز کے کنارے لگا ہوا بٹن دوبارہ پریس کیا اور دروازہ بند ہو گیا۔ پھر تقریباً پانچ منٹ کے بعد وہ کرسی سے اٹھا اور بٹن پریس کر کے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ دروازہ کھل گیا اور وہ باہر نکل گیا۔ اس نے ایک ہاتھ سے دروازہ بند کیا اور راہداری میں آگے بڑھنے لگا جس میں کئی کمرے بنے ہوئے تھے۔ وہ آخری کمرے کے دروازے پر گیا اور دروازہ کھول کر کمرے میں داخل ہو گیا۔ اندر کھڑے دو افراد میں سے ایک تو وہی راجر تھا جو چند منٹ قبل اس کے کمرے میں آیا تھا اور دوسرا ایک دراز قامت اور قوی میکل آدمی تھا۔ کمرے کے وسط ایک کرسی پر ساٹھ پینسٹھ سال کا بوڑھا شخص بیٹھا ہوا لیکن اس میں کہ اس کا سر کرسی کی پشت سے ٹکا ہوا تھا اور اس کے دو ہاتھ پشت کی جانب بندھے ہوئے تھے۔ اس کی آنکھیں بند تھیں لیکن پوٹے حرکت کر رہے تھے۔ بوڑھا ہونے کے باوجود اس

”تمہیں کس نے اطلاع دی“..... پروفیسر عباسی نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

”شاید تمہیں ابھی تک علم نہیں ہو سکا کہ پروفیسر غوری کو قتل کر دیا گیا ہے“..... باس نے چپستے ہوئے لہجے میں کہا۔

”کیا“..... پروفیسر عباسی کے منہ سے بے ساختہ نکلا۔

”ہاں۔ جب اس نے گزشتہ شب تمہیں فارمولا کا کچھ حصہ موبائل فون پر ایس ایم ایس کیا تو ڈاکٹر جوزف کے دوسرے اسٹنٹ ڈاکٹر گراہم نے دیکھ لیا۔ اس کے استفسار پر پروفیسر غوری نے تیزی سے متوجہ ڈیلیٹ کر دیا اور موبائل فون ڈاکٹر گراہم کے حوالے کر دیا۔ ڈاکٹر گراہم نے پروفیسر غوری کو گرفتار کرنے کے لئے گارڈز کو طلب کیا تو پروفیسر غوری نے ڈاکٹر گراہم پر حملہ کر دیا اور فرار ہونے کی کوشش کی اور گارڈز کی فائرنگ سے مارا گیا۔“

باس نے واقعہ بتاتے ہوئے کہا۔

”لیکن میرا پروفیسر غوری سے نہ کوئی رابطہ تھا اور نہ میں اسے جانتا ہوں۔ یقیناً ڈاکٹر گراہم نے فارمولا چوری کیا ہو گا اور جب پروفیسر غوری کو علم ہوا تو ڈاکٹر گراہم نے اپنی پوزیشن صاف کرنے کے لئے یہ کہانی گھڑ لی ہو گی“..... پروفیسر عباسی نے غصے سے کہا تو باس نے جبرے بھیج لئے۔

”پروفیسر عباسی۔ تم غالباً اس لئے اپنی بات پر اڑ گئے ہو کہ پروفیسر غوری نے ایس ایم ایس ڈیلیٹ کر دیا اور اس طرح موبائل

”نہیں۔ یہ ایک چور ہے پر ٹریفک رکتے ہی میری گاڑی میں گھس آئے تھے اور میری گردن پر ریوالور رکھ کر مجھے شہر سے باہر چلنے کا حکم دیا تھا لیکن آبادی سے باہر آتے ہی انہوں نے گاڑی رکوائی اور میرے سر پر ضرب لگائی جس کے بعد مجھے کچھ ہوش نہ رہا تھا اور اب ہوش آیا ہے“..... پروفیسر عباسی نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”سوری پروفیسر عباسی۔ میں نے ان سے کہا تھا کہ آپ کو آرام و احترام سے لایا جائے۔ بہر حال اب آپ کو مزید کوئی تکلیف نہیں دی جائے گی۔ اطمینان رکھیں“..... باس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”لیکن مجھے اغوا کرنے کا مقصد۔ غالباً تم لوگوں کا تعلق گریٹ لینڈ سے ہے“..... پروفیسر عباسی نے ناگواری سے کہا۔

”شاید۔ بہر حال ہمیں اکیرمیا کی شار لیبارٹری کے ڈاکٹر جوزف کا وہ فارمولا چاہئے جسے ان کے اسٹنٹ پروفیسر غوری نے ایس ایم ایس کے ذریعے تمہیں بھیجا تھا“..... باس نے پروفیسر عباسی کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے کہا تو پروفیسر غوری بے ساختہ چونک پڑا۔

”نہیں۔ میں کسی پروفیسر غوری کو نہیں جانتا۔ تمہیں غلط اطلاع ملی ہے“..... پروفیسر عباسی نے سخت لہجے میں کہا۔

”اطلاع سو فیصد درست ہے پروفیسر عباسی۔ البتہ تم غلط بیانی کر رہے ہو“..... باس نے تلخ لہجے میں کہا۔

موبائل سم مجھے دے دو جس پر پروفیسر غوری تمہیں فارمولا ایس ایم ایس کرتا رہتا تھا“..... باس نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے آخر میں تحکمانہ لہجے میں کہا۔

”اگر تمہاری ساری باتیں درست ہیں اور میں ان پر یقین بھی کر لوں تب بھی تمہیں فارمولا نہیں مل سکتا“..... پروفیسر عباسی نے ایک ایک لفظ پر زور دیتے ہوئے کہا۔

”کیوں نہیں مل سکتا۔ میں اپنے مقصد میں کبھی ناکام نہیں ہوا پروفیسر عباسی۔ میں تمہیں اس فارمولے کی منہ مانگی قیمت بھی دے سکتا ہوں اور تمہیں فارمولا دینے پر مجبور بھی کر سکتا ہوں“..... باس نے غضبناک لہجے میں کہا۔

”ہرگز نہیں۔ وہ فارمولا میرے پاس امانت ہے میرے وطن کی جس کی خاطر پروفیسر غوری نے اپنی جان قربان کر دی اور تم مجھے مجبور نہیں کر سکتے۔ تم مجھ پر تشدد کرنا چاہتے ہو تو بے شک کرو“۔ پروفیسر عباسی نے کہا۔ اس کے لہجے میں چٹانوں کی سی سختی تھی۔

”تمہاری بوڑھی ہڈیاں شاید تشدد برداشت نہ کر سکیں اس لئے میں تمہیں سوچنے کے لئے چند گھنٹے دیتا ہوں پروفیسر عباسی۔ اس وقت بارہ بجے ہیں۔ شام چھ بجے تک تم فارمولا یا موبائل سم دینے پر رضامند نہ ہوئے تو میں تمہارا وہ حشر کروں گا کہ تم جی سکو گے نہ مر سکو گے۔ اس کے علاوہ تمہاری بیوی کو بھی یہاں لا کر تمہاری آنکھوں کے سامنے ذبح کر دیا جائے گا“..... باس نے کہا۔

فون میں اس بات کا کوئی ثبوت نہیں رہا کہ اس نے تمہیں مسج بھیجا تھا۔ لیکن پروفیسر غوری کی طرح تم بھی یہ بھول گئے ہو ڈیلیٹ کرنے کے بعد بھی سینڈ میسج کے اندر میسج موجود رہتا ہے اور پروفیسر غوری کو انڈیکس سے وہ آخری میسج ڈیلیٹ کرنے کا موقع نہیں ملا تھا۔ چنانچہ انڈیکس میں وہ میسج دیکھنے کے بعد کنفرم ہو گیا کہ پروفیسر غوری تمہیں ایس ایم ایس بھیجتا رہا تھا اور بھیجنے کے بعد دونوں جگہ سے میسج ڈیلیٹ کر دیتا تھا“..... باس نے غراہٹ آمیز لہجے میں کہا۔

”ہو سکتا ہے وہ کسی دوسرے شخص کو ایس ایم ایس بھیجتا رہا ہو۔ کیا ایس ایم ایس میں صرف میرا نام تھا“..... پروفیسر عباسی نے باس کو غصے سے گھورتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ ایس ایم ایس میں صرف فون نمبر تھا اور اس نمبر کی سم جاری کرنے والی کمپنی کے بیان کے مطابق وہ سم پاکستان میں ہے۔ اس کے بعد پروفیسر غوری کے پاکستان میں عزیز و اقارب اور دوستوں کے بارے میں جائزہ لیا گیا تو تمہارا نام سامنے آیا۔ پاکستان کے چھ سائنس دانوں کو انڈیکریمیا کے وزٹ کے دوران جب پروفیسر غوری نے عشاءِ دیا تو ان میں جو سائنس دان پروفیسر غوری کے زیادہ قریب اور بے تکلف پایا گیا وہ تم تھے۔ لہذا یہ باور کر لیا گیا کہ پروفیسر غوری نے فارمولا تمہیں ہی بھیجا تھا اور اب مجھے وہ فارمولا چاہئے۔ اگر تم نے فارمولا کہیں نوٹ نہیں کیا تو پھر وہ

”میں تمہارے گھر کا ایک ایک انچ اکھاڑ ڈالوں گا“..... باس نے دھمکی دیتے ہوئے کہا۔

”کیا فائدہ اتنی محنت کرنے کا۔ سم وہاں نہیں ملے گی۔“ پروفیسر عباسی نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

”تو پھر کہاں ہے وہ سم“..... باس نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

”میرے پیٹ میں۔ بے شک میرا پیٹ چیر کر نکال لو۔“

پروفیسر عباسی نے ہنس کر کہا تو باس غصے سے دانت پیسنے لگا۔

”آل رائٹ۔ میں دیکھتا ہوں تم کیسے نہیں بتاتے“..... باس نے یکدم کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

”باس۔ کیا میں شروع ہو جاؤں۔ یہ ابھی زبان کھول دے گا۔“

گورڈن نے جوشیلے انداز میں کہا۔

”نہیں۔ میں نے اسے سوچنے کی مہلت دی ہے۔ تم اس دوران اس کی بیوی کو لے آؤ۔ اسے اسی طرح بندھا رہنے دو اور دروازہ باہر سے لاک کر کے میرے کمرے میں آ جاؤ“..... باس نے سخت لہجے میں کہا اور پلٹ کر کمرے سے نکل آیا۔

اپنے کمرے میں آ کر وہ کرسی پر بیٹھا ہی تھا کمرے میں سیٹی کی آواز گونجنے لگی۔ باس چونکا اور اس نے میز کی دراز کھول کر ایک

چپٹا سا بکس نکال لیا جو ساز میں موبائل فون جتنا ہی تھا لیکن اس پر سکرین نہیں تھی اور اس کے پہلو میں چند ننھے ننھے بٹن نصب تھے۔ سیٹی کی آواز اسی سے ابھر رہی تھی۔ باس نے یکے بعد

”اس کے باوجود تمہیں فارمولا نہیں مل سکتا مسٹر“..... پروفیسر عباسی نے زہریلے انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

”اس کا موبائل فون کہاں ہے۔ تم نے اسے چیک کیا ہے۔“

باس نے راجر کی طرف دیکھ کر کہا۔

”لیس باس۔ اس میں کچھ نہیں ہے“..... راجر نے جیب میں ہاتھ ڈالتے ہوئے مودبانہ لہجے میں کہا اور ایک موبائل فون نکال کر

باس کے حوالے کر دیا۔ باس نے موبائل فون آن کر کے چیک کیا اور مایوسی سے سر ہلایا۔

”نہیں۔ اس میں وہ سم نہیں ہے۔ یہ کسی مقامی نیٹ ورک کی سم ہے“..... باس نے موبائل فون آف کرتے ہوئے کہا۔

”باس۔ یقیناً پروفیسر عباسی نے فارمولے والی سم نکال کر کہیں رکھی ہوئی ہوگی“..... گورڈن نے تیزی سے کہا۔

”ہاں۔ اس کی پاور آف کر دو تاکہ کسی کی کال نہ آ سکے۔“

باس نے موبائل فون واپس راجر کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا تو راجر نے موبائل فون لے کر پاور آف کا بٹن پریس کیا اور موبائل جیب میں رکھ لیا۔

”پروفیسر عباسی۔ فارمولے والی سم کہاں ہے“..... باس نے پروفیسر عباسی کو گھورتے ہوئے پوچھا۔

”وہ جہاں بھی ہے تم اس تک نہیں پہنچ سکتے اور نہ میں تمہیں بتاؤں گا“..... پروفیسر عباسی نے غصے سے کہا۔

لئے آدمی بھیج رہا ہوں۔ یقیناً وہ اپنی بیوی پر ہونے والا تشدد برداشت نہیں کرے گا اور زبان کھول دے گا۔ اگرچہ اس نے میری اس دھمکی کی بھی پروا نہیں کی لیکن میں جانتا ہوں۔ مسلمان اپنی عورتوں کی بے حرمتی برداشت نہیں کرتے اور اپنی غیرت بچانے کے لئے پروفیسر عباسی یقیناً فارمولا یا سم ہمارے حوالے کرنے پر رضامند ہو جائے گا۔..... جیک نے مسلسل بات کرتے ہوئے کہا تو دوسری طرف سے چند ثانیوں کے لئے خاموشی پھیل گئی۔

”آل رائٹ۔ لیکن پروفیسر عباسی کے اغوا کی خبر پھیل چکی ہوگی اور اس کے گھر پر پولیس پہنچ گئی ہوگی اس لئے تم اس کی بیوی کو اغوا کرنے کی بجائے اس پر تشدد کر کے اس کی زبان کھلاؤ۔“ دوسری طرف سے مائیکل نے سخت لہجے میں ہدایت کی۔

”رائٹ سر۔ مجھے لگتا ہے اس نے سم اپنے گھر رکھنے کی بجائے کسی اور جگہ محفوظ کی ہے۔ اسی لئے اسے اپنے گھر کی اکھاڑ شیخ کی بھی پروا نہیں ہے۔..... جیک نے سر ہلاتے ہوئے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”کچھ بھی ہو۔ تمہیں شام تک ہر صورت میں پروفیسر عباسی کی موبائل سم حاصل کر لینی چاہئے تاکہ دوسرے ملکوں کے ایجنٹ کامیاب نہ ہو سکیں۔ ایکریمیا کے ایجنٹ اتنی جلدی پاکیشیا نہیں پہنچ سکتے لیکن شوگران، روسیہ اور کافرستان سے پاکیشیا بہت قریب ہے اور ہو سکتا ہے ان ملکوں کے ایجنٹ وہاں پہنچ بھی چکے ہوں۔ لہذا اپنا

دیگرے اس کے دوپٹن پر لیس کر دیئے۔

”ہیلو جیک۔ مائیکل کالنگ۔ اور۔..... سیٹی کی آواز بند ہو گئی اور ایک انسانی آواز سنائی دینے لگی۔

”لیس چیف۔ جیک رسیونگ یو۔ اور۔.....“ باس نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”مشن کا کیا ہوا جیک۔..... دوسری طرف سے مائیکل نے سوال کیا۔

”پروفیسر عباسی ہمارے قبضے میں آچکا ہے چیف۔ ابھی میں نے اس سے پوچھ گچھ کی ہے لیکن وہ فارمولا یا موبائل سم دینے سے انکار کر رہا ہے۔ میں نے اسے شام تک سوچنے کی مہلت دی ہے۔..... باس نے جواب میں کہا۔

”اس کی موبائل سم کہاں ہے۔ اس نے گھر میں چھپا رکھی ہوگی۔..... مائیکل کی چونکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

”نہیں۔ اس نے کہا ہے کہ ہم بے شک اس کے گھر کو کھال ڈالیں لیکن سم وہاں نہیں ملے گی۔..... جیک نے کہا۔

”تو پھر اس سے اگلاؤ کہ سم کہاں ہے۔ ایسا نہ ہو کہ تم سے پہلے دوسرے ایجنٹ سم لے اڑیں۔..... مائیکل نے سخت لہجے میں کہا۔

”چیف۔ وہ کافی بوڑھا ہے۔ اسے تشدد کی بھی پروا نہیں ہے۔ اسی لئے اب میں اس کے گھر سے اس کی بیوی کو اغوا کرنے کے

عمران پروفیسر عباسی کے بنگلے کے شاندار ڈرائینگ روم میں بیٹھا ہوا تھا۔ سامنے والے صوفے پر پچاس سالہ مسز عباسی بیٹھی عمران کے سوالوں کے جواب دے رہی تھیں۔ عمران نے مسز عباسی کو بتایا تھا کہ اسے سیکرٹ سروس کے چیف ایکسٹو نے بھیجا ہے اور ڈاکٹر داور کی اس تشویش پر تحقیقات کی جا رہی ہیں کہ پروفیسر عباسی کو اغوا نہ کر لیا گیا ہو۔ عمران نے بہتر سمجھا تھا کہ مسز عباسی کو اصل معاملہ بتا دیا جائے کہ وہ صورت حال کی نزاکت سمجھ کر اس کے سوالوں کے ٹھیک ٹھیک جواب دے سکے۔ چنانچہ اس نے اسے پروفیسر غوری کے قتل اور قتل کا سبب بتاتے ہوئے یہ خدشہ ظاہر کیا تھا کہ غیر ملکی ایجنٹ ہر صورت میں فارمولا حاصل کرنے کی کوشش کریں گے اور ہو سکتا ہے پروفیسر عباسی کو قتل کرنے سے بھی گریز نہ کریں۔

بھی خیال رکھنا اور دوسرے ایجنٹوں سے خود کو پوشیدہ رکھ کر کام کرنا..... مائیکل نے ہدایت دیتے ہوئے کہا۔
 ”رائٹ سر۔ میں سمجھ گیا ہوں“..... جیک نے کہا تو دوسری طرف سے رابطہ ختم کر دیا گیا۔ جیک نے بھی ٹرانسمیٹر آف کر کے میز کی دراز میں رکھا اور اسی لمحے کال بیل بج اٹھی۔ اس نے بٹن پریس کیا تو دروازہ کھلا اور گورڈن کے ہمراہ راجر کمرے میں داخل ہوا۔

”تھوڑی دیر انتظار کرو اور میرے لئے کافی لے آؤ“..... جیک نے ان دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے سخت لہجے میں حکم دیا تو وہ دونوں پلٹ کر کمرے سے نکل گئے۔ جیک نے ایک سگریٹ سلگایا اور پروفیسر عباسی کی زبان کھلوانے کے لئے کوئی مؤثر ترکیب سوچنے لگا۔

”کیا آپ کو پتہ ہے کہ پروفیسر عباسی صاحب کے پاس دو موبائل سم ہیں“..... عمران نے کہا۔

”معلوم نہیں۔ موبائل تو ان کے پاس ایک ہی ہے“..... منظر عباسی نے جواب دیا۔

”کیا آپ نے انہیں کبھی موبائل کی سم نکالتے یا لگاتے ہوئے نہیں دیکھا“..... عمران نے پوچھا۔

”کم از کم میرے سامنے انہوں نے کبھی ایسا نہیں کیا۔ البتہ رات کو وہ دو تین بجے تک اپنے ریڈنگ روم میں تنہا کام کرتے رہتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ اس وقت وہ موبائل فون کی سم تبدیل کرتے ہوں“..... منظر عباسی نے کہا۔

”کیا آپ مجھے ان کا ریڈنگ روم دکھا سکتی ہیں“..... عمران نے کسی خیال کے تحت پوچھا تو منظر عباسی نے اثبات میں سر ہلایا اور اٹھ گئی۔ عمران بھی اٹھا اور اس کے ہمراہ ڈرائینگ روم سے نکل آیا۔

ریڈنگ روم بیڈ روم سے ملحقہ کمرہ تھا۔ عمران نے ریڈنگ روم میں آ کر کمرے کا جائزہ لیا۔ کافی بڑا کمرہ تھا۔ اس میں دیواروں کے ساتھ ساتھ شیشے کی الماریاں ایستادہ تھیں جن میں بے شمار کتب نظر آ رہی تھیں۔ کمرے کے وسط میں ایک بڑی میز پر بھی کچھ کتابیں اور فائلیں موجود تھیں۔ میز کے پاس دو کرسیاں رکھی تھیں۔ ایک عام کرسی تھی جبکہ دوسری ریوالونگ چیئر تھی۔ میز پر ٹیلی فون رکھا ہوا تھا جبکہ دیوار کے پاس ایک دوسری میز پر فیکس مشین اور کمپیوٹر سیٹ

رکھا ہوا تھا۔ اسی کمرے میں پروفیسر عباسی تحقیقی کام کرتے تھے۔

”اگر آپ چند منٹ مجھے تنہا چھوڑ دیں تو مناسب ہو گا۔“ عمران نے پورے کمرے کا جائزہ لینے کے بعد منظر عباسی سے کہا تو وہ سر ہلا کر ڈرائینگ روم کی طرف چلی گئی۔ تب عمران نے اپنا کام شروع کر دیا۔ تقریباً ایک گھنٹہ بعد وہ ریڈنگ روم سے نکلا اور ڈرائینگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے بڑی احتیاط سے کمرے میں موجود ایک ایک چیز کی تلاشی لی تھی۔ الماریوں میں رکھی ہر کتاب کو کھول کر دیکھا تھا لیکن نہ تو اسے موبائل فون کی کوئی سم ملی اور نہ ہی فارمولا۔ اس نے الماریوں کے عقب کا بھی جائزہ لیا تھا اور کسی خفیہ خانہ کی تلاش میں دیواروں کو بھی ٹھوک بجا کر دیکھا تھا۔ عمران ڈرائینگ روم میں واپس آیا تو منظر عباسی صوفے پر پریشان سی بیٹھی تھی اور میز پر چائے کے برتن رکھے تھے۔

”آپ نے چائے کا تکلف کیوں کیا“..... عمران نے بیٹھتے ہوئے کہا۔

”میں خود بھی طلب محسوس کر رہی تھی۔ پریشانی سے سر بھاری ہو گیا ہے“..... منظر عباسی نے چائے کی پیالی عمران کے آگے رکھتے ہوئے کہا۔

”اچھا۔ یہ بتائیے کہ پروفیسر عباسی صاحب سے آج صبح یا گزشتہ رات کوئی ملنے آیا تھا“..... عمران نے پوچھا۔

”نہیں۔ ان کے ملنے والے بہت کم ہیں۔ کبھی کبھی کوئی دوست

آتا بھی ہے تو صرف اتوار کے روز آتا ہے ورنہ وہ خود کسی سے ملنے چلے جاتے ہیں لیکن کبھی دو گھنٹے سے زیادہ باہر نہیں رہتے۔ اتوار کے علاوہ باقی دنوں میں وہ صبح نو بجے لیبارٹری جاتے ہیں اور سہ پہر کے بعد یعنی پانچ بجے واپس آ جاتے ہیں“..... مسز عباسی نے وضاحت سے جواب میں کہا۔

”فرض کریں ان کے پاس کوئی بہت ہی قیمتی چیز ہو جسے وہ آپ سے بھی چھپا کر رکھنا چاہیں تو پروفیسر غوری اس چیز کو کہاں پوشیدہ رکھیں گے“..... عمران نے چائے کا گھونٹ لے کر پوچھا۔

”وہ اپنی قیمتی اور ضروری چیزیں ریڈنگ روم میں ہی رکھتے ہیں لیکن نہ وہ مجھے بتاتے ہیں اور نہ میں پوچھتی ہوں۔ میں ان کی غیر موجودگی میں وہاں جاتی بھی نہیں ہوں اور نہ ان کے مطالعہ کے دوران ریڈنگ روم میں داخل ہوتی ہوں جب تک وہ خود مجھے نہ بلائیں کیونکہ میرے جانے سے ان کے خیالات اور سوچ بچار کا سلسلہ درہم برہم ہو جاتا ہے“..... مسز عباسی نے اپنا کپ اٹھاتے ہوئے کہا۔

عمران نے چائے ختم ہونے تک مزید چند سوال کئے اور پھر مسز عباسی کا شکریہ ادا کرنے کے بعد اٹھ کھڑا ہوا۔ مسز عباسی برآمدے تک اس کے ساتھ آئی۔ کمپاؤنڈ کے گیٹ پر پولیس کے چار گارڈ مستعد کھڑے تھے۔ دو گارڈ دائیں بائیں کی دیواروں کے پاس ٹہل رہے تھے۔ بنگلے کے باہر بھی پولیس کے کئی گارڈز موجود تھے اور

بنگلے کے سامنے سڑک کی دوسری جانب رینجرز کی ایک گاڑی میں آٹھ مسلح جوان بیٹھے تھے۔ عمران نے آتے وقت گیٹ پر موجود گارڈز کو بتایا تھا کہ وہ ملٹری انٹیلی جنس کی طرف سے پروفیسر عباسی کی بیگم سے سرکاری کام کے سلسلے میں ملے آیا ہے اور ایک تعارفی کارڈ بھی گارڈ کو دکھایا تھا جس پر اس کا نام کیپٹن راشد قریشی لکھا تھا۔

عمران نے مسز عباسی کو تسلی دی کہ پروفیسر عباسی کو اگر اغوا کر لیا گیا ہے تو تب بھی فوری طور پر پروفیسر عباسی کی جان کو کوئی خطرہ نہیں ہے۔ اغوا کرنے والے انہیں اس وقت تک زندہ رکھیں گے جب تک کہ مجرموں کو فارمولا یا مطلوبہ موبائل سم نہیں مل جاتی اور سیکرٹ سروس جلد ہی پروفیسر عباسی کو بازیاب کرنے میں کامیاب ہو جائے گی۔ پھر مسز عباسی کو اللہ حافظ کہہ کر برآمدے کے باہر کھڑی اپنی سپورٹ کار میں بیٹھا اور انجن سٹارٹ کر کے چل دیا۔ گیٹ پر موجود گارڈز نے گیٹ کھول دیا۔ عمران گیٹ سے نکل کر سڑک پر آیا اور اپنے فلیٹ کی طرف کار دوڑانے لگا۔ ٹھیک اسی لمحے اس کی واچ ٹرانسمیٹر پر سگنل موصول ہوا تو اس نے چونکتے ہوئے سیدھے ہاتھ سے واچ ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

”ہیلو چیف۔ صفدر کالنگ اودر“..... واچ ٹرانسمیٹر سے صفدر کی آواز ابھرنے لگی۔

”ایس صفدر۔ ایکسٹو انڈنگ یو۔ اودر“..... عمران نے ایکسٹو

”یس چیف۔ لیکن کوئی خاص کلیو نہیں ملا۔ البتہ عقبی سیٹ کے پائیدان میں سگریٹ کا ایک بجھا ہوا ٹکڑا ملا ہے جو غیر ملکی برانڈ کا ہے۔ یہ برانڈ پاکیشیا میں دستیاب نہیں ہے۔ میری یادداشت کے مطابق میں نے اس برانڈ کے سگریٹ گریٹ لینڈ میں دیکھے تھے۔ اور“..... صفدر نے جواب میں کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

”آل رائٹ۔ تم واپس آ جاؤ اور میری اگلی ہدایت کا انتظار کرو۔ اور اینڈ آل“..... عمران نے آخر میں کہا اور رابطہ ختم کر کے بلیک زیرو کی فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنے لگا۔

”ہیلو طاہر۔ عمران کالنگ۔ اور“..... اس نے سامنے دیکھتے ہوئے کہا۔

”یس عمران صاحب۔ بلیک زیرو اسٹنڈنگ یو۔ اور“..... چند لمحوں بعد وائچ ٹرانسمیٹر سے بلیک زیرو کی آواز سنائی دی۔

”صفدر نے پروفیسر عباسی کی کار دریافت کر لی ہے۔ پروفیسر عباسی کو شہر سے باہر لے جا کر اغوا کیا گیا ہے۔ اور“..... عمران نے کہا۔

”اوہ۔ کیا مجرموں کا کوئی سراغ ملا۔ اور“..... بلیک زیرو نے تیزی سے پوچھا۔

”نہیں۔ البتہ سگریٹ کے ایک ٹکڑے سے پتہ چلتا ہے کہ شاید ان کا تعلق گریٹ لینڈ سے ہے۔ چنانچہ تم فوری طور پر تمام ممبرز کو حکم دے دو کہ وہ سفید فاموں پر نگاہ رکھیں اور ہوٹلوں میں غیر

کے مخصوص لہجے میں کہا اور کار کی رفتار کچھ کم کر دی۔

”چیف۔ پروفیسر عباسی کی گاڑی مل گئی ہے۔ اور“..... صفدر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”مگڈ۔ کہاں ہے وہ۔ اور“..... عمران نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

”شہر سے باہر شمالی جانب سڑک کے کنارے کھڑی ہے لیکن خالی ہے جبکہ انکیشن سوئچ میں چابی موجود ہے۔ گاڑی سڑک سے نیچے کچی جگہ پر کھڑی ہے اور اس کا رخ شہر کی مخالف سمت میں ہے۔ اس کے عقب میں چند فٹ پیچھے ایک اور گاڑی کے ٹائروں کے نشانات موجود ہیں اور نشانات یوٹرن کے انداز میں سڑک تک جا رہے ہیں۔ اور“..... صفدر نے کہا۔

”ہونہہ۔ اس پوزیشن سے تم نے کیا نتیجہ اخذ کیا ہے۔ اور“..... عمران نے پوچھا۔

”لگتا ہے مجرم پروفیسر عباسی کو مجبور کر کے یہاں تک لائے تھے جبکہ دوسری گاڑی میں مجرموں کے ساتھی تھے۔ یہاں انہوں نے گاڑی رکوا کر پروفیسر عباسی کو اپنی گاڑی میں منتقل کیا اور یوٹرن لے کر واپس شہر کی طرف چلے گئے۔ اور“..... صفدر نے اپنا اندازہ بتاتے ہوئے کہا۔

”مگڈ۔ یقیناً یہی بات ہوگی۔ تم نے پروفیسر عباسی کی گاڑی کی تلاشی بھی لی ہوگی۔ اور“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

دوسرے ہاتھ سے دروازہ بند کرتے ہوئے سخت لہجے میں کہا تو عمران چونک پڑا۔ مقامی ہونے کے باوجود اس شخص نے ایکریمن زبان میں بات کی تھی اور اس کا لہجہ رویا ہی محسوس ہو رہا تھا۔

”تم کون ہو اور اس طرح زبردستی میری گاڑی میں کیوں سوار ہوئے ہو؟“..... عمران نے غصے سے کہا۔

”فی الحال تم میرے حکم کی تعمیل کرتے رہو مسٹر علی عمران ورنہ میرا ریوالور بے آواز ہے۔ تمہاری گردن میں سوراخ ہونے کا کسی کو پتہ نہیں چلے گا“..... نیلے سوٹ والے نے عمران کی گردن پر ریوالور کی نال سے دباؤ ڈالتے ہوئے حتیٰ لہجے میں کہا۔

”بہتر۔ لیکن کم از کم اپنا نام تو بتادو تاکہ تمہیں مخاطب کرنے میں آسانی رہے“..... عمران نے خوفزدہ سی آواز میں کہا۔

”فی الحال تم مجھے ایکس کہہ سکتے ہو“..... نیلے سوٹ والے نے غصے سے کہا۔

”وائی“..... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”وائی نہیں۔ ایکس اور اب اپنی زبان بند رکھو“..... نیلے سوٹ والے نے غراتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے مسٹر ایکس۔ کہاں اترنا ہے تم نے؟“..... عمران نے سر ہلاتے ہوئے پوچھا۔

”اگلے چوراہے سے گارڈن روڈ پر مڑ جانا“..... ایکس نامی شخص نے تحکمانہ لہجے میں کہا مگر عمران خاموش رہا۔ اسے یقین ہو چکا تھا

ملکیوں کو چیک کریں۔ اوور“..... عمران نے ہدایت کرتے ہوئے کہا۔

”رائٹ سر۔ کیا مسز عباسی سے کچھ معلومات حاصل ہوئی ہیں۔ اوور“..... بلیک زیرو کی آواز سنائی دی۔

”اسے اس معاملے کے متعلق کچھ معلوم نہیں ہے۔ میں نے پروفیسر عباسی کے مطالعہ کے کمرے کی بھی تلاشی لی ہے لیکن کچھ نہیں ملا۔ یقیناً فارمولا یا سم کسی جگہ محفوظ کی گئی ہے۔ تم فوری طور پر چوہان کو پروفیسر عباسی کے بنگلے کی نگرانی کے لئے بھیج دو۔ اگر اسے کوئی مشتبہ شخص بنگلے میں دلچسپی لیتا دکھائی دے تو اس پر نگاہ رکھے۔ اوور اینڈ آل“..... عمران نے ہدایت دیتے ہوئے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے کار کی رفتار میں اضافہ کر دیا۔

اگلے چوراہے پر سگنل بند تھا اور ٹریفک رک چکی تھی۔ عمران نے بھی کار روک دی اور سگنل کھلنے کا انتظار کرنے لگا۔ چند لمحوں بعد سگنل کی سبز بتی روشن ہوئی اور ٹریفک رواں ہوئی تو عمران نے بھی کار آگے بڑھا ڈی۔ ٹھیک اسی لمحے کوئی پھرتی سے پچھلا دروازہ کھول کر کار میں داخل ہوا تو عمران نے چونکتے ہوئے سامنے نصب آئینے میں پیچھے دیکھا ہی تھا کہ عقب سے ریوالور کی نال اس کی گردن سے آگئی۔ پچھلی سیٹ پر ایک مقامی شخص بیٹھا تھا اور اس نے نیلے رنگ کا سوٹ پہنا ہوا تھا۔

”خبردار۔ کوئی حرکت مت کرنا۔ چلتے رہو“..... اس شخص نے

کہ وہ شخص روسیاہی ہے اور اس نے میک اپ کر رکھا ہے۔ شاید وہ پروفیسر عباسی کے بنگلے سے ہی اس کا پیچھا کر رہا تھا۔ یہ خیال آتے ہی اس نے عقب میں آنے والی گاڑی کا سائیڈ مرر میں جائزہ لیا وہ سیاہ رنگ کی ٹیوٹا کرولا تھی اور اس میں صرف ڈرائیور ہی نظر آ رہا تھا۔ عمران نے چوراہے پر پہنچ کر دائیں جانب گارڈن روڈ پر کار موڑی اور عقب کا جائزہ لیا تو ٹیوٹا کار بھی ادھر ہی مڑتی دکھائی دی۔

”تمہیں میرے نام کا کیسے علم ہوا مسٹر ایکس۔ جبکہ میں تمہیں بالکل نہیں جانتا“..... عمران نے آئینے میں ایک نظر اس شخص کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ ایکس کی نگاہیں عمران پر مرکوز تھیں اور اس نے ریوالور کی نال بدستور عمران کی گردن پر رکھی ہوئی تھی۔

”منزل پر پہنچ کر سب کچھ جان جاؤ گے“..... ایکس نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

”تمہاری منزل کہاں ہے۔ میری گاڑی میں پٹرول نہیں ہے۔“ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”کوئی بات نہیں۔ واپسی پر تمہاری ٹینکی فل کر دی جائے گی۔“ ایکس نے لا پرواہی سے کہا تو عمران ہنسنے لگا۔

”کیوں مذاق کرتے ہو یار۔ میری ٹینکی تو ہے ہی نہیں۔“ عمران نے احمقانہ لہجے میں کہا۔

”شٹ اپ۔ خاموشی سے ڈرائیو کرو ورنہ تمہیں بے ہوش کر

کے میں خود اسٹیرنگ سنبھال لوں گا“..... ایکس نے کرخٹ لہجے میں عمران کو ڈانٹتے ہوئے کہا۔

”دیکھو۔ تمہیں گاڑی چاہئے تو لے جاؤ لیکن مجھے بے ہوش مت کرنا“..... عمران نے پھر خوفزدہ ہوتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ مجھے تمہاری ضرورت ہے۔ گارڈن کے پہلو میں واقع گلی میں مڑ جانا“..... ایکس نے سخت لہجے میں کہا۔

”میری ضرورت ہے تو ریوالور جیب میں رکھ لو۔ چل گیا تو تمہاری ضرورت پوری نہیں ہو سکے گی“..... عمران نے بوکھلا کر کہا اور گارڈن کی دیوار سے ملحقہ گلی میں کار موڑ دی۔ ساتھ ہی اس نے عقب نما آئینے میں دیکھا تو سیاہ ٹیوٹا گلی کے دہانے پر رکتی دکھائی دی۔

”بس۔ یہاں روک لو“..... ایکس نے تیزی سے کہا تو عمران نے فوراً بریک لگا دی۔ گلی دور تک سنان پڑی تھی۔

”اب کیا کرنا ہے“..... عمران نے آئینے میں ایکس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”ہاتھ بلند کر کے باہر چلو“..... ایکس نے ریوالور کی نال عمران کی گردن سے ہٹاتے ہوئے کہا تو عمران نے ٹھنڈا سانس لیتے ہوئے ایک ہاتھ سے دروازہ کھولا ہی تھا کہ اس کے سر پر قیامت ٹوٹ پڑی۔ ضرب کافی زور دار تھی جس نے عمران کے ہوش و حواس معطل کر دیئے اور اس کا ذہن تاریکیوں میں ڈوبتا چلا گیا۔

قریب سے گزرا تو اس کا چہرہ دیکھ کر تنویر بے ساختہ چونک پڑا کیونکہ سفید فام میک اپ میں تھا۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ممبر تنویر بھی احمق نہ تھا کہ سفید فام کے چہرے پر میک اپ کی تہہ محسوس نہ کر سکتا۔ سفید فام اس کے سامنے سے گزر کر سیڑھیوں کی طرف بڑھتا چلا گیا تو تنویر نے ایک دولہوں کے توقف کے بعد کرسی چھوڑ دی اور اٹھ کر سیڑھیوں کی طرف چل دیا۔ سفید فام سیڑھیاں چڑھ رہا تھا۔ یقیناً اس کی منزل فرسٹ فلور یا سیکنڈ فلور تھی در نہ وہ سیڑھیوں کے قریب ہی واقع لفٹ کا استعمال کرتا۔ تنویر سیڑھیوں کے پاس پہنچا تو سفید فام آخری سیڑھی پر تھا۔ تنویر سیڑھیاں طے کر کے فرسٹ فلور پر آیا تو سفید فام راہداری کے ایک کمرے میں داخل ہوتا دکھائی دیا جو سیڑھیوں سے چوتھا کمرہ تھا۔

راہداری میں اس وقت اور کوئی نہ تھا۔ چنانچہ تنویر دبے پاؤں اس کمرے کی طرف بڑھنے لگا۔ اس کمرے کا دروازہ سفید فام کے اندر جاتے ہی بند ہو گیا تھا۔ تنویر کوئی آہٹ پیدا کئے بغیر اس کمرے کے دروازے پر پہنچا۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا اور سنسان راہداری میں کسی کو نہ پا کر دروازے کے کی ہول پر جھک گیا۔ اس نے قفل کے سوراخ سے آنکھ لگائی تو سفید فام اندر صوفے پر بیٹھا دکھائی دیا۔ اس کے آگے میز پر ٹیلی فون رکھا تھا اور وہ رسیور کان سے لگائے نمبر پر پریس کر رہا تھا۔ یہ دیکھ کر تنویر نے کی ہول سے کان لگا دیا۔

تنویر بلیو مون ہوٹل کے ہال میں ایک میز پر بیٹھا ہال میں بیٹھے افراد کا جائزہ لے رہا تھا۔ یہ فائو سٹار ہوٹل تھا اور اس میں زیادہ تر غیر ملکی ہی قیام کرتے تھے۔ تنویر جولیا سے ملنے والے ایکسٹو کے حکم کی تعمیل میں یہاں لے آیا تھا جس میں کہا گیا تھا کہ غیر ملکیوں اور خصوصاً گریٹ لینڈ کے باشندوں کو چیک کرنا ہے۔ تنویر ایک ایک چہرے کا غور سے جائزہ لے رہا تھا اور چائے بھی پی رہا تھا۔ چائے ختم ہونے پر اس نے فیصلہ کیا کہ اب ہلٹن ہوٹل کا رخ کرے۔ چنانچہ اس نے ویٹر کو طلب کر کے چائے کا بل ادا کر دیا پھر وہ اٹھنے ہی والا تھا کہ ہال میں ایک دروازہ قامت سفید فام داخل ہوتا دکھائی دیا۔

وہ سفید فام ادھر ادھر دیکھے بغیر سیدھا بڑھ چلا آ رہا تھا۔ غالباً وہ ہال کے اختتام پر واقع سیڑھیوں کی طرف جا رہا تھا۔ وہ تنویر کے

”ہیلو تھریسا۔ سنگ ہی بات کر رہا ہوں“..... چند لمحوں بعد اندر سے سفید فام کی آواز سنائی دی تو تنویر بے ساختہ اچھل پڑا۔

”ہاں۔ تم سناؤ۔ کیا تم نے کام شروع کر دیا ہے“..... اندر سے دوبارہ سنگ ہی کی آواز سنائی دی جسے تنویر پہچان چکا تھا کیونکہ ماضی میں اس کا کئی مرتبہ سنگ ہی سے ٹکراؤ ہو چکا تھا۔

”ٹھیک ہے۔ نئی اطلاع یہ ہے کہ پروفیسر عباسی کو گریٹ لینڈ کے ایجنٹوں نے اغوا کر لیا ہے اور وہ اسے اپنے ٹھکانے پر لے گئے ہیں۔ میرے ماتحتوں سے پہلے ہی ان لوگوں نے پروفیسر عباسی کو اغوا کر لیا تھا۔ چنانچہ میری ہدایت پر میرے ماتحتوں نے گریٹ لینڈ کے ایجنٹوں کی اس گاڑی کو ٹریس کر لیا ہے جس میں وہ پروفیسر عباسی کو لے گئے تھے اور وہ گاڑی جس بنگلے میں موجود ہے اس کی نگرانی کی جا رہی ہے“..... اندر سے سنگ ہی کی آواز آئی تو تنویر بے ساختہ چونک پڑا۔

”آل رائٹ۔ میں میک اپ کرنے کے بعد جاؤں گا۔ تم عمران سے نمٹو۔ اگر اس نے سم یا فارمولا حاصل کر لیا ہے تو یقیناً روسیاء کے ایجنٹ اس سے چھین لیں گے اور ہمیں سم حاصل کرنے کے لئے روسیاء جانا پڑے گا۔ یاد رکھنا اس مرتبہ تم نے عمران سے کوئی رعایت کی تو میں سپریم کمانڈر سے تمہاری شکایت کروں گا۔ ویش آل“..... سنگ ہی نے آخر میں کہا تو تنویر دبے پاؤں وہاں سے ہٹ کر سیڑھیوں کی طرف بڑھا۔ یہ اتفاق ہی تھا کہ اسے اتنی

زبردست معلومات مل گئی تھیں جنہیں ایکسٹوٹیک فوری پہنچانا ضروری تھا۔ چنانچہ سیڑھیاں اتر کر وہ ہال میں آیا اور رکے بغیر ہال کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ ہوٹل سے باہر آ کر وہ فٹ پاتھ کے ساتھ کھڑی اپنی کار میں بیٹھا اور وائچ ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

”ہیلو چیف۔ تنویر کالنگ۔ اور“..... وہ ایکسٹو کو کال کرنے لگا۔

”لیس تنویر۔ ایکسٹو انڈنگ یو۔ اور“..... چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

”چیف۔ میں بلیومون ہوٹل میں ہوں اور فرسٹ فلور کے ایک کمرے میں زیرو لینڈ کا ایجنٹ سنگ ہی اس وقت موجود ہے۔ اور“..... تنویر نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ تفصیل بتاؤ۔ اور“..... دوسری طرف سے ایکسٹو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو تنویر تفصیل سے سنگ ہی کے بارے میں رپورٹ دینے لگا۔ اس نے سنگ ہی کے وہ جملے بھی دوہرائے جو اس نے فون پر تھریسا سے کہے تھے۔

”اس کا مطلب ہے کہ وہ دونوں الگ الگ کوششیں کر رہے ہیں اور عمران روسیاء ہی ایجنٹوں کے ہتھے چڑھ گیا ہے۔ کیا سنگ ہی کمرے میں تنہا ہے۔ اور“..... ایکسٹو نے مضطربانہ لہجے میں کہا۔

”لیس چیف۔ اب وہ نیا میک اپ کرے گا اور گریٹ لینڈ کے ایجنٹوں کے ٹھکانے پر جائے گا۔ اور“..... تنویر نے جواب میں

سیاہ رنگ کی بیوک کار میں بیٹھ رہا تھا۔ تنویر اپنی گاڑی طرف لپکا۔ چند لمحوں بعد وہ اپنی کار میں بیٹھا سنگ ہی کا تعاقب کر رہا تھا۔ جو اس سے تقریباً بیس پچیس گز آگے دوڑ رہی تھی۔

”ہیلو چیف۔ تنویر کالنگ اوور“..... تنویر واچ ٹرانسمیٹر آن کر کے ایکسٹو کو کال کرنے لگا۔

”لیس تنویر۔ ایکسٹو انڈنگ یو۔ اوور“..... رابطہ قائم ہونے پر ایکسٹو کی آواز سنائی دی تو تنویر نے سنگ ہی کی روانگی کی اطلاع دیتے ہوئے اس کی گاڑی کا رنگ، ماڈل اور نمبر بھی بتا دیا۔

”آئل رائٹ۔ منزل پر پہنچ کر مجھے رپورٹ دینا۔ اوور اینڈ آل“..... ایکسٹو نے ہدایت کی اور رابطہ منقطع ہو گیا تو تنویر نے بھی واچ ٹرانسمیٹر آف کر دیا اور سنگ ہی کی کار پر نگاہیں جما دیں۔ تنویر کے عقب میں گاڑیاں آ رہی تھیں۔ دس منٹ بعد سنگ ہی کی کار چوراہے سے بیرون شہر جانے والی سڑک پر مڑ گئی۔ اس پر ٹریفک نہ ہونے کے برابر تھا۔ چند منٹ بعد آبادی کا سلسلہ ختم ہو گیا اور مضافات شروع ہو گیا۔ تنویر کے عقب میں صرف ایک ٹیکسی آ رہی تھی جس کی رفتار خاصی تیز تھی۔ چند لمحوں بعد ٹیکسی نے اسے اوور ٹیک کیا اور تنویر کے آگے دوڑنے لگی۔ تنویر نے سوچا کہ سنگ ہی اور اس کی کار کے درمیان ٹیکسی حائل رہی تو سنگ ہی کو اپنے تعاقب کا احساس نہ ہو سکے گا لیکن اچانک ہی ٹیکسی کی رفتار کم ہونے لگی۔ سنگ ہی کی کار بھی رک رہی تھی۔ تنویر اپنی کار کی رفتار

کھا۔

”ٹھیک ہے۔ انتظار کرو۔ جیسے ہی سنگ ہی وہاں سے روانہ ہو اس کا احتیاط سے تعاقب کرو۔ خیال رکھنا وہ کسی دوسرے راستے سے نکل نہ جائے۔ تعاقب میں جاتے وقت مجھے اطلاع دے دینا۔ اوور“..... ایکسٹو نے ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

”رائٹ سر۔ میں ہال میں بیٹھ کر اس کا انتظار کرتا ہوں۔ اوور“..... تنویر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”تم جانتے ہو سنگ ہی کتنا سفاک اور بے رحم مجرم ہے۔ اس لئے اپنی حفاظت سے بھی غافل نہ رہنا۔ اوور اینڈ آل“..... ایکسٹو نے تاکید کرتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

تنویر نے بھی واچ ٹرانسمیٹر آف کیا اور کار سے اتر کر ہوٹل کی گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ وہ ہال میں داخل ہو کر دروازے کے قریب ہی ایک خالی میز پر بیٹھ گیا اور سیڑھیوں کی طرف دیکھتے ہوئے سنگ ہی کا انتظار کرنے لگا۔ تقریباً دس منٹ بعد سیڑھیوں سے ایک مقامی شخص اترتا دکھائی دیا۔ تنویر نے اس کے لباس سے ہی پہچان لیا کہ وہ سنگ ہی ہے کیونکہ سنگ ہی نے وہی سوٹ پہن رکھا تھا جس میں تھوڑی دیر پہلے وہ ہوٹل میں آیا تھا۔ سنگ ہی قریب آ گیا اور ہال کے دروازے سے باہر نکل گیا تو تنویر بھی اٹھا اور ہال سے باہر آیا۔ سنگ ہی ہوٹل کے گیٹ سے نکل رہا تھا۔ تنویر تیز قدموں سے چلتا ہوا گیٹ سے باہر آیا تو سنگ ہی باہر کھڑی

”تم کون ہو اور مجھے کیوں روکا ہے“..... تنویر نے انجان بننے ہوئے سنگ ہی سے غصیلے لہجے میں کہا۔

”تم کس خوشی میں میرا تعاقب کر رہے تھے“..... سنگ ہی نے اسے گھورتے ہوئے پوچھا۔

”تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے۔ نہ جانے تم کون ہو اور مجھے کیوں پریشان کرنے پر تل گئے ہو“..... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”سٹ اپ۔ میں نے تمہیں ہوٹل سے نکلنے وقت ہال کے دروازے کے پاس بیٹھے دیکھا تھا اور اپنے پیچھے روانہ ہوتے ہوئے بھی۔ اسی لئے میں تمہیں یہاں لے آیا ہوں تاکہ کوئی تمہاری چیخ و پکار نہ سن سکے“..... سنگ ہی نے کرخت لہجے میں کہا۔

”باس۔ کیا میں شروع کر دوں اس کی اوور ہالنگ“۔ ڈرائیور نے تنویر کو گھورتے ہوئے سنگ ہی سے مؤدبانہ لہجے میں پوچھا۔

”نہیں۔ میں اپنا طریقہ استعمال کرنا چاہتا ہوں۔ تم ٹارگٹ پر جاؤ“..... سنگ ہی نے جیب سے ریوالور نکالتے ہوئے سخت لہجے

میں کہا اور تنویر پر ریوالور تان لیا۔ ٹیکسی ڈرائیور خاموشی سے پلٹا اور ٹیکسی میں بیٹھ گیا۔ ٹیکسی سٹارٹ ہی تھی اس نے ٹیکسی کو گھمایا اور شہر

کی طرف روانہ ہو گیا۔ تنویر نے سنگ ہی کو اس کی طرف متوجہ پایا تو فوراً ہاتھ گرائے اور پھرتی سے داہنے ہاتھ کا گھونسا سنگ ہی کے

جڑے پر مار دیا۔ سنگ ہی کے حلق سے بے ساختہ کراہ نکلی اور وہ لڑکھڑاتا ہوا

کم کرنے لگا۔ ٹیکسی رکتے رکتے یکدم تنگ سڑک پر ترچھی ہوئی اور رک گئی۔ تنویر نے بریک لگائی اور ٹیکسی سے چند فٹ پیچھے کار روکی ہی تھی کہ ٹیکسی ڈرائیور ٹیکسی سے اترا اور اس سے پہلے کہ تنویر سنبھلتا ٹیکسی ڈرائیور نے جیب سے مشین پستل نکال کر تنویر پر تان لیا۔ پھر تیزی سے قدم بڑھا کر تنویر کے قریب آ گیا۔

”خبردار۔ ہاتھ بلند کر کے باہر نکل آؤ“..... ٹیکسی ڈرائیور نے تحکمانہ لہجے میں کہا تو تنویر نے سنگ ہی کی کار کی طرف دیکھا۔ وہ ٹیکسی سے چند قدم کے فاصلے پر رکی ہوئی تھی اور اس سے سنگ ہی اتز کر ان کی طرف آ رہا تھا۔ ٹیکسی ڈرائیور یقیناً سنگ ہی کا آدمی تھا مگر مقامی نظر آ رہا تھا۔ صورت حال کی نزاکت دیکھ کر تنویر نے ہاتھ بلند کر لئے۔

”تم کون ہو اور کیا چاہتے ہو“..... تنویر نے ڈرائیور کو گھورتے ہوئے غصے سے پوچھا تو اتنے میں سنگ ہی قریب آ چکا تھا۔

”خاموشی سے باہر نکل آؤ مسٹر تنویر ورنہ ایکسٹو کو تمہاری لاش بھی نہیں ملے گی“..... سنگ ہی نے غراہٹ آمیز لہجے میں کہا تو تنویر چونک پڑا۔ اسے یہ خیال ہی نہ رہا تھا کہ سنگ ہی سیکرٹ سروس کے تمام ممبرز کو پہچانتا ہے ورنہ وہ محتاط رہتا اور ماسک میک اپ کر کے کسی حد تک اپنی شکل تبدیل کر لیتا۔ ٹیکسی ڈرائیور کے مشین پستل کا رخ تنویر کے سر کی طرف تھا۔ اس لئے تنویر ہاتھ اٹھائے کار سے نکل آیا۔

نکل گئی۔ سنگ ہی نے دوسری ٹھوکر مارنے کی کوشش کی لیکن تنویر نے پھرتی سے کروٹ لی اور سنگ ہی کا پاؤں ہوا میں پڑا۔ دوسرے ہی لمحے وہ اپنا توازن برقرار رکھنے کی کوشش میں ناکام ہوتا ہوا پیٹھ کے بل سڑک پر گرا اور تنویر نے تیزی سے اس پر چھلانگ لگا دی۔ سنگ ہی نے پھرتی سے اپنی ٹانگیں سمیٹ کر تنویر کو دونوں پیروں پر روکتے ہوئے جھٹکے سے پیچھے دھکیلا اور اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ تنویر لڑکھاتا ہوا اپنی کار سے نکل آیا اور سنگ ہی نے کسی بھیڑیے کی مانند غراتے ہوئے تنویر پر جست لگا دی۔

تنویر پھرتی سے پیچھے ہٹا اور سنگ ہی سر کے بل کار سے آ نکل آیا۔ تنویر نے بجلی کی سی تیزی سے اس کے پہلو میں لات ماری اور سنگ ہی ڈرائیونگ سیٹ کے کھلے ہوئے دروازے میں پشت کے بل آگرا۔ اس کا دھڑ زمین پر اور سر سیٹ پر تھا۔ تنویر نے فوراً دروازہ پکڑ کر بند کرنا چاہا لیکن سنگ ہی نے تیزی سے دونوں ہاتھ دروازے پر جما دیئے اور دروازے کو پیچھے دھکیلنے کی کوشش کرنے لگا۔ تنویر دونوں ہاتھوں سے دروازے پر دباؤ ڈالنے لگا۔ دروازے کا نچلا کنارہ سنگ ہی کے پیٹ میں چبھ رہا تھا اور وہ پوری قوت سے دروازے کو پیچھے دھکیلنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اس کی دونوں ٹانگیں دروازے سے باہر تھیں۔ تنویر جڑے بھینچے دروازے کو بند کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ پیٹ پر دروازے کے کنارے کا دباؤ پڑنے سے سنگ ہی کے حلق سے تیز کراہیں نکل رہی تھیں۔ یوں

پیچھے جاگرا۔ اس کے ہاتھ سے ریوالور گر گیا تھا۔ تنویر نے تیزی سے اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا اور ریوالور نکالنے کی کوشش کی لیکن اسی لمحے سنگ ہی سڑک کی مانند اچھل کر کھڑا ہوا اور اس نے تنویر کے ریوالور والے ہاتھ پر ٹھوکر ماری۔ نتیجے میں تنویر کے ہاتھ سے ریوالور نکل کر دور جاگرا۔ سنگ ہی نے تنویر کو سنبھلنے کا موقع نہ دیا اور تنویر پر چھلانگ لگا دی لیکن تنویر غافل نہیں تھا۔ اس نے تیزی سے پیٹیرا بدلا اور اپنی جگہ سے ہٹ گیا۔ سنگ ہی اپنے ہی زور پر سڑک پر سر کے بل جاگرا لیکن دوسرے ہی لمحے اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ تنویر نے تیزی سے پلٹ کر سنگ ہی کے پہلو میں ٹھوکر مارنے کی کوشش کی لیکن سنگ ہی نے فوراً ہی کروٹ بدلی اور اپنی جگہ سے ایک طرف ہٹ گیا۔ نتیجے میں تنویر کا وار خالی گیا اور وہ اپنا توازن برقرار رکھنے کی کوشش کرتا ہوا لڑکھایا ہی تھا کہ سنگ ہی نے عقب سے اس کی کمر میں لات جمائی اور تنویر منہ کے بل سڑک پر آگرا۔ گرتے وقت اس کے دونوں ہاتھ غیر ارادی طور پر سڑک پر جا ملے تھے ورنہ اس کا چہرہ پختہ سڑک سے ٹکرا کر بھرتہ بن جاتا۔

تنویر ہاتھوں کے بل ہی اچھل کر کھڑا ہوا اور اس نے پلٹ کر سنگ ہی پر جست لگا دی۔ دوسرے ہی لمحے وہ سنگ ہی کو لیتا ہوا نیچے آگرا لیکن سڑک پر گرتے ہی سنگ ہی کسی چکنی مچھلی کی طرح اس کے نیچے سے نکل کر اٹھ کھڑا ہوا۔ ساتھ ہی اس نے تنویر کے پہلو میں ٹھوکر ماری اور تنویر کے حلق سے بے ساختہ دبی دبی سی چیخ

شاندار فرنیچر سے آراستہ کمرے میں آفس ٹیبل کے پیچھے بیٹھے بلڈاگ شکل کے ادھیڑ عمر شخص کے سامنے میز پر رکھے ٹرانسمیٹر نما آلے سے سگنل کی مخصوص ٹون بلند ہوئی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر کا ایک بٹن پریس کر دیا۔

”ہیلو باس۔ سٹاروف کالنگ۔ اوور“..... ٹرانسمیٹر سے آواز ابھرنے لگی۔

”لیس سٹاروف۔ کوئیگن ریسپونڈ۔ اوور“..... بلڈاگ شکل شخص نے سخت لہجے میں کہا جس کا نام کوئیگن تھا۔

”باس۔ ہم نے عمران پر قابو پالیا ہے۔ اوور“..... دوسری طرف سے سٹاروف نے فاتحانہ لہجے میں کہا۔

”ویری ٹائس۔ اس نے مزاحمت تو نہیں کی۔ اوور“..... کوئیگن نے مسرت آمیز لہجے میں کہا۔

لگ رہا تھا جیسے دروازے کا نچلا کنارہ مزید دباؤ پڑنے پر اس کا پیٹ کاٹ ڈالے گا۔ تنویر کی آنکھوں میں بھی خون اتر رہا تھا اور وہ فیصلہ کر چکا تھا کہ سنگ ہی کو دروازے میں ہی دبا کر ہلاک کر ڈالے گا۔ لمحہ بہ لمحہ سنگ ہی کی آنکھوں سے بے پناہ تکلیف ظاہر ہونے لگی اس کا چہرہ سرخ ہوتا جا رہا تھا۔ وہ پوری قوت سے دروازے کو پیچھے رکھنے کی کوشش کر رہا تھا۔

تنویر نے دروازے پر زیادہ دباؤ ڈالنے کے لئے اپنا ایک پاؤں دروازے کے آگے کر لیا اور پوری قوت سے دروازہ بند کرنے کے لئے زور لگایا ہی تھا کہ سنگ ہی نے تڑپ کر اپنی ٹانگیں سمیٹیں اور جوتے کی ایڑی زور سے تنویر کی پنڈلی پر مار دی۔ تنویر کے حلق سے بے ساختہ کربناک سی کراہ نکلی اور ایک لمحے کے لئے دروازے پر اس کے ہاتھوں کی گرفت ڈھیلی پڑ گئی۔ اسی لمحے سنگ ہی نے پوری قوت سے دروازہ باہر کو دھکیلا تو تنویر لڑکھڑاتا ہوا پیچھے ہٹ گیا اور دروازہ کھل گیا۔ سنگ ہی تیزی سے پھسل کر کار سے باہر آگرا۔ تنویر نے فوراً ہی سنبھل کر اس پر چھلانگ لگائی لیکن سنگ ہی تیزی سے کروٹ بدل گیا اور تنویر سر کے بل دروازے سے ٹکراتا ہوا سڑک پر آگرا۔ سنگ ہی نے بجلی کی سی تیزی سے سیدھے ہو کر تنویر کی کم پر مخصوص انداز میں ہاتھ سے ضرب لگائی اور تنویر کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کی ریڑھ کی ہڈی ریزہ ریزہ ہو گئی ہو۔ اس کے منہ سے بھیاں تک چیخ نکلی اور وہ ہوش و حواس سے بے گانہ ہوتا چلا گیا۔

ایک بے ہوش آدمی کو پیروں اور بازوؤں سے اٹھا رکھا تھا۔ اندر آ کر انہوں نے بے ہوش جسم کو کمرے کے وسط میں فرش پر لٹا دیا۔ ”ہونہہ۔ تو یہ ہے پاکیشیا کا نامور عیار علی عمران“..... کوسیگن نے بے ہوش شخص کو دیکھتے ہوئے طنزیہ لہجے میں کہا۔

”لیں باس۔ لیکن میں نے اسے عیاری کرنے کا موقع ہی نہیں دیا“..... نیلے سوٹ والے نے فخریہ انداز میں کہا۔

”تم نے اس کی تلاشی لی ہے سٹاروف“..... کوسیگن نے نیلے سوٹ والے کی طرف دیکھ کر پوچھا۔

”نوسر۔ البتہ اس کی کار کی اچھی طرح تلاشی لی تھی“۔ سٹاروف نے سر ہلاتے ہوئے مودبانہ لہجے میں کہا۔

”کار سے کوئی مطلوبہ چیز ملی“..... کوسیگن نے پوچھا۔

”نوسر۔ ڈیش بورڈ کے خانے اور سیٹوں کے نیچے کی بھی تلاشی لی تھی لیکن کوئی کاغذات ملے نہ ہی موبائل فون کی سم برآمد ہوئی“..... سٹاروف نے جواب میں کہا۔

”ٹھیک ہے۔ اس کی تلاشی لو اچھی طرح۔ لباس اتار دو اس کا“..... کوسیگن نے تحکمانہ لہجے میں کہا تو وہ دونوں آگے بڑھے اور

جھک کر عمران کے جسم سے کپڑے اتارنے لگے۔ چند لمحوں بعد عمران انڈر ویئر اور بنیان میں ملبوس پڑا تھا اور کوسیگن تھیک آمیز نگاہوں سے عمران کو دیکھتا ہوا دل میں خوش ہو رہا تھا کہ جس شخص کو آج تک جی بی اور دنیا کی طاقتور ترین خفیہ ایجنسیاں گرفتار

”نوسر۔ میں نے اسے موقع ہی نہیں دیا تھا۔ چیکوف میرے پیچھے رہا اور شہر سے باہر جانے والی سڑک پر ایک ویران گلی میں پہنچ کر میں نے اسے بے ہوش کر دیا تھا۔ اب ہم واپس آ رہے ہیں۔ اور“..... سٹاروف نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ جلدی پہنچو۔ اپنے تعاقب کا خیال رکھنا۔ اور اینڈ آل“..... کوسیگن نے ہدایات دیتے ہوئے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ پھر اس نے میز پر رکھے سگریٹ کے پیکٹ سے ایک سگریٹ نکالا اور لائٹر سے سلگا کر دو تین کش لینے کے بعد اس نے میز پر رکھے ہوئے انٹرکام کا رسیور اٹھاتے ہوئے ایک ٹن پریس کر دیا۔

”لیں باس“..... تین چار سیکنڈ بعد دوسری طرف سے ایک مودبانہ آواز سنائی دی۔

”چیکوف اور سٹاروف واپس آ رہے ہیں۔ ان کے اندر آنے کے بعد گیٹ لاک کر دینا اور پوری طرح ہوشیار رہنا۔ کوئی بھی اندر آنے کی کوشش کرے اسے شوٹ کر دینا“..... کوسیگن نے سخت لہجے میں حکم دیتے ہوئے کہا۔

”رائٹ سر۔ میں خیال رکھوں گا“..... جواب میں اس کے ماتحت نے مستعدی سے کہا اور کوہیگن نے رسیور رکھ دیا۔ تقریباً پندرہ منٹ بعد کمرے کے دروازے پر آہستہ سے دستک ہوئی۔ پھر دروازہ کھلا اور دو مقامی افراد کمرے میں داخل ہوئے۔ انہوں نے

”کوسیکن۔ کیا پوزیشن ہے۔ کیا تم نے فارمولا حاصل کر لیا ہے۔ اور“..... دوسری طرف سے ایک غراہٹ آمیز آواز سنائی دی۔

”نوسر۔ ہمارے پہنچنے سے پہلے ہی پروفیسر عباسی کو اغوا کر لیا گیا تھا اور اس کے بنگلے پر سخت پہرہ تھا پھر پاکیشیا سیکرٹ سروس کا خاص آدمی علی عمران وہاں پہنچا اور ڈیڑھ گھنٹہ تک اندر موجود رہا۔ یقیناً اس نے وہاں کی تلاشی لے کر موبائل سم یا فارمولا حاصل کر لیا ہو گا۔ چنانچہ ہم نے اسے اغوا کر لیا ہے اور اب اس کی تلاشی لینے کے بعد اس سے پوچھ گچھ کریں گے۔ اور“..... کوسیکن نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ہو سکتا ہے پروفیسر عباسی کو اغوا کرنے والوں نے پروفیسر عباسی سے فارمولا یا سم حاصل کر لی ہو۔ اور“..... چیف کی آواز سنائی دی۔

”یہ نہیں ہو سکتا چیف۔ پروفیسر غوری کو اس کے گھر کے باہر سے اغوا کیا گیا ہے اور پروفیسر غوری اتنا بے وقوف نہیں ہو سکتا کہ فارمولا جیب میں ڈال کر باہر گھومتا پھرے۔ فارمولا یقیناً اس کے گھر میں تھا ورنہ عمران اس کے اس کے بنگلے پر اتنی دیر نہ رکتا۔ محض پروفیسر غوری کی بیوی سے پوچھ گچھ کرنے کے لئے کوئی پولیس آفیسر یا سیکرٹ سروس کا عام ممبر ہی کافی تھا۔ عمران جیسے عیار اور خطرناک ذہن کے مالک کا وہاں جانا یقیناً فارمولے کا حصول

نہیں کر سکیں وہ آج اس کے سامنے کسی حقیر اور بے ضرر کیچوے کی طرح پڑا ہے۔

”باس۔ کیا اس کا زیر جامہ بھی اتار دیا جائے“..... چیکوف نے کوسیکن سے مودبانہ لہجے میں پوچھا۔

”نہیں۔ اس کی ضرورت نہیں ہے۔ تم اب اچھی طرح اس کی لباس کی تلاشی لو“..... کوسیکن نے مسکراتے ہوئے کہا تو وہ دونوں عمران کے جسم سے اتارے ہوئے لباس کی تلاشی لینے لگے۔

دفعتاً کوسیکن کی جیب سے سیٹی کی مخصوص آواز ابھرنے لگی۔ کوسیکن نے چونکتے ہوئے جیب میں ہاتھ ڈالا اور جیب سے ایک کی رنگ نکال لیا۔ اس میں دو چابیوں کے علاوہ ایک چھوٹا سا کھلونے نما ہاتھی بھی تھا جو کسی دھات کا بنا ہوا تھا اور ہاتھی کی منھنی منھنی سرخ آنکھیں جل بچھ رہی تھیں۔ سیٹی کی آواز اسی سے ابھر رہی تھی۔ کوسیکن نے ہاتھی کی سونڈ کو انگلی سے نیچے کی طرف پریس کر دیا۔

”ہیلو کوسیکن۔ ہیڈ کوارٹر کالنگ۔ اور“..... فوراً ہی ہاتھی سے ایک نسوانی آواز ابھرنے لگی۔

”لیس۔ کوسیکن ریسیونگ یو۔ اور“..... کوسیکن نے جوابا کہا۔

”چیف سے بات کرو۔ اور“..... نسوانی آواز نے کہا۔

”لیس چیف۔ حکم فرمائیں۔ اور“..... کوسیکن نے مودبانہ لہجے

میں کہا۔

”اب اسے ہوش میں لاؤ“..... کوسیگن نے حکم دیا تو سٹاروف نے اپنی جیب سے ایک چھوٹی سی شیشی نکالی اور اس کا ڈھکن کھول کر شیشی میں موجود محلول کا ایک ایک قطرہ اس کے دونوں نتھنوں میں ڈال دیا اور پھر شیشی بند کر کے واپس جیب میں رکھ لی۔ تقریباً ایک منٹ بعد ہی عمران کو ہوش آ گیا۔ اس نے پہلے تو خالی خالی نگاہوں سے سامنے میز کے پیچھے بیٹھے کوسیگن کو دیکھا پھر چہرہ گھا کر دائیں بائیں دیکھا اور سٹاروف کو دیکھ کر بے اختیار چونک پڑا۔

”اوہ۔ میں کہاں ہوں مسٹر ایکس“..... عمران نے سٹاروف سے پوچھا۔

”موت کے منہ میں۔ باس سے بات کرو“..... سٹاروف نے ہنس کر کہا اور کوسیگن کی طرف اشارہ کیا تو عمران نے کوسیگن کی طرف دیکھا۔

”کیا۔ کیا تم موت ہو مسٹر بلڈاگ“..... عمران نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

”شٹ اپ۔ میرا نام کوسیگن ہے“..... کوسیگن نے غصے سے عمران کو ڈانٹتے ہوئے کہا۔

”نام بتانے کا شکریہ۔ غالباً تم کے جی بی سے تعلق رکھتے ہو“..... عمران نے اطمینان سے کہا۔

”تم سمجھ ہی گئے ہو تو یہ بھی جانتے ہو گے کہ جی بی موت کا دوسرا نام ہے مسٹر عمران“..... کوسیگن نے اسے گھورتے ہوئے

تھا۔ اور“..... کوسیگن نے دلائل دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔ عمران سے پوچھ گچھ کے بعد مجھے رپورٹ دو اور اگر عمران زبان نہ کھولے تو اسے ختم کر ڈالو۔ اور اینڈ آل“..... چیف نے حتمی لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ منقطع ہو گیا تو کوسیگن نے بھی ہاتھی نمائندگی آف کر دیا۔ اتنے میں اس کے دونوں ماتحت عمران کے لباس کی تلاشی لے چکے تھے۔

”باس۔ اس کے پرس اور ریوالور کے سوا کچھ نہیں ملا اور پرس میں بھی سم نہیں ہے“..... سٹاروف نے کوسیگن کی طرف دیکھتے ہوئے مودبانہ لہجے میں کہا اور فرش سے اٹھ کھڑا ہوا۔

”پھر یقیناً اس نے فارمولا بنگلے میں ہی کسی جگہ محفوظ کر دیا ہو گا یا پھر گاڑی کے ہی کسی ایسے حصے میں چھپایا ہو گا جس کا کسی کو خیال نہ آ سکتا ہو“..... کوسیگن نے چوکتے ہوئے کہا۔

”لیس باس۔ یہ ممکن ہے کیونکہ اس کی گاڑی بنگلے کے اندر ہی تھی“..... چیکوف نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ اس کا لباس اسے پہنا کر کرسی پر بٹھاؤ اور اس کے ہاتھ باندھ دو“..... کوسیگن نے ہدایت کی اور وہ دونوں اس کی ہدایت پر عمل کرنے میں مصروف ہو گئے۔ انہوں نے عمران کو لباس پہنایا پھر اٹھا کر کرسی پر بٹھا دیا۔ چیکوف نے اپنی ٹائی اتاری اور عمران کی کرسی کے عقب میں آیا۔ اس نے عمران کے دونوں ہاتھ پکڑ کر پیچھے کئے اور ٹائی سے باندھنے لگا۔

”مرنے کے لئے تیار ہونا ضروری ہے تو مجھے ایک گھنٹہ کے لئے باہر جانے دو تا کہ میں اپنے کفن و دفن کا سامان بھی لے آؤں اور قبرستان جانے کے لئے ایسویٹس کا انتظام بھی کر آؤں۔“ عمران نے اٹھنے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے کہا۔

”بیٹھے رہو۔ یہاں سے تمہاری لاش بھی نہیں جاسکتی۔ میں تمہارے جسم کی بوٹی بوٹی الگ کر ڈالوں گا۔“..... کوئیگن نے غصے سے جڑے پھینپتے ہوئے کہا تو عمران یکدم سہم گیا۔

”نن۔ نہیں یار۔ ایسا مت کرنا۔ بوٹیاں الگ کرنے کی بجائے ایک ہی مرتبہ مجھے مشین میں ڈال کر میرا قیمہ بنا لیتا۔“..... عمران نے خوف سے کانپتے ہوئے کہا تو چیکوف اور سخاروف نے حیرت سے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔

”وہ کیوں“..... کوئیگن نے چونکتے ہوئے کہا۔

”اس لئے کہ تم جیسے بوڑھے بلڈاگ سے میری بوٹیاں نہیں چبائی جائیں گی لیکن قیمہ تم آسانی سے کھا سکو گے۔“..... عمران نے کہا۔

”چیکوف۔ سخاروف۔“..... کوئیگن نے یکدم چیختے ہوئے کہا۔

”لیس باس۔“..... ان دونوں نے بوکھلا کر تیزی سے بیک وقت

کہا۔

”یہ وقت ضائع کر رہا ہے ہمارا۔ چاقو سے اس کا جسم کاٹنا شروع کر دو۔“..... کوئیگن نے غضبناک لہجے میں کہا۔

کہا۔

”کیا واقعی۔ پھر تو تمہارا نام کوئیگن کی بجائے مشین گن ہونا چاہئے تھا۔“..... عمران نے حیرت سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

”ابھی تمہیں پتہ چل جائے گا کہ مشین گن کیا ہوتی ہے۔ تم یہ بتاؤ کہ تم نے پروفیسر عباسی کے بنگلے سے فارمولا حاصل کرنے کے بعد کہاں چھپایا ہے۔“..... کوئیگن نے غصے سے دانت پیستے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ میرا فارمولے سے کیا واسطہ۔ میں کوئی سائنس دان تو نہیں ہوں۔“..... عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

”پھر تم وہاں کیا لینے گئے تھے۔“..... کوئیگن نے غراتے ہوئے کہا۔

”صرف یہ دیکھنے کے لئے کہ پروفیسر عباسی کو واقعی اغوا کر لیا گیا ہے یا وہ گھر میں ہی کہیں چھپے ہوئے ہیں۔“..... عمران نے سادگی سے کہا۔

”جھوٹ مت بولو عمران۔ تم کم از کم ڈیڑھ گھنٹہ بنگلے کے اندر رہے ہو اور یقیناً تم نے وہاں کی تلاشی لے کر فارمولا کے کاغذات یا فارمولا والی موبائل سم اپنے قبضے میں لی تھی۔ اس لئے شرافت سے بتا دو کہ وہ کاغذات یا موبائل سم کہاں ہے ورنہ مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔“..... کوئیگن نے دھمکی آمیز لہجے میں کہا تو عمران ہنسنے لگا۔

جیج سے کمرہ گونج اٹھا اور وہ پہلو کے بل فرش پر گر کر تڑپنے لگا۔ اس کے پہلو سے خون کا فوارہ ابل رہا تھا۔ کوسیگن کے ساتھ ساتھ عمران نے بھی پلٹ کر دروازے کی طرف دیکھا۔ وہاں ایک نقاب پوش عورت ایک ہاتھ میں مشین پسل اور دوسرے ہاتھ میں سائیلنسر لگا ریوالور لئے کھڑی تھی اور مشین پسل کا رخ کوسیگن کی طرف تھا جبکہ ریوالور سے اس نے عمران کو نشانے پر لے رکھا تھا۔

”خبردار۔ کوئی اپنی جگہ سے حرکت مت کرے ورنہ مارا جائے گا“..... نقاب پوش نے انتہائی سرد لہجے میں دھمکی دیتے ہوئے کہا تو عمران تھریسیا کی آواز سن کر بے اختیار کراہنے لگا۔

”آری منگواؤ۔ میری جلد بہت سخت ہے مسٹر کوسیگن“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”سب کچھ منگواؤں گا۔ تم نے فارمولا میرے حوالے نہ کیا تو تمہیں تڑپا تڑپا کر ماروں گا“..... کوسیگن نے دھاڑتے ہوئے کہا جبکہ سخاروف نے اپنی جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک شکاری چاقو نکال لیا اور جب اس نے اسے کھولا تو چاقو کا پھل کم از کم پانچ انچ لمبا اور تیز دھار تھا۔ وہ چاقو لے کر عمران کی طرف بڑھا۔

”پہلے اس کے پیروں کی انگلیاں کاٹو“..... کوسیگن نے تیزی سے حکم دیا تو سخاروف عمران کے سامنے آیا اور فرش پر عمران کے پیروں کے پاس بیٹھ گیا پھر اس نے ایک ہاتھ سے عمران کا بائیں پاؤں پکڑا ہی تھا کہ عمران کا دوسرا پاؤں حرکت میں آ گیا۔ اس کی بھرپور لات سخاروف کے چہرے پر پڑی اور وہ چیختے ہوا پشت کے بل پیچھے جا گرا۔ اس کے ہاتھ سے شکاری چاقو گر گیا اور اس نے ہاتھ اپنے چہرے پر رکھ لئے۔ اس کے ساتھ ہی عمران اچھل کر کرسی سے کھڑا ہو گیا۔

یہ دیکھ کر ایک لمحہ کے لئے کوسیگن اور چیکوف بھونچکا رہ گئے۔ انہیں احساس ہی نہ ہو سکا تھا کہ عمران انہیں باتوں میں الجھا کر ٹائی سے بندھے ہاتھوں کو مسلسل حرکت دے کر بندشیں ڈھیلی کر چکا ہو گا۔ عمران کو اٹھتے دیکھ کر چیکوف نے تیزی سے اپنی جیب میں ہاتھ ڈال کر مشین پسل نکالا لیکن دوسرے ہی لمحے اس کی بھیانک

میکرٹ سروس کے ممبرز بھی موجود ہوں گے۔ ایسا نہ ہو کہ تم ان کی نگاہوں میں آ جاؤ۔ اور اینڈ آل..... جیک نے تحکمانہ لہجے میں کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے واپس میز کی دراز میں رکھتے ہوئے دوسرے ہاتھ سے فون کا رسیور اٹھا لیا اور پھر تیزی سے نمبر پر پریس کرنے لگا۔

”ہیلو گورڈن سپیکنگ.....“ چند لمحوں بعد رابطہ قائم ہونے پر آواز سنائی دی۔

”جیک بول رہا ہوں گورڈن“..... جیک نے سخت لہجے میں کہا۔
 ”لیس باس۔ حکم فرمائیے“..... دوسری طرف سے گورڈن نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”پروفیسر عباسی کو میں نے جو مہلت دی تھی اس کے ختم ہونے میں ابھی دو گھنٹے باقی ہیں لیکن میں مزید انتظار نہیں کر سکتا لہذا تم اس کے کمرے میں پہنچو۔ میں آ رہا ہوں“..... جیک نے کہا۔

”رائٹ سر۔ کیا چارلس اور مارٹن پروفیسر عباسی کی بیوی کو نہیں لائے..... گورڈن کی چونکی ہوئی آواز سنائی دی۔

”نہیں۔ پولیس اور رینجرز نے پروفیسر عباسی کے بنگلے کو گھیرے میں لے رکھا ہے۔ چارلس اور مارٹن بنگلے کے قریب بھی گئے تو پکڑے جائیں گے اور میں اپنے آدمیوں کو ضائع نہیں کرنا چاہتا۔“
 جیک نے سر جھٹکتے ہوئے کہا اور کریڈل دبا کر رابطہ منقطع کر دیا اور پھر ٹون آنے پر دوبارہ نمبر پر پریس کرنے لگا۔

سیٹی کی آواز سن کر جیک نے چونکتے ہوئے میز کی دراز کھولی اور اس میں رکھا ہوا ٹرانسمیٹر نکال لیا۔ اس نے ٹرانسمیٹر آن کیا تو ٹرانسمیٹر سے ایک انسانی آواز ابھرنے لگی۔

”ہیلو باس۔ چارلس کالنگ اور“..... اس کے ماتحت چارلس کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

”لیس۔ کیا رپورٹ ہے۔ اور“..... جیک نے مخصوص لہجے میں کہا۔
 ”باس۔ پروفیسر عباسی کے بنگلے کے اندر اور باہر پولیس کے گارڈ پہرہ دے رہے ہیں جبکہ رینجرز کی گاڑی گیٹ کے سامنے کھڑی ہے اور چند فوجی بنگلے کی چھت پر بھی نظر آ رہے ہیں۔ بنگلے میں داخل ہونے کا کوئی محفوظ راستہ نہیں ہے اب کیا کروں۔ اور“۔
 چارلس نے پوزیشن بتاتے ہوئے کہا۔
 ”ٹھیک ہے۔ تم واپس آ جاؤ۔ یقیناً وہاں سادہ لباس والے یا

”ہیلو۔ راجرات کر رہا ہوں“..... رابطہ قائم ہوتے ہی آواز آئی۔

”جیک بول رہا ہوں۔ تم کنگ روڈ پر چلے جاؤ۔ اس سڑک پر ایک رہائشی بلڈنگ میں سیکرٹ سروس کے ایجنٹ علی عمران کا فلیٹ ہے۔ معلوم کرو کہ وہ فلیٹ میں ہی ہے یا گیا ہوا ہے“..... جیک نے تیزی سے ہدایات دیں۔

”رائٹ سر۔ عمران کا کیا کرنا ہے باس“..... راجر نے حیرت بھری آواز میں کہا۔

”جب چارلس پروفیسر عباسی کے جنگلے والی سڑک پر پہنچا تھا تو اس نے عمران کو اس طرف آتے دیکھا تھا۔ مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں عمران پروفیسر عباسی کے گھر سے موبائل سم یا فارمولا کے کاغذات نہ لے گیا ہو۔ چنانچہ میں پروفیسر عباسی کے علاوہ عمران سے بھی پوچھ گچھ کرنا چاہتا ہوں۔ کیا سمجھے“..... جیک نے وجہ بتاتے ہوئے کہا۔

”رائٹ باس۔ کنگ روڈ میرے ہوٹل کے قریب ہی ہے۔ میں روانہ ہو رہا ہوں“..... راجر کی آواز آئی۔

”عمران کے ساتھ اس کا باورچی بھی رہتا ہے جس کا نام سلیمان ہے۔ عمران موجود نہ ہو تو اس سے عمران کے بارے میں معلوم کر لیتا۔ مجھے ٹرانسمیٹر پر فوری رپورٹ دینا“..... جیک نے تاکید کرتے ہوئے کہا اور فون کا رسیور کریڈل پر رکھ کر کرسی سے

اٹھ کھڑا ہوا۔ وہ کمرے سے نکل کر راہداری کے آخری کمرے کی طرف بڑھا جس کا دروازہ نصف کھلا ہوا تھا۔ یقیناً گورڈن اس کمرے میں پہنچ چکا تھا۔ جیک تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کمرے میں داخل ہوا تو کمرے میں پروفیسر عباسی کرسی پر بدستور بندھا ہوا تھا اور گورڈن اس کے سامنے دوسری کرسی پر بیٹھا تھا لیکن جیک کے اندر آتے ہی اس نے کرسی چھوڑ دی اور ایک جانب کھڑا ہو گیا۔ جیک آگے بڑھا اور کرسی پر بیٹھ کر پروفیسر عباسی کو گھورنے لگا۔

”پروفیسر عباسی۔ میرے آدمی تمہاری بیوی کو لے آئے ہیں۔ اب تم بتاؤ۔ کیا فیصلہ کیا ہے“..... جیک نے سخت لہجے میں کہا۔

”کیسا فیصلہ“..... پروفیسر عباسی نے قدرے حیرت سے پوچھا۔

”انجان مت بنو۔ تم سمجھ چکے ہو کہ مجھے ڈاکٹر جوزف کا فارمولا چاہئے“..... جیک نے غصے سے کہا۔

”اور میں تمہیں پہلے ہی بتا چکا ہوں کہ فارمولا میرے پاس نہیں ہے“..... پروفیسر عباسی نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”گویا ابھی تک وہ موبائل سم میں محفوظ ہے“..... جیک نے چوہکتے ہوئے کہا۔

”ظاہر ہے۔ نامکمل فارمولا میرے کس کام کا۔ یوں بھی وہ پروفیسر غوری کی امانت کے طور پر میرے پاس آیا تھا اور پروفیسر غوری کا ارادہ تھا کہ چند دن میں فارمولا مکمل ہو جائے گا تو وہ اکیرمیا چھوڑ کر یہاں آ جائے گا اور اس فارمولے کو یہاں حکومت

کے ہونٹوں سے لگایا تو پروفیسر عباسی نے نصف پانی پی کر سر ہٹا لیا۔ گورڈن نے گلاس دیوار کے پاس رکھی چھوٹی سی میز پر رکھ دیا پھر جیک کے بائیں جانب کھڑے ہو کر اپنی رسٹ وائچ پر وقت دیکھنے لگا۔ پروفیسر عباسی سر جھکائے بیٹھا کچھ سوچ رہا تھا۔ جیک سمجھ گیا کہ پروفیسر عباسی اپنی بیوی کو بچانے کے لئے کوئی مثبت فیصلہ کرے گا۔ دفعتاً باہر سے کسی گاڑی کے ہارن کی آواز سنائی دی تو گورڈن نے چونک کر جیک کی طرف دیکھا۔

”دیکھو چارلس آیا ہوگا۔ اسے یہاں بلاؤ“..... جیک نے کہا تو گورڈن کمرے سے باہر چلا گیا۔ جیک نے جیب سے سگریٹ کا پیکٹ اور لائٹر نکالا اور ایک سگریٹ سلگانے کے بعد اس کے کش لینے لگا۔ تقریباً ایک منٹ بعد گورڈن ایک آدمی کے ہمراہ کمرے میں داخل ہوا۔ وہ شخص شکل سے مقامی لگ رہا تھا اور اچھے خالص ڈیل ڈول کا مالک تھا۔ اندر آ کر اس نے جیک کو سلام کیا۔

”مارٹن کہاں ہے چارلس“..... جیک نے پوچھا۔
 ”باتھ روم میں گیا ہے“..... چارلس نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پروفیسر عباسی کی طرف دیکھنے لگا۔

”پروفیسر عباسی۔ پانچ منٹ گزر چکے ہیں۔ کیا کہتے ہو۔“ جیک نے پروفیسر عباسی سے سخت لہجے میں کہا۔

”کچھ بھی نہیں۔ اگر تم میری بیوی پر تشدد کرنا چاہتے ہو تو اسے یہاں لاؤ اور جو کچھ کرنا ہے کر ڈالو“..... پروفیسر عباسی نے سپاٹ

کے حوالے کر دے گا یا ہتھیار بنا کر فروخت کر دے گا۔“ پروفیسر عباسی نے جواب میں کہا۔
 ”اچھا اب بتاؤ۔ وہ موبائل سم کہاں ہے؟“..... جیک نے نرمی سے کہا۔

”یہ میں نہیں بتاؤں گا۔ پروفیسر غوری کے بعد وہ میرے وطن کی امانت ہے اور میں وطن سے غداری نہیں کر سکتا“..... پروفیسر عباسی نے کہا۔ اس کے لہجے میں چٹانوں کی سی سختی تھی۔

”تم نے سم کا پتہ نہ بتایا تو میں تمہیں ہولناک عذاب میں مبتلا کر دوں گا“..... جیک نے غضبناک ہو کر کہا۔
 ”میں عذاب جھیلنے کے لئے تیار ہوں“..... پروفیسر عباسی نے بے پروائی سے کہا۔

”میں تمہاری بوڑھی بیوی کو تمہاری آنکھوں کے سامنے لا کر اس کا وہ حشر کروں گا کہ تم مرنے کے بعد بھی یاد رکھو گے پروفیسر عباسی۔ میں تمہیں پانچ منٹ کی مہلت دے رہا ہوں“..... جیک نے غراتے ہوئے کہا۔

”پانی مل سکے گا“..... پروفیسر عباسی نے پرسکون لہجے میں کہا۔
 ”گورڈن۔ پانی لاؤ“..... جیک نے سر جھٹک کر گورڈن سے کہا تو وہ پلٹ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔

تقریباً ایک منٹ کے بعد گورڈن پانی کا گلاس اٹھائے کمرے میں داخل ہوا۔ اس نے پروفیسر عباسی کے قریب آ کر گلاس اس

نمودار ہوا اور اس نے اپنے ہاتھ میں موجود مشین پستل سے فائر کر دیا۔ نتیجے میں گورڈن اور چارلس چیختے ہوئے فرش پر گر گئے۔ جبکہ اچھل کو کرسی سے اٹھا اور اس نے اپنی جیب میں ہاتھ ڈالنے کی کوشش کی۔

”خبردار۔ ہاتھ بلند کر لو مسٹر درنہ چھلنی کر ڈالوں گا“..... پستل بردار نے پستل کا رخ جبکہ کی طرف کرتے ہوئے غرا کر کہا۔

”تم کون ہو اور اندر کیسے آئے ہو“..... جبکہ نے ہاتھ بلند کرتے ہوئے غصیلے لہجے میں کہا۔

”تمہارے ان دونوں آدمیوں کو ختم کرنے کے بعد اب اس عمارت پر میرے آدمیوں کا قبضہ ہے“..... مسلح شخص نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

”تم کون ہو۔ کیا چاہتے ہو“..... جبکہ نے غصے سے جڑے بھینچتے ہوئے کہا۔ پروفیسر عباسی حیرت سے مسلح آدمی کی طرف دیکھ رہا تھا۔

”فارحولا یا موبائل سم جو تم نے پروفیسر عباسی سے چھینی ہے۔“ اس آدمی نے پستل کو حرکت دیتے ہوئے سرد لہجے میں کہا۔

”پروفیسر عباسی کے پاس موبائل سم نہیں ہے اور نہ ہی وہ سم کا پتہ بتانے پر آمادہ ہے“..... جبکہ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”بکومت۔ سم تمہارے پاس ہے۔ میں جانتا ہوں گریٹ لینڈ کے ایجنٹ کتنے جھوٹے اور مکار ہوتے ہیں“..... اس شخص نے

لہجے میں کہا۔ اس کے چہرے پر چٹانوں کی سی سختی نظر آ رہی تھی۔

”اوکے۔ اوکے۔ ابھی پتہ چل جاتا ہے کہ تم کتنی قوت برداشت رکھتے ہو“..... جبکہ نے غصے سے دانت پیستے ہوئے کہا۔

”تمہاری سوچ سے بھی زیادہ سفید کتے“..... پروفیسر عباسی نے اسے گھورتے ہوئے انتہائی تلخ لہجے میں کہا۔

”چارلس۔ گورڈن۔ شروع ہو جاؤ۔ مار مار کر اس کی ہڈیاں توڑ ڈالو“..... جبکہ نے غضبناک انداز میں غراتے ہوئے کہا۔

”کیا اس طرح تمہیں موبائل سم مل جائے گی“..... پروفیسر عباسی نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

”وہ بھی مل جائے گی۔ اب پہلے میں تمہیں اور تمہاری بیوی کو تڑپا تڑپا کر ماروں گا“..... جبکہ نے درندگی آمیز لہجے میں کہا۔

چارلس اور گورڈن دونوں جبکہ کا حکم سنتے ہی پروفیسر عباسی کی کرسی کے پاس آ گئے اور جونہی جبکہ خاموش ہوا انہوں نے پروفیسر عباسی کے چہرے پر گھونے برسانا شروع کر دیئے۔ پروفیسر عباسی کے حلق سے بے ساختہ کراہیں نکلنے لگیں۔ ٹھیک اسی لمحے باہر سے ایک کریناک چیخ سنائی دی اور جبکہ بے ساختہ اچھل پڑا۔ گورڈن اور چارلس بھی چونکے اور ان کے ہاتھ رک گئے۔

”اوہ۔ دیکھو شاید مارٹن چینا ہے“..... جبکہ نے کرسی سے اٹھتے ہوئے تیزی سے کہا تو وہ دونوں فوراً دروازے کی طرف لپکے۔ ابھی وہ دروازے کے پاس پہنچے ہی تھے کہ دروازے میں ایک آدمی

”سنگ ہی۔ پائل پھینک کر ہاتھ بلند کر لو ورنہ میں پرویسر غوری کو ختم کر ڈالوں گا“..... جبکہ نے غراتے ہوئے کہا۔

”کیوں۔ پرویسر عباسی کی بجائے تم مجھے شوٹ کیوں نہیں کرتے“..... سنگ ہی نے اسے بخوار لگا ہوں سے گھورتے ہوئے

”سن لیا تم نے سنگ ہی۔ تم میرے پاس ابھی نہیں آئی۔“
جیک نے طنزیہ لہجے میں سنگ ہی سے کہا۔
”نو پرابلم۔ ابھی پروفیسر عباسی کے فرشتے بھی بتا دیں گے کہ

”ویل ڈن کوپر“..... سنگ ہی نے کہا اور پھر آگے بڑھ کر اس نے فرش سے اپنا پٹل اٹھا لیا اور پھر ہاتھ بڑھا کر اس نے جیک کا ریوالور بھی اٹھا لیا۔

”تھینک یو باس“..... ٹیکسی ڈرائیور نے اپنی جگہ رکستے ہوئے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ اس کے ریوالور کا رخ جیک کی طرف تھا جو ہونٹ بھیچنے اسے کھا جانے والی نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔

”لیکن تم سے کس نے کہا تھا کہ تم اندر آؤ“..... سنگ ہی نے کوپر سے کہا۔

”اوہ۔ سس۔ سس۔ سوری سر۔ میں اجنبی کی آواز سن کر سمجھا تھا کہ کسی نے آپ کو کور کر رکھا ہے“..... کوپر نے بوکھلا کر کہا۔

ٹھیک اسی لمحے جیک اپنی جگہ سے فٹ بال کی طرح اچھل کر سنگ ہی پر آ پڑا اور دونوں فرش پر گر گئے۔ سنگ ہی کے ہاتھ سے ریوالور اور مشین پٹل نکل گئے تھے۔ جیک اس سے پلٹ کر اسے فرش پر رگیدنے لگا۔ کوپر ریوالور کا رخ جیک کی طرف کئے اپنی جگہ کھڑا نہیں دیکھ رہا تھا جبکہ پروفیسر عباسی بھی بڑی دلچسپی سے ان دونوں کی طرف دیکھ رہا تھا مگر اچانک ہی سنگ ہی کا داؤ چل گیا اور وہ کسی چکنی مچھلی کی طرح جیک کی گرفت سے نکل گیا۔ دوسرے ہی لمحے اس نے اٹھتے ہوئے جیک کی کمر پر مخصوص انداز میں ہاتھ کا بچ مار دیا اور جیک ذبح ہوتے ہوئے بکرے کی مانند چیخنے لگا۔

سم کہاں ہے۔ میرے پاس ایسا طریقہ ہے اگر تم مجھ سے فارضو لا شیئر کرنے پر آمادہ ہو جاؤ تو میں پروفیسر عباسی سے ابھی معلوم کر لیتا ہوں“..... سنگ ہی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”پہلے تم پٹل فرش پر ڈال کر ہاتھ بلند کرو تب میں تم پر اعتبار کر سکوں گا“..... جیک نے چوکتے ہوئے کہا۔

”لو۔ مجھے تو تم پر اعتماد ہے“..... سنگ ہی نے مشین پٹل فرش پر ڈالتے ہوئے ہنس کر کہا۔

”اب ہاتھ بلند کر لو“..... جیک نے پروفیسر عباسی کی گردن سے ریوالور ہٹا کر تحسانہ لہجے میں کہا اور ریوالور کا رخ سنگ ہی کی طرف کر دیا۔

”نہیں۔ اتنا ہی کافی ہے۔ مجھے پروفیسر عباسی سے نمٹنے دو“۔ سنگ ہی نے مسکراتے ہوئے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے لیکن تم پہلے ہاتھ اٹھاؤ۔ ہری اپ“..... جیک نے غراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے فار کر دیا۔ دوسرے ہی لمحے کمرہ چیخ سے گونج اٹھا اور جیک کے ہاتھ سے ریوالور گر گیا۔ سنگ ہی نے ایک طرف جست لا کر خود کو بچایا تھا اور گولی دیوار میں جا لگی تھی۔ اس نے پھرتی سے پلٹ کر دیکھا تو طویل سانس لے کر رہ گیا۔ دروازے پر ٹیکسی ڈرائیور کی مخصوص یونیفارم میں سنگ ہی کا ماتحت ہاتھ میں ریوالور لئے اندر آ رہا تھا اور جیک کے شانے سے خون ابل رہا تھا۔

غریبا ہنس پڑی۔ اسے عمران کی طرف متوجہ دیکھ کر فرش پر پڑے
خاروف نے پھرتی سے اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا اور شین پٹسل
کال کیا لیکن دوسرے ہی لمحے غریبا کے پٹسل نے قبضہ لگایا اور
خاروف چھلکی ہو گیا۔ ٹھیک اسی لمحے کوسین نے کرسی سے اٹھتے
ہوئے عمران پر چھلانگ لگا دی۔ وہ اڑتا ہوا عمران پر آ پڑا اور عمران
کو بازوؤں سے حلقے میں دبوچ کر عمران کی پشت سینے سے لگا لی
اور پھر ایک کلائی عمران کی گردن کے گرد لپیٹ لی۔

”تم جو کوئی بھی ہو، تھیار ٹھیک دو ورہہ میں عمران کی گردن توڑ
ڈالوں گا۔“ کوسین نے غریبا کو دھمکی دیتے ہوئے کہا۔

”بے قوف آدمی۔ گردن ضرور توڑتی ہے کیا تمہارے پاس ریوالتور
نہیں ہے۔“ عمران نے بوکھلا کر کہا۔

”اے چھوڑ دو۔ تم سچ نہیں کہتے۔ عمارت میں تمہارے صرف
دو آدمی تھے جنہیں میں ختم کر آئی ہوں۔“ غریبا نے غراتے
ہوئے کہا۔

”کوسین۔“ وہ ٹھیک کہہ رہی ہے۔ بڑی ہلکا ساپ عورت ہے۔“

عمران نے ہنس کر کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے جوتے کی
ایڑھی زور سے عقب میں کھڑے کوسین کی پٹلی پر مار دی۔ نتیجہ
حسب توقع برآمد ہوا۔ ایڑھی کی ضرب سے کوسین کے حلق سے

کربناک سی سبز کراہ نکلی اور عمران کی گردن پر اس کی گرفت نرم پڑ
گئی۔ عمران نے پھرتی سے اس کا بازو پکڑ کر ہٹایا اور پلٹ کر

عمران نقاب پوش کی آواز پہچان کر دل ہی دل میں لہجرت زدہ
ہو رہا تھا۔ اسے امید نہیں تھی اس کیس میں غریبا۔ بمبل کی آف
بویسیا سے بھی اس کا کھراؤ ہو گا اور زریو لینڈ بھی ڈاکٹر جوزف کی
ایجاد کا فارمولہ حاصل کرنے سے لئے میدان میں کود پڑے گا۔ اس
کا مطلب تھا کہ ڈاکٹر جوزف کی ایجاد زریو لینڈ کے لئے بھی ہے
حد اہمیت کی حامل تھی حالانکہ زریو لینڈ سائنسی ترقی میں ایکریمیا نے
بھی پیچاس برس آگے تھا۔ یقیناً مذکورہ ایجاد زریو لینڈ کے لئے بھی
ایک نئی چیز تھی اور زریو لینڈ کے سائنسی دان اس سے نا آشنا تھے۔
”ادوہ۔ کیا تم زخمی ہو عمران۔“ نقاب پوش عورت نے جو کہ
غریبا ہی تھی، عمران کی کراہیں سن کر چونکتے ہوئے پوچھا۔

”نہیں سوئی۔ البتہ تمہیں دیکھ کر دل میں درد ہونے لگا ہے۔“
عمران نے دل پر ہاتھ رکھ کر اپنے مخصوص احمقانہ لہجے میں کہا تو

چہرے سے نقاب اتار کر مسکراتے ہوئے کہا۔
 ”اسی لئے اتنی دیر تم تماشا دیکھتی رہیں۔ اگر یہ مجھے قتل کر دیتے
 تو تمہارے بچے یتیم ہو جاتے“..... عمران نے منہ بنا کر کہا۔
 ”بچوں کی فکر ہے تو مجھ سے دور کیوں بھاگتے ہو“..... تھریسیا
 نے اسے شوخ نگاہوں سے دیکھتے ہوئے کہا۔
 ”تاکہ وقت سے پہلے پیدا نہ ہو جائیں“..... عمران نے دل ہی
 دل میں لاحول ولاقوۃ پڑھتے ہوئے کہا۔

”اور وہ وقت کب آئے گا۔ کیا میں امید رکھوں“..... تھریسیا
 نے کہا۔ اس کی آنکھوں سے پیار ٹپکنے لگا تھا۔
 ”جب میں مرتخ پر جا کر رہائش کے لئے شیش محل بنا لوں گا۔
 وہ محل تمہاری محبت کا یادگار ہوگا۔ تاج محل دیکھ کر لوگ اکتا چکے
 ہیں اب وہ مرتخ پر شیش محل دیکھنے آئیں گے“..... عمران نے
 جواب میں کہا۔

”کیا واقعی تم میرے لئے شیش محل بنانے کا جذبہ رکھتے ہو“۔
 تھریسیا نے حیرت سے کہا۔

”کیوں نہیں۔ مغل بادشاہ نے اپنی بیگم کو دفن کرنے کے لئے
 تاج محل بنایا تو میں بھی تمہیں دفن کرنے کے لئے شیش محل بنواؤں
 گا لیکن میرے پاس سرمایہ کی کمی ہے۔ تم زیرو لینڈ سے ایک ارب
 ڈالر منگواؤ“..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو تھریسیا کے چہرے
 پر خفگی کی علامات نمودار ہو گئیں۔

کوسیگن کی ناک پر ٹکر رسید کر دی۔ کوسیگن بلبلاتا ہوا پیچھے میز سے جا
 ٹکرایا اور عمران نے اچھل کر اس کے سینے میں فلائنگ کلک مار
 دی۔ کوسیگن چیختا ہوا فرش پر آگرا۔ اس کی ناک سے خون جاری
 ہو چکا تھا۔ تھریسیا اطمینان سے کھڑی عمران کی طرف دیکھ رہی تھی
 اس کی نقاب سے جھانکتی آنکھوں میں عجیب سی چمک تھی۔ عمران
 نے آگے بڑھ کر کوسیگن کی کنپٹی پر زور دار مکا مارا تو کوسیگن کی
 کراہیں بند ہوتی چلی گئیں۔ وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔

”ہاں اب سناؤ جان عمران۔ کب آئی ہو“..... عمران نے ہاتھ
 جھاڑتے ہوئے تھریسیا کی طرف پلٹ کر کہا۔

آج ہی آئی ہوں۔ تمہیں پروفیسر عباسی کے بنگلے سے نکلتے
 دیکھا تو تمہارے پیچھے چل پڑی لیکن اتنی دیر میں تم دوسری سڑک
 پر مڑ چکے تھے پھر سکنل پر رکی تو ایک آدمی کو دوسری گاڑی سے اتر
 کر تمہاری گاڑی میں سوار ہوتے دیکھا تو سمجھ گئی کہ کیا ڈرامہ ہونے
 والا ہے“..... تھریسیا نے عمران کی طرف محبت بھری نگاہوں سے
 دیکھتے ہوئے کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہ تم ان کی گاڑی کا تعاقب کرتے ہوئے
 یہاں پہنچی ہو“..... عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ میں دیکھنا چاہتی تھی کہ یہ لوگ کون ہیں اور تم سے
 فارمولا حاصل کراتے ہیں یا تمہارے اغوا کی کوئی اور وجہ ہے۔ دوسرا
 تمہیں ان کے ہاتھوں سے بچانا بھی مقصود تھا“..... تھریسیا نے

”نہیں۔ مجھے وہ فارمولا چاہیے جو تم پروفیسر عباسی سے بچنے سے لائے تھے“..... تھریسیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

لہذا دوسرے لوگوں کو بھی یہ یاد دلانا چاہیے کہ اگرچہ ہمیں ہر قسم کی سزا کا سامنا کرنا پڑے گا، لیکن اگر ہم اپنے آپ کو سزا دے دیں، تو ہمیں کبھی سزا نہیں ملے گی۔

تھریا تے کہا: "ہاں، ایسا ہے، لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس کے دل میں بھی ایک گہرا راز ہے۔"

ہوئے حیرت سے اچھل کر کہا: کیا واقعی تمہیں کیسے پتہ چلا..... عمران نے انجانے

”بکومت۔ تم اتنے غافل نہیں ہو کہ تمہارے ملک کے ایک اہم
سائنس دان کو اغوا کر لیا جائے اور تمہیں پتہ نہ چلے۔ تم شرافت

سے فارمولا یاد کرو، مگر اس قسم میں ہے جو اُس کے حوالے سے ذکر و اجتناب میں لازم ہوئے۔
یہ ہیں ایم ایس ایس ایس ایس ایس ایس ایس ایس ایس ایس ایس ایس ایس ایس ایس ایس ایس ایس ایس

گھورتے ہوئے کہا۔

ہے۔.....عمران نے رومانک لہجے میں ٹھہریٹا سے کہا تو ٹھہریٹا نے چونک کر عمران کی آنکھوں میں جھانکا اور وہ ابھر بھڑکی لے کر زہ گئی۔

عمران کی آنکھوں سے محبت کے چشمے پھوٹ رہے تھے۔ غیر ارادی طور پر اس نئے ہومبولٹ پر مسکراہٹ نمودار ہوئی اور خوشی کے احساس

”گویا تم مجھے مار کر دفن کرنا چاہتے ہو“..... تھریسیا نے ہونٹ

ہوں۔“ عمران نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

بدلتے ہوئے پوچھا۔

ہوئے کہا۔ ”ابھی کہہ رہا تھا کہ تم میری بہن ہو، ابھی کہہ رہا تھا کہ تم میری بہن ہو، ابھی کہہ رہا تھا کہ تم میری بہن ہو۔“

یہ ”بالکل“ چچا کے بغیر جاری شادی کیسے ہو سکتی ہے۔ لڑکی کے سر پرست کے بغیر مولوی نکاح نہیں پڑھا سکتا..... عمران نے سر

ہلائے ہوئے کہا، کیونکہ اس نے اپنے ہاتھوں سے اپنے گھر کو آگ لگا دی تھی۔

چونکہ پہلے سرد آہ بھر کر آواز پھر سخت ہنسنے میں کہا تو عمران

ہوئے کہاں کہان، کلام، گیتوں نے اپنے ہر لفظ پر پورے دل سے تکیہ کیا۔

”ہاں“ فاطمہؓ نے جوزفؑ کی ایجاد کا فارغ ہو کر.....

فارمولا اس لئے ریپر پر لکھا ہے جو قین نہیں زبانی بتا دیتا ہوں۔

”شٹ اپ۔ جلدی سے فارمولا مجھے دے دو ورنہ میں فائر کر دوں گی“..... تھریسا نے مشین پستل کا رخ عمران کے سینے کی طرف کرتے ہوئے دھمکی دی تو عمران کے چہرے پر بوکھلاہٹ ناچنے لگی۔

”دیکھو۔ دیکھو۔ مذاق میں چل نہ پڑے۔ اسے نیچے کر لو سوئی“..... عمران نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

”مذاق نہیں۔ میں سنجیدہ ہوں۔ جلدی کرو“..... تھریسا نے غراہٹ آمیز لہجے میں کہا تو عمران کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ ”مکاری نہیں چلے گی عمران۔ تمہارے آنسوؤں کا مجھ پر اس وقت ذرا بھی اثر نہیں ہوگا“..... تھریسا نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

”تو اثر ہونے والا وقت بتادو۔ میں اس وقت آنسوؤں کا نذرانہ پیش کرنے آ جاؤں گا“..... عمران نے جلدی سے کہا۔

”میں تین تک گنوں گی عمران۔ پھر فائر کر دوں گی۔ بولو۔ فارمولا کہاں ہے“..... تھریسا نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

”صرف تین تک۔ مجھے تو سو تک گنتی آتی ہے۔ ویسے تمہاری عقل میں یہ بات نہیں سارہی کہ مجھے یہاں بے ہوش کر کے لایا گیا تھا اور اگر میرے پاس فارمولا یا موبائل سم ہوتی تو رو سیاہی ایجنٹ میری بے ہوشی کے دوران ہی فارمولا نکال کر مجھے ختم کر دیتے جبکہ تم نے خود دیکھا ہے کہ وہ میرے ہاتھ باندھ کر مجھ پر

سے اس کے رخسار شہابی ہونے لگے لیکن صرف ایک لمحے کے لئے۔ دوسرے ہی لمحے اس کے چہرے کے عضلات سخت ہو گئے اور ہونٹوں سے مسکراہٹ غائب ہوتی چلی گئی۔

”نہیں۔ بے شک تم میرے خوابوں کے شہزادے ہو لیکن میں جانتی ہوں تم حقیقی دنیا میں میرے کبھی نہیں بن سکتے۔ تمہیں دنیا میں محبت ہے بھی تو صرف اپنے وطن اور اپنی قوم سے اور اسی محبت نے تمہارے تمام لطیف و نازک جذبوں کو دبا کر تمہیں عورت اور نسوانیت سے دور کر رکھا ہے۔ اسی لئے میں تم پر اعتبار کر کے دھوکہ نہیں کھا سکتی“..... تھریسا نے جذبات سے عاری لہجے میں کہا تو عمران کان کھجانے لگا۔

”اچھا۔ دھوکہ مت کھاؤ لیکن آج رات کا کھانا تو میرے ساتھ کھا سکتی ہو“..... عمران نے ایک لمحہ بعد مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیوں نہیں۔ وقت بتا دو میں پہنچ جاؤں گی“..... تھریسا نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

”بلیو مون ہوٹل میں۔ نو بجے میں انتظار کروں گا۔ وعدہ کرو آؤ گی نا“..... عمران نے خوش ہو کر کہا۔

”وعدہ رہا۔ اب تم فارمولا میرے حوالے کر دو“..... تھریسا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”پھر وہی مرغے کی ایک ٹانگ“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

کوسین کو اٹھا کر کندھے پر ڈالا لیکن دوسرے ہی لمحے اس نے
تھریسیا کی طرف پلٹے ہوئے تھریسیا پر فائر کر دیا۔ بے آواز ریوالور
جی گولی تھریسیا کے مشین پمپل والے ہاتھ پر پڑی اور اس نے
ہاتھ سے مشین پمپل اڑتا ہوا دیوار کے پاس جا کر تھریسیا کے
حلق سے بے ساختہ چی نکلی اور اس کے دوسرے ہاتھ میں موجود
ریوالور بھی گر گیا جس سے اس نے زخمی ہاتھ تھانے کی خطرات
کوشش کی تھی۔ اس نے غصے سے دانت پیٹے ہوئے عمران کی
طرف دیکھا تو عمران کے ہونٹوں پر ہلنریہ مسکراہٹ کھیل رہی تھی۔
اس نے کوسین کو اٹھائے ہوئے کوسین کی جیب سے ریوالور نکال لیا
تھا جس پر سائیکلنر فٹ تھا۔

”ہاتھ بلند کر لو سوچی۔ زخم گہرا نہیں ہے۔“ عمران نے
مسکراتے ہوئے کہا۔ تھریسیا کے ہاتھ کی پشت سے معمولی خون بہہ
رہا تھا۔ بے آواز ریوالور کی گولی اس کے ہاتھ پر خراش ڈالی ہوئی
گزر رہی تھی مگر یہ عمران کے نشانے کی غلطی نہیں تھی بلکہ اس نے
دائستہ تھریسیا کو غیر متوجہ کرنے کے لئے اس کے ہاتھ پر فائر کیا
تھا۔
”کاش میں تمہیں پہلے ہی گولی مار دیتی۔“ تھریسیا نے حلقے
کے برابر بھینچے ہوئے کہا۔

”معمولی نہیں ہے تو کیا ہوا۔“ کھچ کی حرکت بھی نہ ہوا۔ عمران نے
مسکراتے ہوئے کہا اور کوسین کا جلم فرش پر

تشدید کر رہے تھے۔ عمران نے انتہائی سنجیدگی سے وضاحت
کرتے ہوئے کہا۔
”اگر تمہارے پاس فارمولا نہ ہوتا تو ان لوگوں کو کیا ضرورت
تھی تمہیں اغوا کرنے کی۔“ تھریسیا نے مشین پمپل جھکاتے
سوئے کہا۔

”دراصل ان کی موت ہی آئی تھی جو یہ مجھے یہاں لے آئے۔
ان کا اب کوئی اور کام نہ تھا اور موت کا ایک وقت مقرر ہے اس
لئے قدرت نے تمہیں ان کے لئے موت کا ہر کارہ بنا کر بھیج دیا اور
تم نے انہیں ختم کر دیا۔ اب ان کا باس کوسین ابھی زندہ ہے اسے
میں لے جاؤں گا۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پلٹ کر
کوسین کی طرف بڑھا۔

تھریسیا عمران کی طرف ابھٹک کر زندہ نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔
شاید وہ سوچ رہی تھی کہ عمران کی بات پر اعتبار کرے یا نہ کرے۔
عمران تھریسیا کی طرف پشت کئے کوسین کے قریب پہنچا جو پہلو
کے بل فرش پر بڑا تھا۔ دفعتاً تھریسیا کے ذہن میں آیا کہ عمران جو
ہمیشہ اسے گرفتار کرنے کی کوشش کرتا رہتا ہے وہ اب اس کی طرف
سے غافل ہو رہا ہے۔ کیا عمران کو یقین ہے کہ وہ اس پر عقب سے
فائر نہیں کرے گی حالانکہ اس وقت عمران غیر مسلح تھا اور وہ فائر کر
کے اسے چھلنی کر سکتی تھی۔ یہ خیال آتے ہی خطرے کے احساس
سے اس کی چھٹی حس پھڑکنے لگی۔ عمران نے جھک کر بے ہوش

ہے۔ دوسرا پروفیسر عباسی وہاں ملے گا بھی نہیں۔ میرے آدمی پروفیسر عباسی کو وہاں سے لے جا چکے ہوں گے“..... تھریسا نے سخت لہجے میں کہا۔

”اچھا تو اپنے ساتھیوں کا ایڈریس بتا دو“..... عمران نے چوکتے ہوئے کہا۔

”میں نہیں جانتی۔ ہو سکتا ہے اب تک وہ زیرو لینڈ پہنچ چکے ہوں۔ پروفیسر عباسی سے فارمولا حاصل کر کے“..... تھریسا نے بے پروائی سے کہا اور پلٹ کر دروازے کی طرف بڑھی۔

”رک جاؤ سوئیٹی۔ تم نے دوسرا قدم اٹھایا تو تمہاری چکیلی کمر میں کریک آ جائے گا“..... عمران نے اسے دروازے کی طرف بڑھتے دیکھ کر کہا۔

”کیوں“..... تھریسا نے رکتے ہوئے اس کی طرف مڑے بغیر کہا۔

”مجھے گریٹ لینڈ کے ایجنٹوں کا ایڈریس بتاؤ“..... عمران نے اس کی طرف بڑھے ہوئے کہا۔

”میں نے بتایا تو ہے کہ مجھے معلوم نہیں اور اب تمہارا وہاں جانا فضول ہو گا۔ سنگ ہی کامیاب ہو چکا ہو گا“..... تھریسا نے سخت لہجے میں کہا تو عمران سنگ ہی کا نام سن کر بے اختیار اچھل پڑا۔ ٹھیک اسی لمحے تھریسا کے ہاتھ سے کوئی چیز نکل کر بائیں جانب کی دیوار سے ٹکرائی اور ایک دھماکے سے کمرے میں گہرا سیاہ دھواں

پھینک دیا۔ تھریسا غصے سے ہونٹ کاٹی ہوئی اسے گھور رہی تھی۔

”چلو ہاتھ نہیں اٹھا سکتی تو نہ سہی۔ یہ بتاؤ کہ گریٹ لینڈ والے پروفیسر عباسی کو اغوا کر کے کہاں لے گئے تھے اور تم ان کے پیچھے جانے کی بجائے میرے پیچھے کیوں آ گئی تھیں“..... عمران نے ریوالور کو جنبش دیتے ہوئے کہا۔

”مجھے معلوم نہیں۔ مجھے صرف اطلاع ملی تھی“..... تھریسا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”پھر تم نے اطلاع دینے والے کو یقیناً حکم دیا ہو گا کہ وہ گریٹ لینڈ والوں سے پروفیسر عباسی کو چھین کر لے آئے اور میرا پیچھا تم نے اس لئے کیا کہ اگر فارمولا پروفیسر عباسی کے پاس نہیں ملے گا تو میرے پاس ہو گا“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہاں“..... تھریسا کے منہ سے بے ساختہ نکل گیا مگر دوسرے ہی لمحے اس نے سختی سے ہونٹ بھینچ لئے۔

”تمہیں پتہ ہے کہ کوئی بھی عقل مند آدمی فارمولا جیب میں ڈال کر گھر سے باہر نہیں نکلتا لہذا پروفیسر عباسی کے پاس فارمولا نہیں ہو گا۔ تم مجھے اس عمارت کا پتہ بتاؤ جہاں پروفیسر عباسی کو لے جایا گیا ہے تاکہ وہاں سے اسے واپس لایا جائے پھر ہم دونوں مل کر ان سے فارمولا حاصل کریں گے“..... عمران نے تھریسا کے چہرے پر نگاہیں گاڑتے ہوئے کہا۔

”اول تو مجھے گریٹ لینڈ کے ایجنٹوں کا ٹھکانہ معلوم ہی نہیں

دانش منزل کے آپریشن روم میں بلیک زیرو بیٹھا واچ ٹرانسمیٹر پر عمران کو ٹرائی کر رہا تھا لیکن عمران سے رابطہ قائم نہ ہو رہا تھا۔ وہ عمران کو سنگ ہی کے بارے میں بتانا چاہتا تھا جس کے بارے میں تنویر نے رپورٹ دی تھی اور بلیک زیرو نے اسے سنگ ہی کے تعاقب کی ہدایت کی تھی۔ تنویر نے رپورٹ میں سنگ ہی اور تھریسیا کی فون پر گفتگو کے بارے میں بتایا تھا اور بلیک زیرو یہ سن کر پریشان ہو گیا تھا کہ عمران کو اغوا کر لیا گیا ہے۔ اب عمران سے رابطہ قائم نہ ہونے پر اسے یقین ہو گیا تھا کہ عمران کے اغوا کی بات درست ہے۔ وہ سوچنے لگا کہ عمران کے سلسلے میں کیا کیا جائے۔ تقریباً پانچ منٹ کے بعد اس کی واچ ٹرانسمیٹر پر سگنل موصول ہوا تو بلیک زیرو نے واچ ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

”ہیلو چیف۔ تنویر کالنگ اور“..... ٹرانسمیٹر سے تنویر کی کراہتی

پھیلتا چلا گیا۔ جس میں تھریسیا کا وجود روپوش ہو گیا۔ عمران نے فوراً ہی دروازے کی طرف جست لگا دی۔ وہ اڑتا ہوا باہر راہداری میں آیا تو طویل راہداری میں کوئی نہ تھا۔ وہ رکے بغیر آگے دوڑتا چلا گیا۔ برآمدے میں آ کر اس نے باہر دیکھا تو کمپاؤنڈ کا گیٹ بند پڑا تھا اور برآمدے سے باہر ایک آدمی کی لاش پڑی تھی۔ اس کی کھوپڑی میں سوراخ تھا اور اس پاس خون پھیلا ہوا تھا جبکہ چہ قدم آگے ایک کار کھڑی تھی اور یہ وہی کار تھی جس میں اس نے سٹاروف کے ساتھی کو دیکھا تھا۔

عمارت کے بائیں پہلو پر عقب میں جانے کا راستہ دیکھ کر عمران تیزی سے اس جانب لپکا۔ وہ اڑتا ہوا عمارت کے پہلو کی جانب سے عقبی کمپاؤنڈ میں آیا تو وہاں بھی ایک آدمی کی لاش پڑی تھی اور اس کے سینے میں سوراخ تھا۔ کمپاؤنڈ کی عقبی دیوار زیادہ بلند نہ تھی اور دوسری جانب گلی تھی۔ عمران سمجھ گیا کہ تھریسیا اسی جانب سے اندر آئی تھی اور یقیناً اسی طرف سے واپس گئی ہوگی۔ اس نے مایوسی سے سر جھٹکا اور واپس عمارت کے فرنٹ کی طرف بڑھ گیا۔

پر لیں کرنے لگا۔

”ہیلو۔ جوزف بول رہا ہوں“..... رابطہ قائم ہونے پر جوزف کی آواز آئی۔

”طاہر بول رہا ہوں جوزف“..... بلیک زیرو نے کہا۔
 ”حکم فرمائیں طاہر صاحب“..... جوزف نے دوسری طرف سے مستعد لہجے میں کہا۔

”تنویر شہر سے باہر ایک جگہ پڑا ہے۔ اسے اٹھا کر یہاں لے آؤ“..... بلیک زیرو نے اسے ہدایت کی اور جگہ کے بارے میں تفصیل سے بتا دیا۔

”اوہ۔ کیا وہ زخمی ہے طاہر صاحب“..... جوزف کی چپکتی ہوئی آواز آئی۔

”نہیں۔ سنگ ہی نے اس کی ریڑھ کی ہڈی پر اپنا مخصوص وار کر کے اسے معذور کر دیا تھا۔ تنویر گاڑی میں وہاں موجود ہے اس لئے ٹیکسی میں جاؤ اور واپسی پر اس کی کار میں آؤ“..... بلیک زیرو نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ تنویر کی ناکامی سے وہ مایوس ہو گیا تھا پھر فوراً ہی اسے کوئی خیال آیا اور اس نے واچ ٹرانسمیٹر کا ونڈلٹن باہر کھینچ دیا۔

”ہیلو خاور۔ ایکسٹو کالنگ۔ اوور“..... وہ ایکسٹو کے لہجے میں خاور کو کال کرنے لگا۔

”لیس چیف۔ خاور انڈنگ یو۔ اوور“..... چند لمحوں بعد خاور کی

ہوئی آواز ابھری تو بلیک زیرو بے اختیار چونک پڑا۔
 ”لیس تنویر۔ ایکسٹو انڈنگ یو۔ کیا تم زخمی ہو۔ اوور“..... بلیک زیرو نے ایکسٹو کے لہجے میں پوچھا۔

”نوسر۔ سنگ ہی نے میری ریڑھ کی ہڈی پر مخصوص انداز میں ضرب لگائی تھی جس سے میں معذور ہو گیا۔ درد کی شدت سے فوری طور پر مجھ پر بے ہوشی طاری ہو گئی تھی۔ اب ہوش آیا ہے۔ اوور“..... تنویر نے کراہتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو سمجھ گیا کہ سنگ ہی نے اپنے مخصوص داؤ سے تنویر کی ریڑھ کی ہڈی کا مہرہ اپنی جگہ سے کھسکا دیا ہو گا جس کے سبب تنویر حرکت کرنے سے بے بس تھا۔

”تفصیل بتاؤ۔ کیا اس نے تمہیں پہچان لیا تھا۔ اوور“..... بلیک زیرو نے تیزی سے کہا۔

”لیس چیف۔ اس نے مجھے ہال میں دیکھ لیا تھا اور جب میں اس کے تعاقب میں روانہ ہوا تو وہ دانستہ مجھے شہر سے باہر ویران علاقے میں لے آیا اور عقب سے اس کے ماتحت ٹیکسی ڈرائیور نے آگے آ کر میرا راستہ روکا تھا۔ اوور“..... تنویر تفصیل سے راپورٹ دینے لگا۔ اس نے ٹیکسی کا نمبر بھی بتا دیا اور ڈرائیور کا حلیہ بھی۔

”ٹھیک ہے۔ میں جوزف کو بھیج رہا ہوں۔ وہ تمہیں یہاں لے آئے گا۔ اوور اینڈ آل“..... بلیک زیرو نے کہا اور واچ ٹرانسمیٹر آف کر کے فون کا رسیور اٹھایا۔ اگلے ہی لمحے وہ رانا ہاؤس کے نمبر

دو چند ہدایات دینے کے بعد ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ چند لمحوں بعد اچانک ٹیلی فون کی کھنٹی بج اٹھی۔ بلیک زیرو نے فون کی طرف دیکھا اور دوسری بیل پر رسیور اٹھا لیا۔

”ہیلو۔ ایکسٹنسیونلنگ“..... اس نے آواز بدل کر کہا۔

”سلیمان بات کر رہا ہوں صاحب“..... دوسری طرف سے

سلیمان کی آواز سنائی دی۔

”ظاہر بات کر رہا ہوں سلیمان۔ خیریت تو ہے“..... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے اپنی اصل آواز میں کہا۔

”ظاہر صاحب۔ ابھی ایک آدمی عمران صاحب کی خیریت معلوم کرنے آیا تھا یہاں“..... سلیمان نے کہا۔

”اوہ۔ کون تھا وہ۔ تم نے اسے کیا بتایا“..... بلیک زیرو نے

حیرت سے پوچھا۔

”پتہ نہیں۔ مقامی لگتا تھا لیکن اس کی آنکھیں بھوری گائے جیسی تھیں اور اس نے براؤن رنگ کا سوٹ پہنا ہوا تھا۔ عمر سے پچاس برس کا نظر آتا تھا۔ کہنے لگا کہ وہ صاحب کا پرانا دوست ہے اور عرصہ بعد آیا ہے۔ میں نے بتایا کہ صاحب موجود نہیں ہیں تو اس نے پوچھا کہ وہ کہاں گئے ہیں اور کس وقت آئیں گے۔ میں نے جواب میں کہا کہ صاحب کسی دوست کے ہاں گئے ہیں۔ پندرہ منٹ بعد واپس آئیں گے۔ یہ سن کر وہ سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا۔ کیا صاحب نہیں آئے“..... سلیمان نے مسلسل بات کرتے

مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

”فورا ہوٹل بلیومون پہنچو اور فرسٹ فلور پر ایک کمرے کی نگرانی کرو۔ اور“..... بلیک زیرو کمرے کا نمبر بتانے کے بعد اسے ہدایت دینے لگا۔

”رائٹ سر۔ اور کوئی حکم۔ اور“..... خاور نے مؤدبانہ لہجے میں

کہا۔

”سنگ ہی ہمارے تمام ممبرز کو پہچانتا ہے اس لئے میک اپ ضروری ہے لیکن وقت کم ہے اس لئے تم فی الحال ماسک میک اپ سے کام چلاؤ۔ سنگ ہی کے کمرے میں کوئی داخل ہو یا اس کی نگرانی کرتا نظر آئے تو مجھے فوراً اطلاع دینا۔ ہاتھ پاؤں بچا کر رکھنا۔ اور اینڈ آف“..... بلیک زیرو نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے چوہان کی فریکوئنسی سیٹ کرنے لگا۔

”ہیلو چوہان۔ ایکسٹن کالنگ اور“..... بلیک زیرو ٹرانسمیٹر آن

کر کے چوہان کو کال کرنے لگا۔

”لیس چیف۔ چوہان انڈنگ یو۔ اور“..... چند لمحوں بعد رابطہ قائم ہونے پر چوہان کی آواز آئی۔

”اس وقت کہاں ہو تم۔ اور“..... بلیک زیرو نے پوچھا۔

”گولڈن ہوٹل میں۔ اور“..... چوہان نے مؤدبانہ لہجے میں

کہا۔

”تم اب بلیومون ہوٹل چلے جاؤ۔ اور“..... بلیک زیرو نے کہا

ہوئے کہا۔

”نہیں۔ وہ مصروف ہیں کہیں۔ اب وہ یا کوئی اور آئے تو دروازہ مت کھولنا“..... بلیک زیرو نے کہا اور فون کا رسیور رکھ کر وائچ ٹرانسمیٹر پر صفدر سے رابطہ قائم کرنے لگا۔

”ہیلو صفدر۔ ایکسٹو کالنگ۔ اوور“..... اس نے ایکسٹو کے لہجے میں کہا۔

”لیس چیف۔ صفدر اسٹڈنگ یو۔ اوور“..... چند لمحوں بعد صفدر کی آواز سنائی دی۔

”فوراً عمران کے فلیٹ پہنچو۔ اوور“..... بلیک زیرو نے کہا اور عمران کے فلیٹ پر آنے والے شخص کا حلیہ بتا کر ہدایت دینے لگا۔

”رائٹ سر۔ کیا اسے گرفتار کرنا ہے۔ اوور“..... صفدر نے مؤدبانہ لہجے میں پوچھا۔

”نہیں۔ عمران کو گریٹ لینڈ کے ایجنٹوں نے اغوا کر لیا ہے اور شاید یہ آدمی بھی انہی کا ساتھی ہو۔ لہذا اس کی نگرانی کرو اور وہ وہاں سے کہیں جائے تو اس کا تعاقب کر کے اس کا ٹھکانہ معلوم کرو۔ اوور اینڈ آل“..... بلیک زیرو نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اسے شبہ تھا کہ بھوری آنکھوں والا سفید فام ہو گا اور سلیمان نے اسے بتایا تھا کہ عمران پندرہ منٹ بعد واپس آئے گا تو شاید وہ آدمی عمران کے انتظار میں دیں موجود ہو۔

تقریباً نصف گھنٹہ بعد سکرین پر تنویر کی کار گیٹ پر رکتی نظر آئی

تو بلیک زیرو نے گیٹ کے خودکار سسٹم والا بٹن پریس کر دیا۔ گیٹ کھل گیا اور ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا جوزف تنویر کی کار اندر لے آیا۔ تب بلیک زیرو نے دوسرا بٹن پریس کیا اور گیٹ بند ہو گیا۔ جوزف نے کار کمپاؤنڈ میں روکی اور کار سے اتر کر عقبی نشست پر بیٹھے تنویر کو اٹھایا پھر برآمدے کی طرف بڑھتا دکھائی دیا تو بلیک زیرو نے میز کی دراز سے سیاہ نقاب نکالا اور چہرے پر لگا کر اٹھ کھڑا ہوا۔ وہ آپریشن روم میں سے نکلا تو جوزف تنویر کو اٹھائے مخصوص کمرے میں داخل ہو چکا تھا۔ یہ فرسٹ ایڈ روم تھا اور اس میں بینڈیج کے علاوہ آپریشن کا بھی انتظام تھا تاکہ ایمرجنسی کی صورت میں کسی بھی زخمی ممبر کا فوری علاج کیا جاسکے۔

بلیک زیرو نقاب پہنے کمرے میں داخل ہوا تو تنویر آپریشن ٹیبل پر سینے کے بل دراز تھا اور اس کے حلق سے ہلکی ہلکی کراہیں نکل رہی تھیں جبکہ چہرے پر اذیت کے تاثرات نمایاں تھے اور درد برداشت کرنے کے لئے اس نے جڑے بھیج رکھے تھے۔ بلیک زیرو کو دیکھ کر اس نے کمزور سی آواز میں سلام کیا تو بلیک زیرو سر کے اشارے سے جواب دیتا ہوا اس کے قریب آ گیا۔ جوزف میز کی دوسری جانب کھڑا تھا۔ اس نے بھی بلیک زیرو کو سلام کیا۔

”چیف۔ مسٹر تنویر بہت تکلیف میں مبتلا ہیں“..... جوزف نے مؤدبانہ لہجے میں بلیک زیرو سے کہا۔

”ابھی سب ٹھیک ہو جائے گا۔ خطرے کی کوئی بات نہیں ہے۔“

بڑھتے ہوئے وائچ ٹرانسمیٹر کا ونڈ بٹن باہر کھینچ دیا۔
 ”ہیلو چیف۔ صدر کالنگ۔ اوور“..... وائچ ٹرانسمیٹر سے صدر
 کی آواز ابھرنے لگی۔

”یس صدر۔ ایکسٹو انڈنگ یو۔ اوور“..... بلیک زیرو نے جواباً
 کہا اور آپریشن روم میں داخل ہو گیا۔
 ”چیف۔ میں نے اس آدمی کو ٹریس کر لیا ہے۔ اوور۔“ صدر
 نے کہا۔

”تفصیل سے رپورٹ دو۔ اوور“..... بلیک زیرو نے اپنی کرسی پر
 بیٹھتے ہوئے سرد لہجے میں کہا اور سکرین کی طرف دیکھنے لگا۔

”چیف۔ میں عمران صاحب کے فلیٹ پر پہنچا تو وہ شخص
 میٹرہیوں کے پاس ٹہل رہا تھا۔ میں عمارت کے گیٹ کے پاس رک
 گیا۔ چند لمحوں بعد وہ میٹرہیوں کے پاس واقع ہاتھ روم میں گیا تو
 میں قریب چلا گیا۔ اندر سے اس کی ہلکی ہلکی آواز سنائی دے رہی
 تھی۔ غالباً وہ ٹرانسمیٹر پر اپنے باس کو کال کر رہا تھا۔ اس سے پتہ
 چلا کہ اس کا نام مارٹن ہے اس نے نصف منٹ تک باس کو کال
 کرنے کی کوشش کی لیکن جواب میں کوئی آواز نہ آئی تو میں سمجھ گیا
 کہ اس کا باس سے رابطہ قائم نہیں ہو رہا۔ چنانچہ میں فوراً وہاں سے
 ہٹ گیا۔ چند لمحوں بعد مارٹن ہاتھ روم سے نکلا اور سیدھا گیٹ سے
 باہر نکل گیا۔ میں باہر آیا تو وہ نیلے رنگ کی مزد کار میں بیٹھ کر
 روانہ ہو رہا تھا۔ چنانچہ اب میں بھی اس کے پیچھے جا رہا ہوں۔

بلیک زیرو نے ایکسٹو کے لہجے میں کہا اور اوندھے منہ پڑے تنویر کی
 پشت پر ہاتھ رکھ کر ریڑھ کی ہڈی کا جائزہ لینے لگا۔ پھر اس نے
 دوسرا ہاتھ استعمال کرتے ہوئے ریڑھ کی ہڈی کو ٹٹول کر متاثرہ جگہ
 پر دونوں انگلیوں سے یکدم دباؤ ڈالا تو تنویر کے حلق سے بے
 اختیار کرناک چیخ بلند ہوئی مگر اس کے ساتھ ہی اس پرسکون کی
 کیفیت طاری ہوتی چلی گئی۔ بلیک زیرو نے ہاتھ ہٹا لئے۔ ریڑھ کی
 ہڈی کا ہٹا ہوا مہرہ اپنی جگہ سیٹ ہو چکا تھا۔ تنویر چند لمحوں تک
 آنکھیں بند کئے پڑا رہا پھر اس نے کروٹ لی اور اٹھ بیٹھا۔ تنویر کو
 اٹھتے ہوئے دیکھ کر جوزف مسکرانے لگا۔ ریڑھ کی ہڈی کے مہروں کو
 سیٹ کرنے کا طریقہ بلیک زیرو نے عمران سے سیکھا تھا۔

”تھینک یو چیف“..... تنویر نے میز سے اترتے ہوئے مودبانہ
 لہجے میں کہا۔
 ”کوئی تکلیف باقی تو نہیں ہے“..... بلیک زیرو نے نرمی سے
 پوچھا۔

”نوسر۔ اب بالکل درد محسوس نہیں ہو رہا۔ میں ٹھیک ہوں۔“
 تنویر نے جواب میں کہا۔

”اوکے۔ اب تم اپنے فلیٹ پر جاؤ۔ جوزف کو رانا ہاؤس
 ڈراپ کرتے جانا“..... بلیک زیرو نے ہدایت کی اور پلٹ کر
 کمرے سے نکل آیا۔ ٹھیک اسی لمحے اس کی وائچ ٹرانسمیٹر پر سگنل
 موصول ہوا تو بلیک زیرو نے آپریشن روم کی طرف تیزی سے

تھی تو یقیناً پروفیسر عباسی کو اغوا کر کے کسی دوسری عمارت میں رکھا گیا ہوگا۔ اس صورت میں مارٹن ہی بتا سکتا تھا کہ پروفیسر عباسی کہاں ہے۔ تقریباً دو منٹ بعد ہی ٹرانسمیٹر سے سگنل کی آواز ابھری۔

”ہیلو طاہر۔ عمران کالنگ۔ اوور“..... بلیک زیرو نے ٹرانسمیٹر آن کیا تو خلاف توقع عمران کی آواز سنائی دی۔

”اوہ۔ ایس عمران صاحب۔ بلیک زیرو انڈنگ یو۔ آپ کہاں ہیں اوور“..... بلیک زیرو نے چونکتے ہوئے جوابا کہا۔

”خوابوں کی دنیا میں۔ خوابوں کی رانی چلی گئی اور میری آنکھ کھل گئی۔ اوور“..... دوسری طرف سے عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

”خوابوں کی رانی یعنی تھریسیا بمبل بی آف بوہیمیا۔ اوور۔“ بلیک زیرو نے تیزی سے کہا۔

”اوہ۔ تمہیں کیسے پتہ چلا۔ یقیناً تم نے میرے خواب چوری کرنا شروع کر دیئے ہیں۔ اوور“..... عمران کی متحیرانہ آواز سنائی دی۔

”نہیں جناب۔ میں صبح سے جاگ رہا ہوں آپ کے خواب میں کیسے آ سکتا ہوں۔ اوور“..... بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

”آ کر تو دیکھو۔ ٹانگیں توڑ ڈالوں گا۔ میں پہلے ہی فراق زدہ ہوں۔ اوور“..... عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

اوور“..... دوسری طرف سے صفدر نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”گڈ۔ اس کی منزل پر پہنچ کر مجھے رپورٹ دینا۔ یقیناً اس کا تعلق گریٹ لینڈ کے ایجنٹوں سے ہے ان کے قبضے میں پروفیسر عباسی ہے۔ ضرورت کے مطابق تم اپنے طور پر قدم اٹھا سکتے ہو۔ اوور اینڈ آل“..... بلیک زیرو نے ہدایات دیتے ہوئے کہا اور واچ ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ پھر وہ عمران کے بارے میں سوچنے لگا۔ تقریباً دس منٹ بعد صفدر کی دوبارہ ٹرانسمیٹر پر کال آ گئی۔

”چیف۔ مارٹن سلور کالونی کے ایک بنگلے پر پہنچا ہے مگر شاید اندر کوئی نہیں ہے۔ کیونکہ ہارن کے جواب میں کسی نے گیٹ نہیں کھولا اور اب وہ خود گاڑی سے اتر کر گیٹ کھول رہا ہے۔ اوور۔“

صفدر نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ تم کسی طرح اندر جا کر پوزیشن دیکھو۔ اگر اندر کوئی نہ ہو تو مارٹن کو گرفتار کر کے یہاں لے آؤ۔ اوور“..... بلیک زیرو نے چونک کر کہا۔

”رائٹ سر۔ میں دیکھتا ہوں۔ اوور“..... صفدر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”مجھے جلد رپورٹ دینا۔ اگر یہ مارٹن کے پاس کا ٹھکانہ ہے تو پروفیسر عباسی اسی عمارت میں ہوگا۔ اوور اینڈ آل“..... بلیک زیرو نے تاکید کرتے ہوئے کہا اور واچ ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ صفدر کی رپورٹ نے اسے بے چین کر دیا تھا۔ اگر وہ عمارت واقعی خالی پڑی

”یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ مارٹن کا باس کسی دوسری عمارت میں شفٹ ہو چکا ہو یا پھر سنگ ہی اسی عمارت میں موجود افراد کا صفایا کر کے پروفیسر عباسی کو وہاں سے لے گیا ہو۔ تھریسیا نے بھی مجھ سے یہی کہا تھا کہ سنگ ہی اب تک پروفیسر عباسی سے فارمولا حاصل کر کے زیرو لینڈ پہنچ چکا ہو گا۔ اور“..... عمران نے کہا۔

”اگر ایسا ہو چکا ہے تو آپ کیا کریں گے۔ اور“..... بلیک زیرو نے چونکتے ہوئے کہا۔

”میرا خیال ہے کہ تھریسیا نے اندازاً یہ بات کی تھی ورنہ فارمولا پروفیسر عباسی کے پاس نہیں ہو گا۔ اور“..... عمران نے کہا۔

”فارمولا حاصل کرنے کے لئے سنگ ہی پروفیسر عباسی کو زیرو لینڈ لے گیا تو پھر۔ اور“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”پھر مجھے زیرو لینڈ جا کر سنگ ہی کو سنسار کرنا پڑے گا تاکہ وہ لنگڑا لولا ہونے کے بعد عمر بھر بھیک مانگتا رہے اور میں تھریسیا کے ہمراہ دنیا کی سیاحت پر نکل جاؤں۔ اور“..... عمران نے اپنے مخصوص شگفتہ لہجے میں کہا۔

”تھریسیا کو اب آپ کہاں تلاش کریں گے۔ اور“..... بلیک زیرو نے بے ساختہ مسکراتے ہوئے کہا۔

”تلاش کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ کچے دھاگے سے بندھے آئیں گے سرکار میرے۔ بہر حال تم فکر مت کرو۔ میں آ رہا

”بہتر۔ مگر آپ تھے کہاں۔ سنا تھا کہ آپ کو اغوا کر لیا گیا ہے۔ کئی مرتبہ آپ کو واچ ٹرانسمیٹر پر کال کرنے کی کوشش کر چکا ہوں۔ اور“..... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا تو جواب میں عمران نے تفصیل سے اپنے اغوا اور تھریسیا سے ملاقات کا واقعہ سنا دیا۔

”اب تم اپنی شام کہانی بھی بیان کر ڈالو تاکہ رات نہ ہو جائے۔ اور“..... عمران نے آخر میں کہا۔

”رام کہانی کہیئے جناب۔ اور“..... بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

”اللہ اللہ کرو پیارے۔ میں ہندو نہیں مسلمان ابن عبدالرحمن ہوں۔ اسی لئے رام نہیں کر سکتا۔ اور“..... عمران کی غصیلی آواز آئی تو بلیک زیرو تفصیل بتانے لگا۔ تنویر سے سنگ ہی کے ٹکراؤ کا ذکر کرتے ہوئے بلیک زیرو نے بتایا کہ اس نے تنویر کی ریڑھ کی ہڈی درست کرنے کے بعد اسے فلیٹ پر آرام کرنے کی ہدایت کی تھی۔

”گویا چچا سنگ مارگریٹ لینڈ کے اینجنوں سے پروفیسر عباسی کو ہتھیانے گیا ہوا ہے۔ اور“..... عمران کی آواز آئی۔

”جی ہاں۔ اس نے فون پر تھریسیا سے یہی کہا تھا کہ وہ میک اپ کے بعد گریٹ لینڈ والوں کے ٹھکانے پر جائے گا۔ تنویر سے پیچھا چھڑا کر یقیناً وہ وہاں گیا ہو گا لیکن صفدر نے شبہ ظاہر کیا ہے کہ عمارت میں کوئی نہیں ہے۔ اور“..... بلیک زیرو نے سر ہلا کر کہا۔

خاور ہوٹل بلیو مومن کے فرسٹ فلور پر نصف گھنٹہ سے راہداری کے اختتام پر واقع بالکونی کے پاس کھڑا اخبار کھولے پڑھ رہا تھا۔ اس کی آنکھوں پر زیرو نمبر کا چشمہ تھا اور وہ ماسک میک اپ میں ادھیڑ عمر دکھائی دے رہا تھا۔ وہ دراصل سنگ ہی کے کمرے کی نگرانی کر رہا تھا جس کا دروازہ لاک تھا اور کافی دیر سے کوئی کمرے کے قریب نہ آیا تھا۔ اب وہ سوچ رہا تھا کہ ایکسٹو کو رپورٹ دے کر نئی ہدایات لینی چاہئیں۔ وہ اخبار تہہ کر کے جیب میں رکھتا ہوا سیڑھیوں کی طرف بڑھ ہی رہا تھا کہ سیکنڈ فلور کے سیڑھیوں سے ایک شخص اترتا دکھائی دیا۔ اس شخص نے سیاہ سوٹ پر سرخ ٹائی باندھ رکھی تھی اور ادھیڑ عمر مقامی شخص تھا۔ اس آدمی نے سیڑھیاں اتر کر سنگ ہی کے کمرے کے دروازے کی طرف دیکھا اور پھر نیچے جانے والی سیڑھیاں اترنے

ہوں تمہارے پاس۔ خوب گزرے گی جومل بیٹھیں گے دیوانے دو۔ اور..... عمران کی آواز آئی۔
”دیوانے نہیں ہوش مند کہیں۔ اور.....“ بلیک زیرو نے ہنس کر کہا۔

”لیکن دنیا کو ہم کیسے سمجھا سکتے ہیں کیونکہ ہم نے ابھی تک ہوش مندوں والا کام ہی نہیں کیا یعنی شادی ہی نہیں کی۔ تھریسا کو بھی یہی شکایت ہے اس لئے میں ٹرانسمیٹر آف کر رہا ہوں تاکہ تم صفدر کی رپورٹ وصول کر سکو۔ کوئی اہم بات ہو تو مجھے فوری کال کرنا۔ اور اینڈ آل.....“ عمران نے آخر میں کہا اور رابطہ منقطع ہو گیا تو بلیک زیرو نے بھی ٹرانسمیٹر آف کر دیا اور اسی لمحے واج سے سگنل کی آواز ابھرنے لگی۔ بلیک زیرو نے فوراً ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

”ہیلو چیف۔ صفدر کالنگ یو۔ اور.....“ حسب توقع ٹرانسمیٹر سے صفدر کی آواز آئی۔
”یس صفدر۔ ایکسٹو انڈنگ یو۔ اور.....“ بلیک زیرو نے مخصوص لہجے میں کہا۔

”چیف۔ اس عمارت میں چند لاشوں کے سوا کوئی نہیں تھا۔ میں نے مارٹن کو گرفت میں لے کر پوچھ گچھ کی ہے۔ اور.....“ دوسری طرف سے صفدر نے کہا اور پھر تفصیل سے رپورٹ دینے لگا۔

گئی۔ یہ سڑک شہر سے باہر جاتی تھی اور اس پر ٹریفک نہ ہونے کے برابر تھا۔

چند لمحوں بعد سبز کار کی رفتار کم ہونے لگی تو خاد نے بھی اپنی کار کی رفتار کم کر دی۔ اگلی کار سڑک کے کنارے بائیں ہاتھ کی گلی کے قریب رکتی دکھائی دی۔ خاد نے بھی اس سے پندرہ بیس قدم پیچھے کار روک لی۔ سبز کار نے سرخ ٹائی والا اترا اور گلی کی طرف بڑھ گیا۔ یہ دیکھ کر خاد نے انجن بند کر دیا اور جونہی وہ شخص گلی میں داخل ہو کر اس کی نگاہوں سے اوجھل ہوا۔ خاد کار سے اتر کر تیزی سے گلی کی طرف بڑھنے لگا۔ قریب پہنچ کر اس نے گلی میں جھانکا۔ گلی میں دوسری طرف کے بنگلوں کے کمپاؤنڈز کی دیواریں تھیں اور چند قدم آگے ایک سوزوکی کار کھڑی تھی۔ اس کار سے آگے ایک گلی بائیں جانب جا رہی تھی۔ سرخ ٹائی والا گلی میں موجود نہ تھا۔ شاید وہ دوسری گلی میں گیا تھا جو بنگلوں کے عقب سے گزرتی تھی۔ خاد گلی میں داخل ہوا اور محتاط قدموں سے آگے بڑھنے لگا لیکن جونہی وہ گلی میں کھڑی کار کے قریب پہنچا اچانک کار کے بونٹ کی آڑ سے سرخ ٹائی والا نمودار ہوا اور اس نے خاد پر ریوالور تان لیا۔ خاد جھٹکے سے رک گیا۔

”خبردار۔ ہاتھ بلند کر لو ورنہ کھوپڑی میں سوراخ کر دوں گا۔“
سرخ ٹائی والے نے غراہٹ آمیز لہجے میں کہا۔
”اوہ۔ تم کون ہو اور کیا چاہتے ہو؟“ خاد نے ہاتھ بلند

لگا۔ سرخ ٹائی والے کے اس انداز پر خاد چونکے بغیر نہ رہ سکا۔ وہ ابھی سیڑھیوں سے چند قدم پیچھے ہی تھا۔ چنانچہ وہ تیزی سے سیڑھیوں کے پاس پہنچا اور سیڑھیاں اترنے لگا۔ وہ نیچے پہنچا تو سرخ ٹائی والا شخص ہال میں پہنچ چکا تھا اور اس کا رخ ہال کے بیرونی دروازے کی طرف تھا۔ خاد بھی نارمل انداز میں اس آدمی کے پیچھے چلتا ہوا ہال سے نکل آیا۔

باہر آ کر سرخ ٹائی والا شخص پارکنگ میں کھڑی گرین کلر کی ٹیوٹا کار میں بیٹھا تو خاد نے کار کا نمبر ذہن نشین کیا اور تیزی سے گیٹ کی طرف بڑھنے لگا۔ اس کی کار ہوٹل کے باہر کھڑی تھی۔ چند لمحوں بعد وہ سبز ٹیوٹا کار کا تعاقب کر رہا تھا۔ سبز کار چوراہے سے بائیں جانب مڑی تو خاد نے بھی چوراہے پر پہنچ کر اس جانب کار موڑ دی اور واچ ٹرانسمیٹر آن کر کے ایکسٹو سے رابطہ قائم کرنے لگا۔
”ہیلو چیف۔ خاد کالنگ۔ اوور“..... اس نے تقریباً بیس قدم آگے جاتی سبز کار کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”بس خاد۔ ایکسٹو انڈنگ یو۔ اوور“..... چند سیکنڈ بعد واچ ٹرانسمیٹر سے ایکسٹو کی آواز ابھری تو خاد اسے سرخ ٹائی والے شخص کے بارے میں رپورٹ دینے لگا۔

”ٹھیک ہے۔ تعاقب کے اختتام پر رپورٹ دینا۔ اوور اینڈ آل۔“
رپورٹ سن کر ایکسٹو نے ہدایت کی اور رابطہ منقطع ہو گیا۔ خاد نے بھی ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اگلے چوک سے سبز کار بائیں جانب مڑ

کرتے ہوئے کہا۔

”اگر تم مجھے نہیں جانتے تو پھر میرا تعاقب کیوں کر رہے تھے۔“
اس آدمی نے آگے بڑھتے ہوئے کہا اور ریوالور خاور کے سینے سے لگا دیا۔ ساتھ ہی اس نے دوسرا ہاتھ بڑھایا اور خاور کی داہنی جیب میں سے ریوالور نکال کر اپنی جیب میں رکھ لیا۔
”نہیں۔ تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے“..... خاور نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

”اچھا۔ پھر جاؤ اور اپنی گاڑی میں بیٹھ کر دفع ہو جاؤ۔ گلی سے باہر جانے تک ہاتھ نیچے مت کرنا ورنہ ریوالور بے آواز ہے۔ فائر کی آواز نہیں آئے گی اور تمہاری پشت میں سوراخ ہو جائے گا۔“
اس آدمی نے دھمکی دیتے ہوئے کہا۔

اتنی آسانی سے چھٹکارا پانے پر خاور کو حیرت تو ہوئی لیکن وہ خاموش رہا اور گلی کے دہانے کی طرف بڑھ گیا لیکن دوسرے ہی لمحے اس کے سر پر قیمت ٹوٹ پڑی۔ ریوالور کے دستہ کی ضرب خاصی شدید تھی۔ خاور کراہتا ہوا لڑکھڑایا اور زمین پر گرتا چلا گیا۔ وہ بے ہوش ہو چکا تھا لیکن دوبارہ ہوش آیا تو وہ اس گلی کی بجائے ایک چھوٹے سے کمرے میں فرش پر دراز تھا۔ اس کمرے کا واحد دروازہ بند نظر آ رہا تھا۔ اس دروازے کے سوا کمرے میں کوئی کھڑکی یا روشن دان نہیں تھا اور دیوار پر نصب بلب کی روشنی میں یہ اندازہ کرنا مشکل تھا کہ باہر دن ہے یا رات۔ کمرہ ہر قسم کے فرنیچر

سے محروم نظر آ رہا تھا۔

چند لمحوں بعد وہ اٹھ کر دروازے کے پاس آیا اور ہینڈل گھما کر دروازہ کھولنے کی کوشش کی لیکن دروازہ نہ کھلا۔ یقیناً اسے باہر سے لاک کر دیا گیا تھا۔ وہ پیچھے ہٹا اور اپنی گھڑی پر وقت دیکھا تو اسے اندازہ ہوا کہ وہ کم از کم تین گھنٹے بے ہوش رہا تھا۔ اسے خیال آیا کہ ایکسٹو کو وایچ ٹرانسمیٹر پر رپورٹ دینی چاہئے لیکن اسی لمحے باہر سے قدموں کی آہٹیں ابھرنے لگیں۔ وہ آہٹیں دروازے کے پاس آ کر رک گئیں پھر ہلکا سا کھٹکا ہوا اور دروازہ کھل گیا۔ باہر دو سفید فام ہاتھوں میں ریوالور لئے کھڑے تھے۔ ان میں سے ایک دراز قامت اور قوی بیکل تھا جبکہ دوسرا ادھیڑ عمر اور سر سے گنجا تھا۔
”ہاتھ بلند کر کے باہر آ جاؤ مسٹر“..... گنجنے شخص نے ریوالور کا رخ خاور کے سینے کی طرف کرتے ہوئے تحکمانہ لہجے میں کہا۔
”تم کون ہو اور یہ کون سی جگہ ہے“..... خاور نے ہاتھ بلند کرتے ہوئے پوچھا۔

”ابھی معلوم ہو جائے گا کہ ہم کون ہیں۔ فی الحال تم باہر آؤ۔“
دراز قامت شخص نے خاور کو گھورتے ہوئے کہا تو خاور آگے بڑھا اور کمرے سے نکل آیا۔ یہ ایک راہداری تھی جس میں متعدد کمرے تھے۔ دونوں سفید فاموں کے سوا کوئی شخص نظر نہیں آ رہا تھا۔ خاور کے باہر آتے ہی دراز قامت شخص نے اس کی پشت سے ریوالور کی نال لگا دی۔

سے اس کے کان آشنا تھے مگر فارمولا، پروفیسر عباسی اور عمران۔ ان تینوں الفاظ نے اسے اضطراب میں مبتلا کر دیا۔

”نہیں سنگ ہی۔ اگر فارمولا اس کے پاس ہوتا تو میں اس کی گرفت سے فرار ہونے کی بجائے اس کی موت بن جاتی۔ بہر حال میں چند منٹ بعد پوری بات بتاؤں گی“..... اس عورت نے سخت لہجے میں کہا اور فون کا رسیور رکھ کر خاد کو طرف متوجہ ہو گئی جو سنگ ہی کا نام سن کر چونک پڑا تھا۔ وہ سمجھ گیا تھا وہ حسین اور باوقار عورت تھریسا کے سوا کوئی اور نہیں ہے لیکن وہ میک اپ میں ہے۔

”یہ کون ہے مورس“..... تھریسا نے خاد کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”معلوم نہیں مادام۔ یہ کارٹر کا تعاقب کر رہا تھا۔ وہ اسے پکڑنے کے بعد بے ہوشی کی حالت میں لے آیا تھا“..... گنجے سر والے نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو تھریسا چونک پڑی۔

”تم کون ہو اور کارٹر کا تعاقب کیوں کر رہے تھے“..... تھریسا نے براہ راست خاد سے پوچھا۔

”یہ جھوٹ ہے۔ تمہارے آدمی کو غلط فہمی ہوئی تھی“..... خاد

نے خشک لہجے میں کہا۔

”فورڈ۔ یہ میک اپ میں معلوم ہوتا ہے۔ تم لوگ اتنے احمق ہو کہ چیک نہیں کر سکتے۔ اس کے چہرے سے ماسک نوج لو“..... تھریسا

”چلو آگے بڑھو“..... دراز قامت شخص نے خاد سے سخت لہجے میں کہا تو گنجبا آدمی بائیں جانب چل پڑا۔ خاد بھی ہاتھ بلند کئے اسی جانب قدم اٹھانے لگا۔ وہاں سے چوتھے کمرے کے دروازے پر پہنچ کر گنجبا آدمی رک گیا۔ خاد اور دراز قامت بھی رک گئے اور گنجے نے دروازے پر دستک دی۔

”کم آن“..... اندر سے ایک نسوانی اور باوقار آواز بلند ہوئی تو خاد بے اختیار چونک پڑا۔ اس آواز سے وہ اچھی طرح آشنا تھا لیکن فوری طور پر اسے یاد نہ آسکا کہ وہ اس آواز سے کیسے آشنا ہے اور نسوانی آواز کس کی ہے۔

گنجے شخص نے ہینڈل گھما کر دروازہ کھولا اور کمرے میں داخل ہو گیا۔ عقب میں کھڑے دراز قامت کے اشارے پر خاد بھی اندر آیا۔ سامنے ایک آفس ٹیبل کے پیچھے کرسی پر ایک بے حد خوبصورت اور نوجوان عورت بیٹھی تھی۔ وہ سفید فام عورت خاد کے لئے قطعی اجنبی تھی۔ اس کے سامنے میز پر فون رکھا تھا جس کا رسیور کان سے لگائے وہ کچھ سن رہی تھی۔ خاد کو دیکھ کر بھی اس نے زیادہ توجہ نہ دی۔ کمرے کے وسط میں آ کر دراز قامت شخص نے خاد کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے ٹھہرنے کا حکم دیا۔

”اگر فارمولا پروفیسر عباسی کے پاس نہیں ہے تو پھر کہاں ہے۔ عمران کے پاس بھی نہیں ہے“..... سفید فام عورت نے فون پر کسی سے کہا تو خاد بے اختیار چونک پڑا۔ عورت کی آواز وہی تھی جس

لحال ادھیڑ کر تمہارے جسم پر نمک مرچ چھڑک دی جائے گی لیکن رستم نے ایڈریس بتا دیا تو میں وعدہ کرتی ہوں کہ تمہیں آزاد کر دیا جائے گا۔“..... تھریسیا نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔
”مجھے آزادی کی ضرورت نہیں ہے جو دل چاہے کرو۔“..... خاور نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ اسے دوسرے کمرے میں لے جاؤ اور اس سے ایکسٹو کا پتہ معلوم کرنے کے لئے اس کے بدن کا ریشہ ریشہ الگ کر دو۔“..... تھریسیا نے تحسانہ انداز میں اپنے ماتحتوں سے کہا تو مورس نے خاور کو باہر چلنے کا اشارہ کیا۔

خاور دروازے کی طرف پلٹا تو فورڈ نے اس کے پہلو سے ریوالور لگا دیا۔ مورس کے ریوالور کی نال خاور کی پشت کو چھو رہی تھی۔ خاور کوئی مزاحمت کئے بغیر ان کے ساتھ تھریسیا کے کمرے سے نکل کر راہداری میں آیا اور وہ دونوں واپس اسی کمرے کی طرف بڑھنے لگے جہاں خاور کو ہوش آیا تھا۔ خاور چاہتا تو ہنگامہ کر کے ان کی گرفت سے نکل سکتا تھا لیکن فی الحال وہ ایکسٹو کو تھریسیا کے بارے میں اطلاع دینا چاہتا تھا۔ اسی لئے وہ آرام سے چلتا رہا۔ وہ دونوں اسے ریوالوروں کی زد میں لئے لاک اپ والے کمرے میں داخل ہوئے۔

”فورڈ۔ اسے باندھنے کے لئے رسی لے آؤ۔“..... مورس نے فورڈ سے کہا تو فورڈ پلٹ کر باہر نکل گیا۔ خاور نے کمرے کے وسط

نے یکدم غراہٹ آمیز لہجے میں کہا اور دراز قامت شخص نے چوکتے ہوئے خاور کے چہرے کی طرف ہاتھ بڑھا دیا۔ اگلے ہی لمحے اس نے خاور کے چہرے سے ماسک نوچ لیا۔ خاور نے حرکت کرنے کی کوشش کی لیکن مورس نے فوراً ریوالور کی نال اس کے پہلو سے لگا دی۔

”اوہ۔ کیپٹن خاور۔“..... تھریسیا، خاور کی شکل دیکھتے ہی بے ساختہ چیخ پڑی۔

”یہ کون ہے مادام۔“..... فورڈ نے چوکتے ہوئے تھریسیا سے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ممبر۔ اس کا نام خاور ہے۔“..... تھریسیا نے مضطربانہ لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ پھر تو اسے ختم کر دینا چاہئے مادام۔“..... مورس نے خاور کی طرف دیکھتے ہوئے غصے سے کہا۔

”ہاں۔ لیکن ایک منٹ ٹھہرو۔ اس کو مرنے سے پہلے میں اس سے ایکسٹو کا ایڈریس معلوم کرنا چاہوں گی۔“..... تھریسیا نے کہا۔

”اپنے چیف ایکسٹو کا ایڈریس بتاؤ خاور۔“..... مورس نے خاور کو گھورتے ہوئے کہا۔

”مجھے معلوم نہیں اور نہ ہی میں بتانا چاہتا ہوں۔“..... خاور نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”دیکھو خاور۔ اگر تم نے ایکسٹو کا ایڈریس نہ بتایا تو تمہاری

ہا ریوالور اٹھایا اور دروازے کی طرف لپکا۔ اس نے دروازہ بند کیا اور دروازے کی پاس دیوار سے پشت لگا کر راہداری سے ابھرنے والے قدموں کی آہٹیں سننے لگا۔ یقیناً فورڈ رسی لا رہا تھا۔ خاور نے زریب آتی آہٹوں سے کان لگا دیئے۔ ٹھیک اسی لمحے باہر سے کسی گاڑی کا انجن سٹارٹ ہونے کی مخصوص گھر گھر ہٹ بلند ہوئی۔ شاید کوئی گاڑی اس عبارت سے روانہ ہو رہی تھی۔ خاور کو خیال آیا کہ کہیں تھریسیا تو باہر نہیں جا رہی۔ اسے زیادہ سوچنے کا وقت نہ ملا۔ آہٹیں قریب آ چکی تھیں پھر جونہی دروازہ کھلا خاور نے بجلی کی سی سرعت سے سامنے آ کر فورڈ کی پیشانی سے ریوالور کی نال لگا دی۔ فورڈ کے ایک ہاتھ میں نائیلون کی رسی تھی اور دوسرے ہاتھ میں ریوالور لیکن پیشانی سے ریوالور کی نال لگتے ہی اس کے ہاتھ سے رسی گر گئی۔

”ریوالور پھینک کر ہاتھ اٹھا لو فورڈ ورنہ کھوپڑی میں گولی اتر جائے گی“..... خاور نے انتہائی بے رحم لہجے میں کہا تو فورڈ نے ریوالور فرش پر گرانے کے بعد ہاتھ بلند کر لئے۔ خاور گھوم کر اس کی پشت پر آیا اور ریوالور اس کی پشت سے لگا کر اسے آگے دھکیلا۔

”چلو۔ دیوار کے پاس چلے جاؤ“..... اس نے فورڈ کو حکم دیا تو فورڈ دیوار کی طرف بڑھتے ہوئے مورس کے ساکت جسم کی طرف دیکھتا رہا۔ دیوار کے پاس رک کر وہ پلٹا اور خاور کی طرف دیکھنے لگا۔

میں پہنچ کر مورس کی طرف رخ کیا تو مورس نے ایک قدم پیچھے ہٹ کر ریوالور کا رخ خاور کے سینے کی طرف کر دیا۔

”کیا میں ہاتھ نیچے کر لوں“..... خاور نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

”ہرگز نہیں۔ تم نے اپنی جگہ سے ذرا بھی حرکت کی تو میں فار کر دوں گا“..... مورس نے سخت لہجے میں کہا۔

”اچھا۔ تم ذرا میری جیب سے ٹرانسمیٹر نکال لو۔ کہیں تشدد کے دوران اسے نقصان نہ پہنچ جائے“..... خاور نے مسکرا کر کہا تو ٹرانسمیٹر کے ذکر پر مورس چونک پڑا۔ اس نے فوراً قدم بڑھایا اور خاور کے سینے پر ریوالور کی نال رکھ کر اس کی بائیں جیب میں ہاتھ ڈالا ہی تھا کہ خاور نے بجلی کی سی تیزی سے ہاتھ نیچے کرتے ہوئے ایک ہاتھ اس کے ریوالور پر مارا اور دوسرے ہاتھ کا مکا مورس کی پیشانی پر جڑ دیا۔ مورس کے ہاتھ سے ریوالور گر گیا اور وہ کراہتا اور پیچھے ہٹتا ہوا دیوار سے جا لگا پھر سر جھٹکنے لگا۔ پیشانی پر پڑنے والے مکے نے شاید اس کا دماغ چکرا دیا تھا۔ خاور نے اس کے سنبھلنے سے پہلے ہی اس کی طرف جست لگائی اور اس کے سر کے بال پکڑ کر اپنی جانب کھینچتے ہوئے اس کی گردن پر زوردار ہاتھ کا بیج مارا تو مورس بے جان ہو کر فرش پر منہ کے بل گر گیا۔ کرائے کی مخصوص ضرب نے مورس کی گردن توڑ ڈالی تھی۔

خاور نے مورس سے فارغ ہوتے ہوئے تیزی سے بڑھ کر اس

”اچھا۔ باہر چلو۔ ہاتھ مت گرانا ورنہ بلا دروغ فائر کر دیں گا۔“ اور نے اسے دارنگ دیتے ہوئے کہا تو فورڈ نے مہ بنایا اور روازے کی طرف بڑھا لیکن دوسرے ہی لمحے اس نے انتہائی برقی سے خاور کے ریوالور پر ہاتھ مارا اور ساتھ ہی دوسرے ہاتھ کا گھونسا خاور کے چہرے پر رسید کر دیا۔ خاور کے ہاتھ سے ریوالور گر گیا اور وہ لڑکھڑاتے ہوئے پیچھے ہٹا ہی تھا کہ فورڈ نے اس پر چھلانگ لگا دی لیکن خاور نے تیزی سے اپنی جگہ چھوڑ دی اور جونہی فورڈ اس کے قریب پہنچا خاور نے اس کی کسر پر لات جما دی۔ فورڈ دیوار سے ٹکرایا اور خاور نے اس پر جست لگا دی لیکن فورڈ بائیں جانب ہٹ گیا اور خاور دیوار کے ساتھ جا ٹکرایا۔ فورڈ نے تیزی سے خاور کے پہلو میں گھونسا مارا اور خاور کراہتا ہوا فرش پر گر گیا۔ فورڈ نے کوئی لمحہ ضائع کئے بغیر خاور کے پہلو میں ٹھوکر مارنے کرنے کی کوشش کی لیکن خاور تیزی سے کروٹ لے کر سیدھا ہوا اور فورڈ کا پاؤں اپنے ہاتھوں کی گرفت میں لے لیا۔ دوسرے ہی لمحے اس نے پوری قوت سے فورڈ کے پاؤں کو یکدم موڑ دیا۔ فورڈ ذبح ہوتے ہوئے جانور کی طرح چیختا ہوا فرش پر گرا اور خاور نے تیزی سے اٹھ کر ریوالور کی طرف چھلانگ لگا دی۔ فورڈ کے حلق سے کربناک کراہیں نکل رہی تھیں۔ خاور نے اس کا پاؤں ٹخنے سے توڑ ڈالا تھا۔ ریوالور اٹھا کر خاور اس کی طرف واپس آیا اور اس نے فورڈ کے سر پر ریوالور کا بھاری دستہ مار کر اسے دنیا و مافیہا سے

”کیا تم نے اسے ختم کر دیا ہے؟“..... اس نے خاور سے غصیلے لہجے میں پوچھا۔

”ہاں۔ اور اگر تم نے ہاتھ نیچے کرنے کی کوشش کی تو تم بھی مارے جاؤ گے۔“..... خاور نے ایک ہاتھ پیچھے کر کے دروازہ بند کرتے ہوئے سخت لہجے میں کہا اور قدم بڑھا کر فورڈ کے سامنے آ کھڑا ہوا۔

”تم اس عمارت سے بچ کر نہ جا سکو گے۔“..... فورڈ نے اسے گھورتے ہوئے دھمکی دی تو خاور کہ غصہ آ گیا۔

”شٹ اپ۔ اپنی فکر کرو۔ کیا تمہیں یا اپنے کمرے میں موجود ہے؟“..... خاور نے غراتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ وہ اب یہاں موجود نہیں ہے۔“..... فورڈ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”کہاں گئی ہے؟“..... خاور نے پوچھا تو فورڈ نے لاپرواہی سے شانے اچکا دیئے۔

”مجھے معلوم نہیں۔ وہ مجھے بتا کر نہیں گئیں۔“..... فورڈ نے جواب میں کہا۔

”سنگ ہی کس عمارت میں ہے۔ اس کا پتہ بتاؤ۔“..... خاور نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

”تم مجھ سے کچھ بھی معلوم نہیں کر سکتے۔“..... فورڈ نے حتمی لہجے میں کہا۔

بے خبر کر دیا۔

فورڈ کے بے ہوش ہونے کا اطمینان کر کے خاور نے دروازے سے باہر جھانکا تو راہداری میں دو افراد تیزی سے دوڑے چلے آ رہے تھے۔ ان کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں۔ خاور دروازے کی آڑ میں ہو گیا پھر جونہی وہ دوڑتے ہوئے اندر آئے۔ خاور نے یکدم سامنے آ کر ریوالور کا ٹریگر دبایا اور ایک آدمی دلدوز چیخ کے ساتھ فرش پر گرتا دوسرے شخص نے تیزی سے مشین گن خاور کی طرف سیدھی کرنے کی کوشش کی لیکن خاور نے فائر کر دیا۔ بے آواز ریوالور کی گولی اس آدمی کے شانے میں اتر گئی اور اس کے ہاتھ سے مشین گن گر گئی۔ وہ کراہتا ہوا پیچھے ہٹا ہی تھا کہ خاور نے اس کے سینے پر ریوالور کی نال رکھ دی۔

”خبردار۔ کوئی حرکت مت کرنا ورنہ سینے میں سوراخ کر ڈالوں گا“..... خاور نے غراتے ہوئے کہا تو وہ آدمی اپنی جگہ ساکت ہو کر خوفزدہ نگاہوں سے خاور کی طرف دیکھنے لگا۔

”باہر کتنے ساتھی ہیں تمہارے۔ جھوٹ بولا تو فائر کر دوں گا۔“ خاور نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

”کک۔ کوئی نہیں ہے“..... اس آدمی نے خوف سے ہکلاتے ہوئے کہا تو خاور نے تیزی سے اس کے سر پر ریوالور کا دستہ مار دیا اور وہ آدمی کراہتا ہوا فرش پر گر گیا۔ وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔ تب خاور نے ریوالور جیب میں رکھ کر فرش سے ایک مشین گن اٹھائی اور

کمرے سے نکل کر محتاط انداز میں برآمدے کی طرف بڑھنے لگا۔ وہ برآمدے میں پہنچا تو وہاں کوئی نہ تھا پھر اس نے کمپاؤنڈ کا جائزہ لیا۔ کمپاؤنڈ کا گیٹ بند تھا لیکن وہاں بھی کوئی ذی روح نظر نہ آیا۔ مطمئن ہو کر وہ پلٹا اور کمروں کو باری باری چیک کرنے لگا۔ تمام کمرے انسانی وجود سے عاری تھے۔ تھریسیا کے کمرے میں بھی کوئی نہ تھا۔

”ہیلو چیف۔ خاور کالنگ۔ اوور“..... وہاں کسی کو نہ پا کر خاور واچ ٹرانسمیٹر آن کر کے ایکسٹو کو کال کرنے لگا۔

”لیس۔ ایکسٹو انڈنگ یو۔ اوور“..... چند سیکنڈ بعد ٹرانسمیٹر سے ایکسٹو کی آواز سنائی دی تو خاور وقت ضائع کئے بغیر ایکسٹو کو رپورٹ دینے لگا۔

”تم دونوں بے ہوش افراد کو اٹھا کر ہیڈ کوارٹر لے آؤ۔ وہاں کوئی گاڑی موجود ہے۔ اوور“..... ایکسٹو نے پوچھا۔

”لیس سر۔ ایک گاڑی کمپاؤنڈ میں موجود ہے لیکن یہ وہ نہیں ہے جس کا میں نے تعاقب کیا تھا۔ اوور“..... خاور نے جواب میں کہا۔

”ٹھیک ہے۔ اسی میں آ جاؤ۔ یہاں تمہاری گاڑی پہنچ چکی ہے وہ لے لیتا۔ اوور“..... ایکسٹو کی آواز آئی۔

”اوہ۔ میری گاڑی تو شہر سے باہر جانے والی سڑک پر کھڑی تھی چیف۔ اوور“..... خاور نے چونکتے ہوئے کہا۔

کمرے میں گھمبیر خاموشی طاری تھی۔ شاندار آفس نیبل کے پیچھے بیٹھا سنگ ہی صوفے پر پڑے پروفیسر عباسی کی طرف دیکھ رہا تھا جو بے ہوش نظر آ رہا تھا۔ صوفے کے عقب میں سنگ ہی کا ایک ماتحت خاموش کھڑا سنگ ہی کی طرف دیکھ رہا تھا۔ چند لمحوں بعد پروفیسر عباسی کی آنکھوں میں حرکت ہوئی اور پھر اس نے آنکھیں کھول دیں۔ چند سیکنڈ تک وہ ساکت نگاہوں سے چھت کی طرف دیکھتا رہا پھر اس نے اٹھتے ہوئے دائیں بائیں دیکھا اور سنگ ہی کو دیکھ کر چونک پڑا۔

”میں کہاں ہوں“..... پروفیسر عباسی نے سنگ ہی سے سوال کیا۔

”پروفیسر غوری۔ تمہیں گریٹ لینڈ کے ایجنٹوں کے ہاتھوں اذیت کا شکار ہونے سے بچانے کے لئے میں یہاں لایا ہوں“..... سنگ

”ہاں۔ تمہارے اغوا کے بعد میں نے جوزف کو وہاں بھیج کر منگوا لی تھی۔ دراصل میں نے چوہان کو بھی بلیو مون ہوٹل میں تمہاری نگرانی کے لئے بھیج دیا تھا۔ اس نے مجھے رپورٹ دی تھی پھر وہ تمہیں اغوا کرنے والے کا تعاقب کرتا ہوا اس عمارت تک پہنچا لیکن سبز کار والا تمہیں عمارت کے گیٹ پر ہی اپنے ساتھیوں کے حوالے کر کے وہاں سے آگے بڑھ گیا۔ اس لئے چوہان پھر اس کا تعاقب کرنے لگا۔ سبز کار والا شخص وہاں سے گولڈن ہوٹل پہنچا اور چوہان کو جل دے کر ہوٹل کے عقبی راستے سے نکل گیا۔ وہاں اس نے صرف کھانا کھایا تھا اور چوہان نے اسے ہال کی دوسری طرف واقع باتھ روم کی طرف جاتے دیکھ کر سمجھا تھا کہ وہ باتھ روم سے واپس آئے گا اس لئے وہ ہال میں بیٹھا انتظار کرتا رہا تھا۔ خیر تم وہاں سے نکل آؤ۔ اور اینڈ آل“..... ایکسٹونے مسلسل بات کرتے ہوئے آخر میں اسے واپس آنے کا کہا اور رابطہ منقطع ہو گیا تو خاد نے بھی وایج ٹرانسمیٹر آف کر دیا اور اس کمرے سے نکل کر راہداری کے اس کمرے کی طرف بڑھ گیا جہاں فورڈ اور اس کا ساتھی بے ہوش پڑے تھے۔

ہی نے پروفیسر عباسی کو گھورتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔

”کیوں۔ تم کون ہو اور مجھے یہاں کیوں لائے ہو“..... پروفیسر عباسی نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

”اس لئے کہ مجھے فارمولا چاہئے یا موبائل سم جس پر تم پروفیسر غوری کے ایس ایم ایس رسبو کرتے رہے ہو“..... سنگ ہی نے پروفیسر عباسی کو گھورتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔

”شاید ان لوگوں کی طرح تم بھی احمق ہو۔ فارمولا میرے پاس ہوتا تو مجھے انہما کرنے والے حاصل کر چکے ہوتے“..... پروفیسر عباسی نے غصے سے کہا۔

”تو پھر کہاں ہے۔ دیکھو جب تک مجھے فارمولا نہیں ملے گا تمہاری جان عذاب میں مبتلا رہے گی۔ اگر تم نے فارمولا کسی جگہ محفوظ کیا ہوا ہے یا کسی دوسرے شخص کو دیا ہے تو وہ بھی بتا دو ہم خود وہاں سے حاصل کر لیں گے“..... سنگ ہی نے پروفیسر عباسی کے چہرے پر نگاہیں گاڑتے ہوئے کہا لیکن پروفیسر عباسی نے کوئی جواب نہ دیا۔ سنگ ہی اس کے بولنے کا انتظار کرنے لگا۔ چند لمبے گزر گئے پھر اچانک فون کی گھنٹی بج اٹھی تو سنگ ہی نے میز پر رکھے فون کی طرف دیکھا اور رسیور اٹھا لیا۔

”یس۔ سنگ ہی بات کر رہا ہوں“..... اس نے لکھنے لہجے میں کہا۔

”کیا بات ہے۔ بہت غصے میں ہو“..... دوسری طرف سے

تھریسیا کی آواز آئی۔

”پروفیسر غوری فارمولے کے بارے میں نہیں بتا رہا تھریسیا۔ اب میں اس پر تشدد کروں گا“..... سنگ ہی نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”بے شک کرو ورنہ میں رات کو اس کے بنگلے کی تلاشی لوں گی

چاہے مجھے اندر جانے کے لئے تمام گارڈز کو موت کے گھاٹ کیوں نہ اتارنا پڑے“..... تھریسیا نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

”کارڈ نے جس شخص کو پوائنٹ تھری پر پہنچایا تھا۔ اس کے بارے میں کیا پتہ چلا“..... سنگ ہی نے سوال کیا۔

”وہ عمران کا ساتھی اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ممبر کیپٹن خاور ہے“..... تھریسیا نے جواب میں کہا۔

”اوہ۔ کہیں اس نے عمران یا ایکسلو کو اس عمارت کا ایڈریس نہ بتا دیا ہو“..... سنگ ہی نے چونکتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ اسے لاک اپ میں ہوش آیا تھا اور اسی وقت فورڈ اور مورس اسے میرے کمرے میں لائے تھے جہاں اس کا میک اپ صاف کرنے پر پتہ چلا کہ وہ خاور ہے۔ میں اسے فورڈ اور مورس کے حوالے کر آئی تھی کہ وہ خاور سے ایکسلو کا ایڈریس معلوم کریں تاکہ اس کا بھی صفایا کر دیا جائے“..... تھریسیا نے دوسری طرف سے کہا۔

”سنو تھریسیا۔ مجھے لگتا ہے کہ پروفیسر عباسی نے فارمولا یا اس

عمران کی محبت پر زیرو لینڈ کے مفاد کو ترجیح دیتی ہوں اور تم دیکھ لینا کہ اس مرتبہ بھی میں عمران کے جھانسنے میں نہیں آؤں گی اور اگر فارمولا اس کے پاس ہے تو جلد ہی اس سے حاصل کر لوں گی۔ تم پروفیسر عباسی سے معلوم کرو کہ اس نے فارمولا عمران کو دیا ہے یا نہیں..... تھریسا نے غراہٹ آمیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ منقطع ہو گیا۔ سنگ ہی نے سر جھٹکتے ہوئے رسیور کرڈیل پر رکھا اور پروفیسر عباسی کو گھورنے لگا۔

”پروفیسر عباسی۔ میں صرف تین تک گنوں گا اس دوران تم نے فارمولے کے بارے میں نہ بتایا تو میرا آدمی تمہاری ہڈیاں توڑنا شروع کر دے گا۔ ایک، دو..... سنگ ہی نے غضبناک لہجے میں کہا۔

”ٹھہرو۔ کیا تم عمران سے فارمولا حاصل کرنے کی صلاحیت رکھتے ہو؟..... پروفیسر عباسی نے تیزی سے پوچھا۔

”کیوں نہیں۔ اس جوکر کی میرے سامنے اوقات کیا ہے۔“ سنگ ہی نے غرور سے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔

”لیکن مجھے تو تم جوکر لگ رہے ہو؟..... پروفیسر عباسی نے غصے سے کہا۔

”شٹ اپ۔ یہ بتاؤ کہ فارمولا عمران کے پاس ہے؟..... سنگ ہی نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

”یہی سمجھ لو لیکن یاد رکھو تم عمران سے زندگی بھر فارمولا حاصل

کی موبائل سم کسی دوسری جگہ پہنچا دی ہے۔ یا کسی شخص کے حوالے کی ہے تب ہی تو مطمئن ہے اور اسے تشدد کی بھی پروا نہیں ہے..... سنگ ہی نے تیزی سے کہا۔

”اوہ۔ اگر ایسا ہے تو اس نے اپنے کسی ساتھی سائنس دان کو فارمولا دیا ہوگا“..... تھریسا کی چوکتی ہوئی آواز آئی۔

”ضروری نہیں کہ وہ سائنس دان ہی ہو؟..... سنگ ہی نے پروفیسر عباسی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”تو پھر تمہارے خیال میں وہ کون ہو سکتا ہے؟..... تھریسا نے پوچھا۔

”ایسا آدمی جو فارمولے کی حفاظت کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو اور میرے خیال میں وہ ایکسٹو یا عمران ہو سکتے ہیں“..... سنگ ہی نے کہتے ہوئے پروفیسر عباسی کی طرف دیکھا تو پروفیسر عباسی بے ساختہ چونک پڑا۔

”لیکن عمران سے میں پوچھ چکی ہوں“..... تھریسا کی آواز آئی۔

”اس مکار پر مت یقین کیا کرو تھریسا۔ وہ پکا چکر باز ہے۔ تمہاری محبت کی وجہ سے ہمیشہ فائدہ اٹھاتا رہا ہے اور نتیجے میں ہمیں مشن نامکمل چھوڑ کر بھاگنا پڑ جاتا ہے“..... سنگ ہی نے میز پر زور سے مکا مارتے ہوئے غصیلے لہجے میں کہا۔

”خواہ مخواہ غصہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے سنگ ہی۔ میں

نہیں کر سکو گے“..... پروفیسر عباسی نے سر جھٹک کر کہا تو سنگ ہی کی آنکھوں میں یکدم چمک پیدا ہو گئی۔

”کیا تم سچ کہہ رہے ہو پروفیسر“..... سنگ ہی نے پروفیسر عباسی کے سپاٹ چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے نرم لہجے میں کہا۔

”جھوٹ یا سچ کے بارے میں تمہیں ایکسٹو ہی بتا سکے گا کیونکہ اسی کے حکم پر میں نے فارمولا عمران کے حوالے کیا تھا“۔ پروفیسر عباسی نے بڑے اطمینان سے کہا تو سنگ ہی نے چونکتے ہوئے فوراً ٹیلی فون کی طرف ہاتھ بڑھا دیا اور تیزی سے رسیور اٹھا کر اس نے نمبر پرلیس کرنے شروع کر دیئے۔

”ہیلو۔ ٹی تھری بی سپیکنگ“..... رابطہ قائم ہوتے ہی تھریسیا کی آواز آئی۔

”سن لو تھریسیا۔ فارمولا عمران یا ایکسٹو کے پاس ہے“۔ سنگ ہی نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ تمہیں کس نے بتایا ہے“..... دوسری طرف سے تھریسیا کی چونکتی ہوئی آواز آئی۔

”پروفیسر عباسی نے۔ اس نے تسلیم کیا ہے کہ اس نے ایکسٹو کے کہنے پر فارمولا عمران کے حوالے کیا تھا“..... سنگ ہی نے کہا۔

”چلو شکر ہے پروفیسر عباسی نے اتنا تو بتا دیا۔ اب میں عمران کی ہڈیوں سے بھی فارمولا نکال لوں گی“..... تھریسیا نے غرا کر کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں بھی کوشش کرتا ہوں۔ تم نے عمران کی نگرانی

پر کسی کو لگایا ہے“..... سنگ ہی نے پوچھا۔

”کسی کو بھی اس کی نگرانی پر نہیں لگایا کیونکہ میری اس سے نوبت ملاقات طے ہے۔ تم اس کے فلیٹ پر چیک کرو“..... تھریسیا نے کہا۔

”اوکے۔ میں اس جوکر سے بات کرنے کی کوشش کرتا ہوں“۔ سنگ ہی نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور کریڈل دبا دیا اور پھر ٹون آنے پر وہ دوبارہ نمبر پرلیس کرنے لگا۔ دوسری طرف بیل بجتی رہی لیکن کسی نے رسیور نہ اٹھایا تو سنگ ہی نے کریڈل دبا کر سلسلہ منقطع کیا اور دوبارہ نمبر پرلیس کئے۔ کئی لمحے گزر گئے پھر رابطہ قائم ہو گیا۔

”ہیلو۔ ڈاکٹر علی عمران سپیکنگ“..... دوسری طرف سے احمقانہ لہجے میں کہا گیا۔

”یہ ڈاکٹر کب سے بن گئے ہو جوکر بھیجتے“..... سنگ ہی نے بے اختیار ہنس کر کہا۔

”جب سے تم پاکستان واپس آئے ہو چچا“..... دوسری طرف سے ایک لمحے بعد ہنستے ہوئے جواب دیا گیا۔

”سناؤ۔ کیا کر رہے ہو“..... سنگ ہی نے جواب پر ہنستے ہوئے پوچھا۔

”انڈے بنا رہا ہوں۔ کھاؤ گے“..... عمران نے پوچھا۔

”اس کے علاوہ بتاؤ“..... سنگ ہی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

میں تمہیں ایک اور زبردست فارمولا دے سکتا ہوں“..... عمران نے لاپرواہی سے کہا۔

”کون سا فارمولا۔ کیا وہ ڈاکٹر جوزف کا فارمولا نہیں ہے۔“ سنگ ہی نے چونکتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ وہ میرے وفادار، تابعدار اور چوکیدار نما باورج، آغا سلیمان پاشا کا فارمولا ہے۔ بیٹنگن کس آلیٹ کا یہ فارمولا بہت ہی نایاب اور انتہائی آسان ہے۔ ایک بار کھاؤ گے تو زندگی بھر دوبارہ نہیں مانگو گے“..... عمران کی مزاح سے بھرپور آواز سنائی دی تو سنگ ہی بے اختیار چونک پڑا۔ اس نے دانت پیستے ہوئے سمجھنے والے انداز میں سر ہلا دیا۔

”میں سمجھ گیا ہوں۔ تم عمران نہیں سلیمان ہو۔ میں جلد ہی تمہاری بکواس کی سزا تمہیں ضرور دوں گا“..... سنگ ہی نے غضبناک لہجے میں کہا اور فون کا رسیور کرڈیل پرٹخ دیا۔ پروفیسر عباسی اس کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا رہا تھا۔

”پروفیسر عباسی کو فی الحال لاک اپ میں بند کر دو۔ یہ عمران سے فارمولا لینے تک ہمارا مہمان رہے گا“..... سنگ ہی نے سامنے کھڑے ماتحت کی طرف دیکھ کر تحکمانہ لہجے میں کہا تو پروفیسر عباسی صوفے سے کھڑا ہو گیا۔ سنگ ہی کے ماتحت نے جیب سے ریوالور نکالا اور پروفیسر عباسی پر تان لیا۔

”پروفیسر عباسی۔ یہ ذہن میں رکھنا کہ اگر عمران سے فارمولا نہ

”تم بتاؤ چچا۔ کیا کھاؤ گے، کیا پیو گے“..... عمران نے ہنستے ہوئے پوچھا۔

”میں تمہارا خون پینا چاہتا ہوں“..... سنگ ہی نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”تمہارا خون کھول رہا ہے چچا سنگ ہی۔ تمہارے لئے گنے کا رس مفید رہے گا“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا

”بکو مت۔ کیا فارمولا تمہارے پاس ہے“..... سنگ ہی نے غصے سے کہا۔

”نہیں۔ میں فارمولا کے بغیر ہی تمہیں گنے کا رس مہیا کر سکتا ہوں“..... عمران کی آواز سنائی۔

”میں ڈاکٹر جوزف کے فارمولے کی بات کر رہا ہوں“۔ سنگ ہی نے غصے سے غراتے ہوئے کہا۔

”جوزف کا فارمولا تم برداشت نہیں کر سکو گے چچا“..... عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

”بلڈی فول۔ تمہارے باڈی گارڈ جوزف کا نہیں، اکیمریمین سائنس دان ڈاکٹر جوزف کا فارمولا جو تمہیں پروفیسر عباسی نے دیا تھا۔ وہ فارمولا میرے حوالے کر دو ورنہ اس مرتبہ زندہ نہیں چھوڑوں گا تمہیں“..... سنگ ہی غضبناک لہجے میں کہا۔

”دیکھو چچا۔ تمہاری دھمکی میں نے ایک کان سے سن کر دوسرے کان سے نکال دی ہے اس لئے مجھ پر ذرا بھی اثر نہیں ہوا۔ البتہ

ہی نے حکم دیتے ہوئے کہا۔

”رائٹ سر۔ میں روانہ ہو رہا ہوں“..... کارٹر کی آواز آئی۔

”بہت محتاط ہو کر جانا۔ ایسا نہ ہو کہ پھر کوئی تمہارا پیچھا کرنے لگے“..... سنگ ہی نے سختی سے ہدایت کرتے ہوئے کہا اور فون بند کر دیا۔ ٹھیک اسی لمحے کمرے میں مخصوص قسم کی سیٹی گونجنے لگی اور سنگ ہی نے چونکتے ہوئے میز کی دراز سے ایک کی رنگ نکال لیا جس میں ہاتھی نما ٹرانسمیٹر پرویا ہوا تھا اور سیٹی کی آواز اسی سے نکل رہی تھی۔ سنگ ہی نے ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

”ہیلو ماسٹر سنگ۔ ہیڈ کوارٹر کالنگ اوور“..... ٹرانسمیٹر سے نسوانی آواز ابھری۔

”لیس۔ سنگ ہی رسیونگ یو۔ اوور“..... سنگ ہی نے جواباً کہا۔

”سپریم کمانڈر سے بات کریں۔ اوور“..... آپریٹر خاتون کی

آواز آئی۔

”ہیلو ماسٹر۔ مشن مکمل ہو گیا ہے یا نہیں۔ اوور“..... دوسری طرف

سے ایک لمحہ بعد زیرو لینڈ کے حکمران کی باوقار آواز سنائی دی۔

”نوسر۔ لیکن آج رات مکمل ہو جائے گا۔ اوور“..... سنگ ہی

نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”کیوں۔ اتنی لیٹ کیوں۔ اوور“..... سخت لہجے میں پوچھا گیا۔

”سوری سر۔ دراصل پروفیسر عباسی کو گریٹ لینڈ کے ایجنٹوں

نے اغوا کر لیا تھا۔ انہیں ختم کر کے پروفیسر عباسی کو ہم نے اپنی

ملا تو پھر تمہاری برین سکریننگ کرنے کے لئے تمہیں زیرو لینڈ بھیج دیا جائے گا اور اس عمل سے ہمیں معلوم ہو جائے گا کہ تم نے فارمولا یا فارمولا کی سم کہاں چھپائی ہوئی ہے۔ جاؤ“..... سنگ ہی نے پروفیسر عباسی کو گھورتے ہوئے وارننگ دی اور پروفیسر عباسی اس کی دھمکی کی پروا نہ کرتے ہوئے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

ریوالور بردار نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولا اور دونوں باہر نکل گئے۔ سنگ ہی نے دروازہ بند ہونے پر فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ کئی لمحے گزر گئے اور دوسری طرف سے کسی نے رسیور نہ اٹھایا تو سنگ ہی نے کریڈل دبایا اور پھر وہی نمبر پریس کئے لیکن اس مرتبہ بھی تیل بجتی رہی اور کوئی جواب نہ ملا تو اس کی آنکھوں میں اضطراب ٹپکنے لگا۔ اس نے کریڈل دبایا اور نمبر پریس کرنے لگا۔

”ہیلو۔ کارٹر بات کر رہا ہوں“..... رابطہ قائم ہونے پر آواز آئی۔

”سنگ ہی بات کر رہا ہوں“..... سنگ ہی نے غراتے ہوئے

کہا۔

”لیس ماسٹر۔ حکم فرمائیں“..... دوسری طرف سے کارٹر نے

انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”پوائنٹ تھری سے رابطہ قائم نہیں ہو رہا۔ کوئی فون انڈ نہیں کر

رہا۔ تم فوراً وہاں پہنچو اور معلوم کرو۔ کہیں سیکرٹ سروس والوں نے

اپنے ممبر کو آزاد کرانے کے لئے وہاں ریڈ تو نہیں کر دیا“..... سنگ

گرفت میں لے لیا۔ اس نے بڑی دیر بعد بتایا کہ اس نے فارمولا پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف ایکسٹو کے حکم پر عمران کے حوالے کیا تھا۔ اب تھریسیا اور میں عمران سے فارمولا حاصل کریں گے۔ اور..... سنگ ہی نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ فارمولا ملتے ہی تم لوگ واپس آ جانا۔ کامیاب ہونے پر مجھے فوراً اطلاع دینا تاکہ تم لوگوں کی واپسی کے لئے نے گراز روانہ کر دیا جائے۔ اور اینڈ آل..... کمانڈر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ سنگ ہی نے بھی ٹرانسمیٹر آف کر کے جیب میں رکھ لیا اور پھر اس نے میز کی دراز کھول کر چھوٹا سا میک اپ بکس نکالا اور چہرے کے خدوخال تبدیل کرنے لگا۔ پندرہ منٹ بعد وہ میک اپ سے فارغ ہوا تو اس کی شکل یکسر بدل چکی تھی۔ اس نے میک اپ بکس واپس دراز میں رکھا اور دیوار پر نصب کلاک پر وقت دیکھتے ہوئے کرسی سے اٹھا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

”لیس..... سنگ ہی نے رسیور اٹھا کر سخت لہجے میں کہا۔

”کارٹر بات کر رہا ہوں ماسٹر۔ پوائنٹ تھری میں مورس اور جم کی لاشیں پڑی ہیں جبکہ فورڈ اور پوکرسیت پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ممبر بھی غائب ہے..... دوسری طرف سے کارٹر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور سنگ ہی کی آنکھیں غیظ و غضب سے سرخ ہوتی چلی گئیں۔

آپریشن روم میں بلیک زیرو اور عمران بیٹھے چائے پی رہے تھے۔ عمران کافی متفکر دکھائی دے رہا تھا۔ خاور تھریسیا کے ٹھکانے سے جن دو افراد کو بے ہوش کر کے دانش منزل پہنچا گیا تھا۔ ان سے عمران نے تھریسیا اور سنگ ہی کے ایڈریس معلوم کرنے کی کوشش کی تھی لیکن انہوں نے تشدد کے دوران اپنی قمیضوں کے کالروں کے کونے چبا کر خودکشی کر لی تھی جن میں زہریلے کپسولز پوشیدہ تھے۔ دوسری طرف چوہان نے بھی ناکامی کی رپورٹ دی تھی۔

تھریسیا کا ماتحت کارٹر اسے جل دے کر نکل گیا تھا جس کا چوہان تعاقب کر رہا تھا۔ اس طرح فی الحال عمران کے پاس ایسا کوئی ذریعہ نہ تھا جس سے وہ سنگ ہی تک پہنچ سکتا۔ صفر گرین لینڈ کے ایجنٹ مارٹن کو گرفتار کر کے لایا تھا اور اس نے پوچھ گچھ

نچائے اور بیل کے بٹن سے ہاتھ ہٹا لیا۔

”چچا۔ اکیلے آئے ہو یا خوبصورت چچی بھی ساتھ لائے ہو۔“
ایک دو لمحوں بعد دروازے کے قریب سے سلیمان کی آواز ابھری۔
”نہیں برخوردار۔ ابھی میں خود کنوارہ ہوں تمہاری طرح۔“

عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”اوہ صاحب“..... اندر سے سلیمان کی بوکھلاہٹ آمیز آواز آئی
اور اس کے ساتھ ہی اس نے دروازہ کھول دیا۔ عمران نے فوراً اندر
قدم رکھتے ہوئے اس کا گریبان پکڑ لیا اور سلیمان گھبرا گیا۔
”کیوں بدمعاش۔ چچی کے ماموں، چچی پر نظر رکھتا ہے۔“
عمران نے آنکھیں نکال کر کہا۔

”ارے۔ ارے صاحب۔ چھوڑیے۔ مجھے دوبارہ قمیض استری
کرنا پڑے گی“..... سلیمان نے بوکھلا کر گریبان چھڑانے کی کوشش
کرتے ہوئے کہا۔

”نہیں چھوڑوں گا قسم سے۔ تم نے میری عزت خاک میں
ملانے کی کوشش کی ہے“..... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔
”لایئے عزت۔ میں خاک جھاڑ دیتا ہوں“..... سلیمان نے
تیزی سے پیشکش کرتے ہوئے کہا۔

”بکومت۔ مجھے بتاؤ تم نے مجھے چچا کیوں کہا جبکہ تم نے جولیا
کو کبھی چچی نہیں سمجھا“..... عمران نے ڈانٹتے ہوئے کہا۔
”اس لئے کہ مس جولیا کی قسمت میں چچی بننا ہی نہیں ہے۔“

کے دوران بتایا تھا کہ اس کے باس جیک سمیت اس کے تمام ساتھی
مارے گئے ہیں جن کی لاشیں جیک کے ٹھکانے پر صفدر دیکھ چکا
تھا۔ چنانچہ عمران نے پوری ٹیم کو زیرو لینڈ کے ایجنٹوں کی تلاش پر
مامور کر دیا تھا۔

”اچھا۔ میں اب چلتا ہوں۔ پروفیسر عباسی کے بنگلے کی نگرانی
کون کر رہا ہے“..... عمران نے چائے ختم کر کے اٹھتے ہوئے کہا۔
”نعمانی اور صدیقی۔ آپ کے فلیٹ پر کسی کو بھیج دوں۔“ بلیک
زیرو نے کھڑے ہو کر کہا۔

”صفدر کو بھیج دو لیکن اسے میک اپ میں ہونا چاہئے“..... عمران
نے کہا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد اس کی کار
اس کے فلیٹ کی طرف دوڑ رہی تھی۔ بلیک زیرو نے عمران کی
ٹرانسمیٹر کال سننے کے بعد اس جگہ سے عمران کی کار واپس منگوالی
تھی جہاں سے عمران کو روسیاء ہی ایجنٹ اغوا کر کے لے گئے تھے۔
تھوڑی دیر بعد عمران اپنے فلیٹ پہنچ گیا۔ کال بیل کے بٹن پر انگلی
رکھ کر وہ مسلسل پریس کرنے لگا۔ وہ جانتا تھا کہ سلیمان ایک دو
مرتبہ بیل بجانے پر دروازہ نہیں کھولتا۔

”ٹھہرو چچا۔ کیوں گھنٹی خراب کر رہے ہو۔ فون پر ہی بتا دیتے
کہ تم آ رہے ہو تو میں پہلے سے ہی دروازہ کھول کر رکھتا بلکہ
دروازے کے آگے پھولوں کی پیتاں بھی بچھا دیتا“..... چند لمحوں
بعد اندر سے سلیمان کی آواز آئی تو عمران نے حیرت سے دیدے

سلیمان نے منہ بنا کر کہا اور جھٹکا دے کر گریبان چھڑا لیا۔

”خبردار۔ دوبارہ زبان سے ایسی بدفال نہ نکالنا“..... عمران نے یکدم بوکھلا کر کہا۔

”اوہ۔ تو کیا آپ نے شادی کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔“ سلیمان نے حیرت سے منہ پھاڑتے ہوئے کہا۔

”تمہارا چچا بننے کے لئے تمہاری چچی کو لانا ہی پڑے گا باورچی کے بچے“..... عمران نے اسے گھورتے ہوئے کہا تو سلیمان کی ہنسی چھوٹ گئی۔

”ہنس لو۔ میرا کیا ہے۔ کل کو تنہی کو رونا پڑے گا۔ جب جولیا جیسی تک چڑھی چچی سے تمہارا واسطہ پڑے گا تو پھر چچا بھی تمہاری نہیں سنے گا جوکر“..... عمران نے اسے دھمکی دیتے ہوئے کہا۔

”چچا جوکر“..... سلیمان نے ہنستے ہوئے کہا ہی تھا کہ عمران نے جھپٹ کر اس کا پھر گریبان پکڑ لیا۔

”کیا کہا۔ کیا میں چچا جوکر ہوں“..... عمران نے مکاتان کر غراتے ہوئے کہا۔

”نن۔ نہیں۔ نہیں صاحب۔ بھلا مجھے کیا پتہ۔ میرا مطلب ہے کہ سنگ ہی کو آپ چچا جوکر کہتے ہیں لیکن میری اتنی جرأت کہاں کہ آپ کو کہہ سکوں میں تو اسی کے بارے میں بتانا چاہ رہا تھا لیکن آپ سننے کی بجائے زبردستی بھتیجا بننے کی کوشش کرنے لگے ہیں تو اس میں میرا کیا قصور“..... سلیمان نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہہ

تو عمران نے اس کا گریبان چھوڑ دیا۔

”قصور تمہارا نہیں ڈیڈی کا ہے۔ نہ وہ تمہیں گھر میں رکھتے نہ میں تمہیں اپنے ساتھ رکھتا“..... عمران نے اسے گھورتے ہوئے کہا اور اپنے کمرے کی طرف بڑھا مگر یکدم چوکتے ہوئے رک گیا۔

”تم سنگ ہی کے بارے میں کیا بتانا چاہ رہے تھے“..... عمران نے پلٹ کر سلیمان سے پوچھا۔

”چھوڑیئے صاحب۔ دو مرتبہ گریبان پر ہاتھ ڈالنے کے بعد آپ کو خیال آیا ہے سنگ ہی کا“..... سلیمان نے برا سامنہ بنا کر کہا۔

”بکومت۔ تم نے نہ بتایا تو میں تیسری مرتبہ تمہارا گریبان نہیں گردن پکڑوں گا“..... عمران نے غصے سے کہا۔

”بہتر۔ اندر کمرے میں چل کر خود کو ٹھنڈا کریں پھر بتانا ہوں آپ کے جوکر چچا کا قصہ“..... سلیمان نے جلدی سے کہا تو عمران کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ کمرے میں آ کر وہ صوفے پر بیٹھا اور جوتوں کے تسمے کھولنے لگا۔

”صاحب۔ جوتے کیوں اتار رہے ہیں۔ کھانا تو میں نے نہیں بنایا“..... سلیمان نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔ وہ عمران کے لئے پانی لایا تھا۔

”تمہارے کھانے کے لئے اتار رہا ہوں۔ میں تو ہوٹل میں کھاؤں گا آج“..... عمران نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

آتا۔ اس کا صرف فون آیا تھا“..... سلیمان نے ہنس کر کہا۔
 ”اوہ۔ کیا کہہ رہا تھا وہ“..... عمران نے تیزی سے پوچھا۔
 ”فارمولا پوچھ رہا تھا جوزف کا۔ میں نے اسے اپنے فارمولے
 کی پیشکش کر دی یعنی بیگن مکس آلیٹ کا فارمولا لیکن اس نے انکار
 کر دیا کیونکہ آخری جملوں پر وہ پہچان گیا تھا کہ میں سلیمان ہوں
 اور آپ کی آواز کی نقل کر رہا ہوں۔ اس بے عقل کے دماغ میں
 یہ بات پہلے نہ آئی تھی کہ نقل کے لئے بھی عقل چاہئے“..... سلیمان
 نے ہنستے ہوئے کہا۔

”سلیمان۔ دانت مت نکالو اور سنجیدہ ہو کر مجھے تفصیل سے بتاؤ
 کہ اس نے تم سے کیا کیا کہا تھا“..... عمران نے غصیلے لہجے میں کہا
 تو سلیمان نے شروع سے آخر تک کی وہ گفتگو دہرا دی جو سنگ ہی
 اور اس کے درمیان ہوئی تھی۔

”اس کا مطلب ہے کہ اسے پروفیسر عباسی سے فارمولا نہیں ملا
 اور وہ اب مجھ سے فارمولا حاصل کرنے کی کوشش کرے گا“۔ عمران
 نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

”ہاں صاحب۔ بہت غصے میں تھا آپ کا چچا۔ وہ مجھے بھی اُول
 فول بک رہا تھا۔ یقین کریں وہ آپ کا چچا نہ ہوتا تو میں اس کی دم
 سے نمدہ باندھ کر اسے ہنالولو کی چوٹی پر لٹکا دیتا۔ میرا خون کھول رہا
 ہے“..... سلیمان نے مٹھیاں بھینچتے ہوئے غصیلے لہجے میں کہا۔
 ”بے فکر رہو۔ اس مرتبہ میں اسے گرفتار کر کے تمہارے حوالے

”لیکن میں جو بات بتانے والا ہوں اسے سن کر آپ ہول جانا
 بھول جائیں گے“..... سلیمان نے پانی کا گلاس میز پر رکھتے ہوئے
 کہا۔

”اچھا۔ پھر مجھے پانی پی لینے دو کہیں پانی بھی نہ بھول جاؤں۔“
 عمران نے گھبرا کر کہا اور گلاس ہٹا کر منہ سے لگا لیا۔ سلیمان پلٹ کر
 دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

”ٹھہرو۔ پھر کہاں جا رہے ہو“..... عمران نے یکدم غراتے
 ہوئے کہا اور گلاس میز پر رکھ دیا۔

”گھبرا نہیں مت صاحب۔ میں پولیس لینے نہیں آپ کے لئے
 چائے بنانے جا رہا ہوں“..... سلیمان نے پلٹ کر ناگوار لہجے میں
 کہا۔

”نہیں۔ میں طاہر سے چائے پی کر آیا ہوں۔ تم مجھے سنگ ہی
 کے بارے میں بتاؤ۔ کیا وہ یہاں آیا تھا“..... عمران نے سر جھٹک
 کر کہا۔

”ارے۔ اس جو کر کی کیا جرأت کہ میرے ہوتے ہوئے یہاں
 قدم بھی رکھے۔ ٹانگیں نہ چیر کر رکھ دوں گا اس کی“..... سلیمان نے
 غصے سے کہا۔

”وہ نہیں آیا تھا تو کیا تمہیں اس کا خواب آیا تھا“..... عمران
 نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

”نہیں صاحب۔ وہ کوئی حسینہ عالم تو نہیں کہ میرے خواب میں

”چکر بازی نہیں چلے گی بھتیجے۔ پہلے ہی بتا رہا ہوں“..... سنگ
 ہی نے آگے بڑھتے ہوئے وارننگ دینے کے انداز میں کہا۔
 ”ارے نہیں چچا۔ تم خود گھن چکر ہو۔ تم سے کیا چکر بازی کر
 سکوں گا۔ بیٹھو“..... عمران نے ہنس کر صوفے کی طرف اشارہ
 کرتے ہوئے کہا۔ سنگ ہی عمران پر نگاہیں گاڑے قریب آیا اور
 عمران کے سامنے والے صوفے پر بیٹھ گیا۔ اس کے ریوالور کا رخ
 اب بھی عمران کی طرف تھا۔

”صاحب۔ آپ کے چچا کے لئے کیا لاؤں۔ چائے کے ساتھ
 ٹماٹر ٹھیک رہیں گے“..... سلیمان نے عمران سے پوچھا۔
 ”نہیں۔ صرف چائے لے آؤ۔ ابھی ٹماٹر مارنے کا وقت نہیں
 آیا“..... عمران نے غصے سے کہا اور سلیمان تیزی سے دروازے کی
 طرف بڑھ گیا۔ سنگ ہی نے اس کے باہر جانے پر اعتراض نہیں
 کیا تھا۔

”اور سناؤ چچا۔ تم واپس زریو لینڈ نہیں گئے“..... عمران نے
 بڑے اطمینان سے سنگ ہی کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔
 ”نہیں۔ فارمولا لے کر ہی جاؤں گا“..... سنگ ہی نے اسے
 گھورتے ہوئے کہا۔

”لیکن تھریسا تو کہہ رہی تھی کہ تم پروفیسر عباسی کو گریٹ لینڈ
 کے ایجنٹوں سے چھین کر زریو لینڈ چلے گئے ہو“..... عمران نے
 حیرت سے کہا۔

کروں گا“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میں خود یہاں آ گیا ہوں بھتیجے“..... دفعتاً دروازے کی طرف
 سے ایک غراہٹ آمیز آواز بلند ہوئی تو سلیمان بے اختیار اچھل
 پڑا۔ عمران نے بھی چوکتے ہوئے دروازے کی طرف دیکھا تو
 دروازے میں ایک نقاب پوش ریوالور بردار کھڑا تھا اور اس
 کے ریوالور کی نال عمران کی طرف اٹھی ہوئی تھی لیکن عمران اسے
 آواز سے پہچان گیا تھا۔ شاید سلیمان باہر کا دروازہ بند کرنا بھول گیا
 تھا۔

”آؤ۔ آؤ چچا۔ میں تمہارا ہی انتظار کر رہا تھا“..... عمران نے
 اٹھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

”کیوں“..... نقاب پوش نے آئے بڑھتے ہوئے کہا جو سنگ
 ہی تھا۔ سلیمان فوراً عمران کے پیچھے جا کھڑا ہوا۔

”فارمولا کے سلسلے میں۔ مجھے ابھی ابھی سلیمان نے بتایا تھا کہ
 تمہیں ڈاکٹر جوزف کے فارمولے کی ضرورت ہے“..... عمران نے
 کہا۔

”ہاں۔ شرافت سے وہ فارمولا میرے حوالے کر دو“..... سنگ
 ہی نے سخت لہجے میں کہا۔

”کر دوں گا۔ کر دوں گا چچا۔ تم بیٹھو تو سہی۔ اتنے عرصے بعد
 آئے ہو تو کچھ خدمت کا موقع تو دو نا“..... عمران نے مسکراتے
 ہوئے کہا۔

سنگ ہی نے اٹھتے ہوئے کلکھنے لہجے میں کہا۔
 ”ارے۔ بیٹھو تو سہی۔ سلیمان چائے لا رہا ہے تمہارے لئے۔“
 عمران نے تیزی سے کہا۔
 ”نہیں۔ وہ میرے آدمی کی گرفت میں ہے۔ تم جلدی بتاؤ
 ایکسٹو کا پتہ“..... سنگ ہی نے کہا تو عمران چونک پڑا۔
 ”چچا۔ وہ بے چارہ معصوم آدمی ہے۔ اپنے آدمی سے کہو کہ وہ
 اسے چھوڑ دے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
 ”بے فکر رہو۔ اگر تم ایکسٹو کا ایڈریس بتا دو تو سلیمان کو زندہ
 چھوڑ دوں گا“..... سنگ ہی ہنستے ہوئے کہا۔
 ”سلیمان۔ او سلیمان کے بچے۔ یہاں آؤ“..... عمران نے
 صوفے سے اٹھتے ہوئے ہانک لگائی۔
 ”نہیں۔ وہ یہاں نہیں ہے۔ میرے آدمی اسے لے جا چکے
 ہیں۔ تم ہاتھ بلند کر لو“..... سنگ ہی نے کہا تو عمران کا دماغ چنٹنے
 لگا۔
 ”کیوں لے گئے ہیں۔ اس سے تمہیں کیا ملے گا“..... عمران
 نے سنگ ہی کو گھورتے ہوئے غصیلے لہجے میں کہا۔
 ”اس سے نہیں۔ اس کی زندگی کے عوض تم سے فارمولا ملے گا۔
 بولو“..... سنگ ہی نے ہنستے ہوئے کہا۔
 ”فارمولا تو تم پروفیسر عباسی کے بدلے بھی لے سکتے تھے۔“
 عمران نے یکدم خود کو کنٹرول کرتے ہوئے مسکرا کر کہا کیونکہ

”پروفیسر عباسی میرے لئے بے کار ہے مجھے فارمولا چاہئے اور
 فارمولا تمہارے پاس ہے“..... سنگ ہی نے عمران نے چہرے پر
 نگاہیں جما کر پھنکارتے ہوئے لہجے میں کہا۔
 ”اوہ۔ نہیں تو۔ کسی دشمن نے چغلی کھائی ہوگی چچا۔ بھلا میں
 نے فارمولا چاہتا ہے“..... عمران نے تیزی سے کہا۔
 ”بکومت۔ پروفیسر عباسی نے تسلیم کیا ہے کہ اس نے ایکسٹو
 کے کہنے پر فارمولا تمہارے حوالے کیا تھا“..... سنگ ہی نے غراتے
 ہوئے کہا۔
 ”تسلیم کیا ہے اس نے یا تم نے کرایا ہے“..... عمران نے
 چونکتے ہوئے کہا۔
 ”کچھ بھی سمجھ لو۔ بہر حال فارمولا تمہارے پاس ہے یا ایکسٹو
 کے پاس۔ یہ طے ہے اور میں تم سے فارمولا لے کر رہوں گا۔“
 سنگ ہی نے وارننگ دیتے ہوئے کہا۔
 ”نہیں سنگ ہی۔ اگرچہ یہ بات درست ہے کہ پروفیسر عباسی
 سے میں نے فارمولا لیا تھا لیکن وہ اب ایکسٹو کے پاس ہے اور تم
 جانتے ہو کہ تم صرف میرے چچا ہو۔ ایکسٹو کے لئے تو تم دودھ
 پیتے بچے ہو۔ وہاں سے تمہیں کھیلنے کے لئے صرف جھنجھٹا ہی مل سکتا
 ہے۔ کہو تو ایکسٹو سے کر دوں سفارش“..... عمران نے سنجیدہ لہجے
 میں کہا۔
 ”تم مجھے ایکسٹو کا پتہ بتاؤ میں خود ہی اس سے نمٹ لوں گا۔“

نے پھرتی سے عمران پر جست لگائی لیکن عمران نے تیزی سے اپنی جگہ چھوڑ دی اور سنگ ہی فرش پر آگرا۔ عمران نے انتہائی سرعت سے گھوم کر سنگ ہی کے پہلو میں ٹھوکر مار دی۔ سنگ ہی کراہتا ہوا سیدھا ہوا ہی تھا کہ عمران نے دوسری ٹھوکر جمائی اور سنگ ہی نے یکدم دونوں ہاتھ اٹھا کر عمران کا پاؤں کھینچ لیا۔ عمران پشت کے بل گرا لیکن گرتے ہی اس نے دونوں ہاتھ عقب میں فرش پر ٹکا دیئے جس کے سبب وہ چوٹ سے محفوظ رہا۔ دوسرے ہی لمحے وہ اچھل کر سنگ ہی پر آ پڑا جو فرش سے اٹھ رہا تھا۔ سنگ ہی دوبارہ فرش پر لڑھک گیا اور عمران نے اس کی پشت پر سوار ہو کر اس کی گردن کے گرد اپنا بازو لپیٹتے ہوئے اس کے سر کو اپنے سینے کے ساتھ لگا لیا۔ سنگ ہی عمران کے نیچے دبا اپنی گردن آزاد کرانے کی کوشش کرنے لگا لیکن عمران کی گرفت سخت تھی۔

ٹھیک اسی لمحے آہٹ سنائی دی اور عمران نے بجلی کی سی تیزی سے سنگ ہی کو چھوڑے بغیر فرش پر لوٹ لگا دی۔ دوسرے ہی لمحے ایک سرخ انگارہ ان دونوں کے سروں کے اوپر سے گزر کر دیوار سے جا ٹکرایا۔ عمران نے دروازے کی طرف دیکھا تو وہاں ایک ہٹا کٹا مقامی شخص ریوالور لئے کھڑا تھا اور اس کے ریوالور پر سائیلنسر نظر آ رہا تھا۔ یقیناً وہ سنگ ہی کا آدمی تھا۔ سنگ ہی اب عمران کی پشت پر سینے کے بل پڑا تھا مگر اس کی ٹانگیں فرش پر اور گردن عمران کی گرفت میں تھی۔

مقابلے میں کوئی عام آدمی نہیں دنیا کا شاطر ترین انسان سنگ ہی تھا جو انٹرنیشنل مجرم کی حیثیت سے پوری دنیا کی پولیس اور انٹیلی جنس کو مطلوب تھا۔

”میں جانتا ہوں۔ تمہیں سلیمان، پروفیسر عباسی سے زیادہ بلکہ تھریسیا اور جولیا سے بھی زیادہ عزیز ہے لہذا اگر تم اس کی زندگی چاہتے ہو تو فارمولا میرے حوالے کر دو۔ اگر تمہارے پاس نہیں ہے تو اپنے چیف سے لے آؤ“..... سنگ ہی نے عیاری سے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اچھا۔ تم ٹھہرو۔ میں ایکسٹو سے فارمولا لے آتا ہوں۔ تم اپنے آدمیوں سے کہو کہ میرے آنے تک سلیمان کو کہیں نہ لے جائیں“..... عمران نے گہرا سانس لیتے ہوئے شکست خوردہ لہجے میں کہا اور دروازے کی طرف بڑھا۔

”وہ جا چکے ہیں۔ تم فارمولا لے آؤ تو میرے آدمی سلیمان کو واپس یہاں پہنچا دیں گے“..... سنگ ہی نے ریوالور کی نال جھکاتے ہوئے کہا اور اسی لمحے عمران نے ایڑیوں کے بل گھوم کر بجلی کی سی تیزی سے سنگ ہی پر چھلانگ لگا دی۔ نتیجے میں سنگ ہی کے ہاتھ سے ریوالور گر گیا اور وہ صوفے پر گر کر صوفے سمیت دوسری طرف الٹ گیا۔ عمران اس کے اوپر گرا تھا لیکن فرش پر گرتے ہی سنگ ہی کسی چکنی مچھلی کی طرح اس کے نیچے سے پھسل کر نکل گیا۔

عمران تیزی سے سنبھل کر اٹھا۔ سنگ ہی بھی اٹھ چکا تھا۔ اس

سے بے ساختہ کراہیں ابھرنے لگیں۔ پھر تیسرے گھونے پر ہی اس نے یکدم تڑپ کر کروٹ لی اور عمران اس کے سینے سے بائیں جانب لڑھک گیا۔ سنگ ہی پھرتی سے اٹھا اور اس نے بجلی کی سی تیزی سے دروازے کی طرف جست لگا دی۔ عمران سنبھل کر اٹھا اور ادھر ادھر دیکھا اور پھر تیزی سے دروازے کی طرف بھاگا لیکن اسی لمحے فلیٹ میں تاریکی پھیل گئی۔ شاید سنگ ہی نے مین سوئچ آف کر دیا تھا۔ عمران یکدم اندھیرا ہونے پر دروازے سے ٹکرا گیا تھا۔

اس نے خود کو سنبھالا اور کمرے سے نکل آیا۔ باہر بھی تاریکی تھی۔ عمران تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف دوڑا لیکن کچن کے آگے کسی چیز سے الجھ کر منہ کے بل گر گیا۔ وہ سنبھل کر اٹھا اور ادھر ادھر فرش پر ہاتھ مارا تو اس کا ہاتھ ایک انسانی جسم سے ٹکرا گیا۔ اس کا پاؤں اسی جسم سے الجھ کر اس کے گرنے کا سبب بنا تھا۔ فلیٹ میں مکمل سناٹا تھا۔ عمران کو یقین ہو گیا کہ سنگ ہی اندھیرا کر کے فرار ہو چکا ہے۔ چنانچہ وہ ٹوٹتا ہوا مین سوئچ تک پہنچا اور سوئچ کو آن کر دیا۔ روشنی ہوتے ہی اس نے پلٹ کر کچن کی طرف دیکھا تو طویل سانس لے کر رہ گیا۔ فرش پر پڑا وہ جسم سلیمان کا تھا۔ وہ سانس لے رہا تھا یقیناً وہ بے ہوش تھا اور سنگ ہی نے عمران سے غلط بیانی کی تھی یا پھر فرار ہوتے وقت بوکھلاہٹ میں اسے سلیمان کو ہمراہ لے جانے کا خیال نہیں آیا تھا۔

”ماسٹر کو چھوڑ دو ورنہ تمہاری کھوپڑی اڑا ڈالوں گا“..... ریوالور بردار نے غراتے ہوئے کہا۔

”اور تم ریوالور پھینک کر ہاتھ اٹھا لو ورنہ ایک جھٹکے میں تمہارے ماسٹر کی گردن توڑ دوں گا“..... عمران نے جواباً غصیلے لہجے میں کہا اور ساتھ ہی سنگ ہی کی گردن پر بازو کا دباؤ بڑھا دیا۔ سنگ ہی کا سانس رکنے لگا اور اس نے مزاحمت ترک کر دی۔ ریوالور بردار نے عمران کو گھورتے ہوئے ریوالور فرش پر ڈال دیا اور ہاتھ بلند کر لئے لیکن ٹھیک اسی لمحے سنگ ہی نے عمران کو رانوں کے جوڑ پر بائیں ہاتھ کا مکا دے مارا۔ اس ضرب سے عمران بے اختیار بلبلا اٹھا اور سنگ ہی کی گردن پر اس کے بازو کی گرفت ڈھیلی ہو گئی۔ دوسرے ہی لمحے سنگ ہی نے تڑپ کر عمران کی گرفت سے اپنی گردن چھڑائی اور کروٹ لے کر عمران سے دو فٹ دور ہو گیا۔

”دفع ہو جاؤ جارج“..... سنگ ہی نے پھرتی سے اٹھتے ہوئے اپنے آدمی سے چیخ کر کہا اور عمران کے سینے میں پوری قوت سے دابنے پاؤں کی ٹھوکر مار دی۔ جارج سنگ ہی کا حکم سنتے ہی پلٹ کر دروازے سے نکل گیا۔ عمران درد کی شدت سے بے حال ہو رہا تھا لیکن اس نے فوراً کروٹ لے کر خود کو سنگ ہی کی ٹھوکر سے بچایا اور وار خالی جانے پر سنگ ہی لڑکھڑا کر پشت کے بل فرش پر آگرا۔ عمران نے سنبھل کر فوراً اس پر جست لگائی اور سنگ ہی کے سینے پر سوار ہو کر اس کے چہرے پر گھونٹے مارنے لگا۔ سنگ ہی کے حلق

فلیٹ کا بیرونی دروازہ بند نظر آ رہا تھا۔ شاید سنگ ہی دروازہ باہر سے بند کر گیا تھا تا کہ عمران اس کے پیچھے نہ آ سکے۔ عمران نے کچن سے پانی کا گلاس لا کر سلیمان کے چہرے پر انڈیلا اور کمرے میں آ کر واج ٹرانسمیٹر پر صفدر کو کال کرنے ہی لگا تھا کہ دوسرے کمرے میں پرائیویٹ فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ عمران چونکا اور تیزی سے دوسرے کمرے میں آ کر اس نے رسیور اٹھا لیا۔

”ہی۔ ایکسٹو“..... عمران نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

”بلیک زیرو بات کر رہا ہوں عمران صاحب۔ آپ بخیریت ہیں نا۔“ دوسری طرف سے بلیک زیرو کی تشویش آمیز آواز سنائی دی۔

”کیوں۔ کیا میرے سینک نکل آئے ہیں یا دم گر گئی ہے۔“

عمران نے شگفتہ لہجہ میں کہا۔ اب وہ اپنی مخصوص فارم میں آ گیا تھا۔

”مجھے ابھی ابھی واج ٹرانسمیٹر پر صفدر نے اطلاع دی ہے کہ آپ کے فلیٹ سے ایک آدمی دوڑتا ہوا باہر نکلا اور سیڑھیوں کی طرف گیا تھا۔ اس نے باہر سے فلیٹ کا دروازہ بھی بند کر دیا تھا۔ اس آدمی کے چہرے پر سیاہ نقاب تھا اور آپ کے فلیٹ میں تاریکی تھی۔ اسی لئے صفدر اس کے پیچھے لگ گیا اور عمارت سے باہر آیا تو وہ آدمی ایک گاڑی میں بیٹھ رہا تھا۔ جس میں پہلے سے ڈرائیور موجود تھا“..... بلیک زیرو نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”کیا صفدر اس کے تعاقب میں گیا ہے“..... عمران نے تیزی

سے پوچھا۔

”جی ہاں۔ وہ اس کی کار کا تعاقب کر رہا ہے۔ کون تھا وہ نقاب پوش“..... بلیک زیرو کی آواز سنائی دی تو عمران نے اطمینان کا سانس لیا۔

”سنگ ہی“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر تفصیل بتانے لگا۔

ہے۔ میں نے اس موقع سے فائدہ اٹھانے کا سوچا تھا کہ سلیمان کو قابو کر کے عمران کے فلیٹ کی تلاشی لے لوں گا لیکن جب میں وہاں پہنچا تو عمران موجود تھا۔ لہذا اس سے دو ہاتھ کرنا پڑ گئے.....سنگ ہی کی آواز سنائی دی۔

”خیر۔ تم فکر مت کرو۔ میں عمران سے فارمولا نکلوا لوں گی۔“
تھریسیا نے مسکرا کر کہا۔

”لیکن عمران نے فارمولا اپنے پاس نہیں رکھا۔ اس نے فارمولا ایکسٹو کے حوالے کر دیا تھا“.....سنگ ہی نے تیزی سے کہا۔

”عمران گرفت میں آ گیا تو ایکسٹو خود ہی فارمولا یہاں پہنچا جائے گا“.....تھریسیا نے بڑے دثوق سے کہا۔

”بہر حال ہیڈ کوارٹر سے حکم ملا ہے کہ صبح تک ہر حال میں مشن کامیاب ہو جانا چاہئے“.....سنگ ہی نے دوسری جانب سے کہا۔

”تم سے غلطی ہوئی کہ اگر تم فرار ہوتے وقت عمران کے ملازم سلیمان کو بھی لے آتے تو عمران اس کے بدلے میں فارمولا دینے پر تیار ہو جاتا۔ عمران کو سلیمان بہت عزیز ہے“.....تھریسیا نے تیزی سے کہا۔

”میرا پروگرام یہی تھا لیکن اس خبیث جارج کی وجہ سے ایسا نہ ہو سکا تھا۔ اس نے کمرے سے باہر سلیمان کو بے ہوش کر دیا تھا لیکن کم بخت کو میری مدد کرنے کا شوق چرایا اور وہ کمرے میں آ گیا۔ میں نے اسے باہر جانے کا حکم دیا تو وہ فلیٹ سے نکل گیا اور

تھریسیا بیڈ روم میں اپنے بیڈ پر نیم دراز تھی اور سائیڈ ٹیبل پر رکھے فون کا رسیور اس کے ہاتھ میں تھا۔ وہ سنگ ہی کی کال سن رہی تھی جو اسے عمران سے ٹکراؤ کا قصہ سن رہا تھا۔

”تو تم وہاں سے خالی ہاتھ لوٹ آئے۔ گئے کس زعم میں تھے۔“

سنگ ہی کے خاموش ہونے پر تھریسیا نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

”دیکھو تھریسیا۔ طعنہ زنی مت کرو۔ میں پہلے ہی غصے میں

ہوں“.....سنگ ہی نے دوسری طرف سے غصیلے لہجے میں کہا۔

”تمہیں پتہ ہے کہ عمران تم سے۔ زیادہ خطرناک آدمی ہے پھر

تم نے اس کے فلیٹ پر جانے کی حماقت کیوں کی تھی“.....تھریسیا

نے منہ بنا کر کہا۔

”صرف فارمولا حاصل کرنے کے لئے۔ سلیمان سے گفتگو

ہونے پر معلوم ہوا تھا کہ وہ فلیٹ میں تھا ہے اور عمران موجود نہیں

نیچے گاڑی میں جا بیٹھا پھر میں دوڑتا ہوا باہر آیا اور سیدھا مین سوئچ کی طرف گیا۔ مین سوئچ آف کرنے کے بعد اندھیرے میں فلیٹ سے باہر نکل آیا۔ کار میں بیٹھنے کے بعد میں نے جارج سے پوچھا تو اس نے بتایا کہ وہ سلیمان کو نہیں لایا..... سنگ ہی نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

”بہر حال میں تمہیں دس بجے کے بعد فون کروں گی۔ اس سے پہلے تمہیں فون پر نہیں ملوں گی“..... تھریسیا نے آخر میں کہا اور رسیور رکھ کر اٹھ گئی۔ اس نے ڈرینگ ٹیبل کے سامنے بیٹھ کر اپنا میک اپ صاف کیا اور نیا میک اپ کرنے لگی۔ پندرہ منٹ بعد وہ اٹھی تو اکیس بائیس برس کی جوان اور خوبصورت مقامی لڑکی نظر آ رہی تھی۔ پھر اس نے لباس تبدیل کیا اور اپنے کندھے سے پرس لٹکا کر دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ چند لمحوں بعد اس کی کار سڑک پر دوڑ رہی تھی۔ مختلف سڑکوں پر دس بارہ منٹ سفر کرنے کے بعد اسے سڑک کے بائیں جانب ایک خوبصورت عمارت پر بلیو مون ہوٹل کا نیون سائن نظر آیا تو اس نے رفتار کم کی اور ہوٹل کے گیٹ سے چند قدم پیچھے پارکنگ میں کار روک کر انجن بند کر دیا۔

چند لمحوں بعد وہ ہوٹل کے خوبصورت ہال میں داخل ہو رہی تھی۔ بیشتر میزیں آباد تھیں۔ ہال میں بیٹھے ہر قسم کے افراد اپنی اپنی میز پر بیٹھے کھانے پینے میں مصروف تھے۔ تھریسیا نے آگے بڑھتے ہوئے پورے ہال کا طائرانہ جائزہ لیا لیکن اسے اپنا مطلوبہ چہرہ نظر نہ آیا۔

وہ ایک خالی میز کی طرف بڑھی۔ کرسی پر بیٹھتے ہوئے اس نے اپنی خوبصورت رست واج پر نظر ڈالی تو نو بجنے میں پانچ منٹ باقی تھے۔ عمران نے اسے کھانے کی دعوت دی تھی اور اسے یقین تھا کہ عمران یہاں ضرور آئے گا۔ تھریسیا کا کھانے کا موڈ نہیں تھا چنانچہ ویر آیا تو تھریسیا نے اسے کولڈ ڈرنک لانے کی ہدایت کی اور پوری توجہ سے مگر غیر محسوس انداز میں وہ وہاں بیٹھے ہوئے افراد کا جائزہ لینے لگی کہ کہیں عمران نے اس کی نگرانی کے لئے اپنے کسی ساتھی کو وہاں نہ بٹھا رکھا ہو لیکن اسے کوئی چہرہ ایسا نظر نہ آیا جو سیکرٹ سروس کا ممبر یا مشتبہ محسوس ہوتا۔

دو منٹ بعد ویر کولڈ ڈرنک لے آیا اور میز پر سرور کے چلا گیا تو وہ بوتل اٹھا کر ہلکے ہلکے سپ لینے لگی لیکن اس کی نگاہیں ہال کے دروازے پر مرکوز تھیں۔ پھر ٹھیک نوبجے عمران ہال میں داخل ہوتا ہوا دکھائی دیا تو تھریسیا نے اطمینان کا سانس لیا اور سر جھکا کر کن انکھیوں سے عمران کی طرف دیکھنے لگی۔ عمران ادھر ادھر دیکھتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا۔ پھر اس کا رخ بدلا اور وہ تھریسیا کے دائیں جانب تیسری میز کی طرف بڑھ گیا جو خالی تھی۔ تھریسیا اور اس کی میز کے درمیان ایک اور میز حائل تھی جس پر ایک خوبصورت عورت اور مرد بیٹھے کھانا کھا رہے تھے۔ عمران ایک کرسی پر بیٹھا اور مچی مچی آنکھوں سے آس پاس کی میزوں پر بیٹھے افراد کی طرف دیکھنے لگا۔ انداز ایسا تھا جیسے اندھیرے سے یکدم روشنی میں آ گیا ہو۔

”ویٹر“..... دفعتاً عمران ایک ویٹر کی طرف دیکھتا ہوا چیخا اور ہال میں بیٹھے سب لوگ چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔ ویٹر بوکھلایا ہوا تیزی سے عمران کی میز کی طرف لپکا۔

”میں سر“..... ویٹر نے عمران کے قریب پہنچ کر تیزی سے کہا۔

”کیا تم میرے ملازم ہو؟“..... عمران نے حیرت سے ویٹر کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

”نوسر۔ میں ویٹر ہوں“..... ویٹر نے چوکتے ہوئے جواب دیا۔

”تو لیس سر کی بجائے آرڈر سر کہو۔ کیا تمہیں ہوٹل کے آداب نہیں سکھائے گئے؟“..... عمران نے غصے سے کہا تو ویٹر شپٹا گیا۔ ہال میں بیٹھے کئی افراد حیرت سے عمران کی طرف دیکھ رہے تھے جس کے چہرے پر حماقت کے ڈوگرے برس رہے تھے۔

”سوری سر۔ کیا لاؤں آپ کے لئے؟“..... ویٹر نے ایک لمحہ بعد سنبھل کر کہا۔

”تم کیا کیا لا سکتے ہو؟“..... عمران نے آنکھیں مچ مچا کر اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

”جو آپ فرمائیں گے۔ آپ کے آرڈر کی تعمیل کی جائے گی“..... ویٹر نے مؤدبانہ انداز میں کہا۔

”اوہ۔ کیا تم الہ دین کے چراغ والے جن تو نہیں ہو؟“ عمران نے یکدم خوفزدہ سی آواز میں کہا تو ویٹر نے دانت نکال دیئے۔

”نہیں جناب۔ کیا میں آپ کو جن نظر آتا ہوں؟“..... ویٹر نے ہنستے ہوئے کہا۔

”جن نہیں ہو تو جنوں کی طرح کیوں دانت دکھا کر مجھے ڈرانے کی کوشش کر رہے ہو؟“..... عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ نہیں جناب۔ میں آپ کو ڈرانے کی کیسے جرأت کر سکتا ہوں؟“..... ویٹر نے گھبرا کر کہا۔

”جرأت کر کے تو دیکھو فوراً بوتل میں بند کر کے دریا میں پھینک دوں گا۔ اب تک تم جیسے کئی جنوں کو قید کر چکا ہوں۔ ایک دن تو ایک جن حاتم طائی کے ہتھے چڑھ گیا تھا جو بوتل میں بند تھا۔ حاتم طائی منیر شامی کا ساتواں سوال حل کرنے دریا کے کنارے پہنچا تو اسے بوتل نظر آئی، اس نے دریا سے بوتل نکالی اور کھولی تو اس میں سے جن نکل کر بھاگ گیا۔ کہیں تم وہی مفرور جن تو نہیں ہو؟“۔

عمران نے مسلسل بولتے ہوئے کہا تو آس پاس کی میزوں پر بیٹھے افراد بے ساختہ مسکرانے لگے۔ تھریسا بھی عمران کی حماقتوں سے محظوظ ہو رہی تھی۔

”نہیں جناب۔ اگر آپ کو شک ہے تو میں دوسرے ویٹر کو بھیج دیتا ہوں“..... ویٹر نے مسکراتے ہوئے کہا اور جانے لگا۔

”ٹھہرو۔ ٹھہرو۔ مجھے یقین آ گیا ہے کہ تم انسان ہی ہو؟“۔

عمران نے بوکھلا کر تیزی سے کہا اور ویٹر رک گیا۔

”جی فرمائیے۔ کیا لاؤں؟“..... ویٹر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”جنات کے بارے میں“..... عمران نے چوتھے ہوئے پوچھا۔
 ”نہیں۔ کالج میں۔ آپ کیا کرتے ہیں“..... تھریسا نے فوراً
 موضوع بدلتے ہوئے کہا۔

”میں مطالعہ کرتا ہوں“..... عمران نے جواب میں کہا۔
 ”کس قسم کا مطالعہ“..... تھریسا نے حیرت سے سوال کیا۔
 ”چروں کا۔ لیکن صرف خوبصورت اور حسین و جمیل چروں کا۔
 میں چہرہ شناسی کا ماہر ہوں۔ آپ نے ٹی وی پر میرے اشتہارات
 دیکھے ہوں گے۔ ماہر جنات و نفسیات اور چہرہ شناس پروفیسر شاکر
 ریتلا“..... عمران نے بڑے فخر سے کہا۔
 ”ریتلا۔ اس سے کیا مراد ہے“..... تھریسا نے چوتھے ہوئے
 کہا۔

”شاکر کا مطلب ہے صبر کرنے والا اور ریتلا سے مراد ہے کہ
 ریت کی طرح جذب کرنے والا کیونکہ میں خوبصورت چروں کو
 اپنے اندر جذب کر لیتا ہوں۔ البتہ آپ کا حسن و جمال میری
 برداشت سے زیادہ ہے جذب نہیں ہو رہا۔ آپ کچھ کوشش کریں
 تو شاید کامیاب ہو جاؤں مس بیوٹی“..... عمران نے تھریسا کی
 طرف رومانٹک انداز میں دیکھتے ہوئے کہا۔
 ”میرا نام بیوٹی نہیں ہے مسٹر شاکر“..... تھریسا نے مسکراتے
 ہوئے کہا۔

”اچھا۔ پھر آپ خود ہی بتا دیں کہ کس نام سے پکاروں۔ کیا

”فی الحال تم ٹھنڈا پانی لاؤ۔ میرا غصہ ٹھنڈا ہوگا تو میں کھانے کا
 آرڈر دے سکوں گا“..... عمران نے جواب میں کہا اور ویٹر اسے
 عجیب سی نگاہوں سے دیکھتا ہوا رخصت ہو گیا۔ عمران مغموم انداز
 میں دوسری میزوں پر بیٹھے جوڑوں کو دیکھنے لگا۔ تھریسا اٹھی اور
 عمران کی میز کی طرف بڑھ گئی۔

”کیا میں یہاں بیٹھ سکتی ہوں“..... تھریسا نے قریب پہنچ کر
 مترنم مگر بدلے ہوئے لہجے میں کہا لیکن اس کی بات سن کر عمران
 یکدم اچھل پڑا۔ پھر اس نے تھریسا کی طرف دیکھا اور اس پر
 بوکھلاہٹ طاری ہو گئی۔

”کک۔ کیوں نہیں۔ آپ جیسی خوبصورت شخصیت کو میں بھلا
 کیسے روک سکتا ہوں“..... عمران نے بھلاتے ہوئے کہا تو تھریسا
 اس کے سامنے والی کرسی پر بیٹھ گئی۔

”تھینک یو۔ آپ کافی دلچسپ آدمی ہیں۔ مجھے جنات کی باتیں
 بہت پسند ہیں“..... تھریسا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”پریاں ہمیشہ کالے جنوں کو پسند کرتی ہیں اور ان سے شادی
 کی خواہش مند رہتی ہیں۔ کیا آپ بھی پرستان سے یہاں کسی جن
 کو پسند کرنے آئی ہیں“..... عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں پوچھا
 تو تھریسا نے نفرت سے ہونٹ سیٹھ لائے۔

”نہیں۔ میں ابھی پڑھ رہی ہوں“..... تھریسا نے ایک لمحہ بعد
 ہونٹوں پر مسکراہٹ پیدا کرتے ہوئے کہا۔

وہاں تک ڈراپ کر دیجئے گا“..... تھریسیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔
 ”لیکن ابھی تو میں نے ڈنر کرنا ہے مس ردبی“..... عمران نے
 چابی اٹھا کر واپس جیب میں رکھتے ہوئے کہا۔
 ”ڈنر آپ میرے ساتھ گھر پر کریں تو مجھے بے حد خوشی ہو
 گی“..... تھریسیا نے بڑی اپنائیت سے کہا۔
 ”بہتر۔ آپ سے زیادہ مجھے خوشی ہوگی آپ کا گھر دیکھ کر۔
 میں ذرا پیٹ ہلکا کر کے آتا ہوں تاکہ آپ کے ڈنر کی گنجائش پیدا
 ہو جائے“..... عمران نے خوشی سے باجھیں پھیلاتے ہوئے کہا اور
 اٹھ کر ہال کے عقبی حصے کی طرف بڑھ گیا۔ شاید اس طرف ہاتھ
 روم تھے۔ اس کے نگاہوں سے ادھم ہوتے ہی تھریسیا نے ادھر
 ادھر دیکھا پھر پرس کھول کر ایک ہاتھ پرس میں ڈال کر ایک چھوٹے
 سے ٹائم بم پر وقت سیٹ کیا اور اس ٹائم بم کو مٹھی میں دبا کر ہاتھ
 باہر نکالا اور پھر ہاتھ میز کے نیچے لے جا کر اس وہ نے وہ ٹائم بم
 میز کے نیچے چپکا دیا۔ چند لمحوں بعد عمران آتا دکھائی دیا تو وہ پرس
 شانے سے لٹکا کر اٹھ کھڑی ہوئی۔
 ”آئیے۔ چلیں مسٹر شاکر“..... تھریسیا نے اس کے قریب آنے
 پر مسکراتے ہوئے کہا تو عمران اس کے ہمراہ چل دیا۔ کاؤنٹر پر آ
 کر تھریسیا نے کولڈ ڈرنک کا بل ادا کیا اور عمران کے ہمراہ
 دروازے کی طرف بڑھ گئی۔
 ”میری گاڑی باہر کھڑی ہے“..... عمران نے ہال سے باہر آ کر

نام ہے تمہارا“..... عمران نے گنگناتے ہوئے کہا۔
 ”ردبی۔ ویسے آپ کی آواز اچھی ہے“..... تھریسیا نے نام
 بتاتے ہوئے ہنس کر کہا۔
 ”کیا میں اچھا نہیں ہوں“..... عمران نے اس کی آنکھوں میں
 جھانکتے ہوئے کہا تو تھریسیا پھر ہنس پڑی۔
 ”کیا آپ کے پاس گاڑی ہے“..... تھریسیا نے پھر موضوع
 بدلتے ہوئے پوچھا۔
 ”ہاں لیکن وہ اچھی نہیں ہے۔ آپ اس پر سفر کرنا پسند نہیں
 کریں گی“..... عمران نے اثبات میں جواب دیتے ہوئے کہا۔
 ”کیوں۔ کون سی گاڑی ہے“..... تھریسیا نے چونکتے ہوئے
 کہا۔
 ”گدھا گاڑی ہے۔ ویسے ہے بالکل نئی۔ آپ کی طرح تیز
 بھاگتی ہے اور دھواں بھی نہیں چھوڑتی“..... عمران نے کہا تو ایک لمحہ
 کے لئے تھریسیا دل ہی دل میں چونک پڑی کہ کہیں عمران نے
 اسے پہچان تو نہیں لیا کیونکہ وہ چند گھنٹے پہلے عمران کی گرفت سے
 بچنے کے لئے دھوئیں کا بم پھینک کر بھاگی تھی۔
 ”آپ کو چاہئے تو میں آپ کو گفت کر دیتا ہوں۔ یہ لیجئے چابی۔“
 عمران نے تیزی سے کہا اور جیب سے اپنی کار کی چابی نکال کر
 تھریسیا کے سامنے ڈال دی۔
 ”تھینک یو۔ میری اپنی گاڑی گھر پر ہے۔ آپ مجھے صرف

خوبصورت اور جدید ڈیزائن کے فرنیچر سے آراستہ کمرے میں میز کے پیچھے کرسی پر بیٹھا بلیک برڈ ایجنسی کا سپر ایجنٹ میجر ویلوٹ موجود تھا جو میز پر رکھے لاگ ریج ٹرانسمیٹر پر فریکوئنسی سیٹ کر رہا تھا۔ میز کے سامنے کرسی پر اس کا ماتحت جیگر موجود تھا اور خاموشی سے میجر ویلوٹ کی طرف دیکھ رہا تھا۔ کمرے کا دروازہ بند تھا۔ دروازے کے بائیں جانب ایک مشین گن بردار قوی ہیکل شخص کھڑا پوری طرح مستعد دکھائی دے رہا تھا۔

”پیٹر، وہاں لے آؤ“..... میجر ویلوٹ نے اس مسلح آدمی کی طرف دیکھ کر تحسنانہ لہجے میں کہا تو وہ دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔

”ہیلو چیف۔ ویلوٹ کالنگ۔ اوور“..... دروازہ بند ہوتے ہی ویلوٹ ٹرانسمیٹر آن کر کے کال کرنے لگا۔

”ایس میجر ویلوٹ۔ کرنل فالکن سپیکنگ۔ اوور“..... چند لمحوں

کہا اور تھریسیا گیٹ کی طرف مڑ گئی۔ باہر فٹ پاتھ کے ساتھ عمران کی کار کھڑی تھی۔ اس نے قریب پہنچ کر تھریسیا کے لئے فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھولا لیکن تھریسیا پچھلا دروازہ کھول کر عقبی نشست پر بیٹھ گئی۔ عمران نے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ کر انجن شارٹ کیا اور پارکنگ سے کار باہر نکال کر سڑک پر لے آیا۔

”کس طرف چلنا ہے مس روٹی“..... عمران نے سامنے لگے آئینے میں اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا ہی تھا کہ ایک زوردار دھماکہ ہوا۔ عمران نے چونکتے ہوئے ہوٹل کی عمارت کی طرف دیکھا ہی تھا کہ تھریسیا نے پھرتی سے اپنے بالوں میں لگی ایک ہیر پن نوچی اور عمران کی گردن میں پن کا نوکیلا سراپوست کر دیا۔ عمران کے منہ سے بے ساختہ کراہ نکلی اور اس نے چہرہ گھا کر تھریسیا کی طرف دیکھنے کی کوشش کی اور اس کے ساتھ ہی اس کی آنکھیں بند ہو گئیں۔ دوسرے ہی لمحے وہ بے جان ہو کر سیٹ سے لڑھکنے ہی لگا تھا کہ تھریسیا نے پھرتی سے اٹھ کر اس کی بغلوں میں ہاتھ ڈالا اور کھینچ کر پچھلی نشستوں کے پائیدان میں لٹا دیا پھر وہ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھی اور تیزی سے گیسر بدل کر ایکسلیٹر دباتی چلی گئی۔

ہے۔ اب سم یا تو عمران کے پاس ہے یا اس کے چیف ایکسٹو کے پاس۔ اور“..... ویلوٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
”اس شک کی کوئی ٹھوس وجہ ہے ویلوٹ۔ اور“..... کرنل فالکن کی چوکتی ہوئی آواز آئی۔

”لیس چیف۔ اگر عمران کو وہاں سے موبائل سم یا فارمولا نہ ملا ہوتا تو سیکرٹ سروس پروفیسر عباسی کے بنگلے کی حفاظت کا انتظام کرتی یا مسز عباسی کو وہاں سے کسی دوسری محفوظ جگہ پہنچا دیا جاتا کیونکہ انہیں بخوبی علم ہے کہ غیر ملکی ایجنٹ فارمولے کے حصول کے لئے بنگلے پر اس وقت تک یلغار کرتے رہیں گے جب تک انہیں فارمولا مل نہیں جاتا یا یہ یقین نہیں ہو جاتا کہ فارمولا بنگلے میں نہیں ہے اور وہ مسز عباسی کو بھی اغوا کر سکتے ہیں لیکن میں نے خود دیکھا ہے کہ بنگلے کی حفاظت پولیس کر رہی ہے جبکہ بنگلے کے باہر رینجرز کی ایک گاڑی میں چند رینجرز بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور“..... ویلوٹ نے دلیل دیتے ہوئے کہا۔

”میرا خیال ہے کہ اگر عمران نے وہاں سے فارمولا حاصل کر لیا ہے تو اس نے فارمولا اپنے چیف ایکسٹو کے پاس پہنچا دیا ہو گا اور تم ایکسٹو تک نہیں پہنچ سکتے۔ اور“..... کرنل فالکن نے تشویش آمیز لہجے میں کہا۔

”کیوں۔ کیوں چیف۔ اور“..... ویلوٹ نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

بعد ٹرانسمیٹر سے ایک بھاری آواز بلند ہوئی۔

”چیف۔ ہم نے آتے ہی کام شروع کر دیا ہے۔ سر دست یہاں کافی گز بڑھ رہی ہے۔ مختلف ملکوں کے ایجنٹ فارمولے کے حصول کے لئے کوشاں ہیں۔ پولیس کو روسیہ کے چند ایجنٹوں کی لاشیں ایک بنگلے سے ملی ہیں۔ اس طرح گریٹ لینڈ کے چند ایجنٹوں کو بھی ان کے ٹھکانوں پر ہلاک کر دیا گیا ہے۔ ہمارے شکار پروفیسر عباسی صبح گیارہ بجے کے قریب اغوا کیا گیا تھا جب وہ اپنی گاڑی میں کہیں جا رہا تھا اور اب تک پولیس اس کا سراغ لگانے میں کامیاب نہیں ہو سکی۔ ہمارے سفارت خانے نے ہمیں جو معلومات مہیا کی ہیں ان کے مطابق پاکیشیا سیکرٹ سروس بھی پروفیسر عباسی کا کھوج لگانے میں مصروف ہے اور عمران نے مسز عباسی سے موبائل سم اور فارمولا کے بارے میں پوچھ گچھ کرنے کے علاوہ پروفیسر عباسی کے سٹڈی روم کی تلاشی بھی لی ہے۔ اور“..... میجر ویلوٹ نے مسلسل بولتے ہوئے رپورٹ دی۔
”پھر تم لوگوں نے کیا کیا۔ اور“..... دوسری طرف سے کرنل فالکن نے سخت لہجے میں پوچھا۔

”میں نے چند ممبرز کو پروفیسر عباسی کے بنگلے کی تلاشی لینے کے لئے بھیج دیا ہے۔ اس کے علاوہ عمران کو گرفت میں لے کر پوچھ گچھ کروں گا کیونکہ وہ پروفیسر عباسی کے کمرے کی تلاشی لے چکا ہے اور مجھے شک ہے کہ وہ فارمولا یا موبائل سم وہاں سے حاصل کر چکا

فارمولے تک پہنچنا ہے اور اسی لئے میں نے تم پر بھروسہ کیا ہے ویلوٹ۔ فارمولا ہمارے سائنس دان کی ایجاد کا ہے اور کسی دوسرے ملک کے ہاتھ اس کا پہنچ جانا ہمارے ملک کی شکست اور توہن کے مترادف ہو گا۔ اس لئے انتہائی تیزی سے کام کرو۔ تمام وسائل بروئے کار لاؤ اور یہ وسائل تمہیں سفارت خانے کے علاوہ پاکیشیا میں موجود ہمارے فوج کے سربراہ سے بھی حاصل ہو سکتے ہیں جو بہادرستان کے سرفروشوں کی سرکوبی کے لئے پاکیشیا میں موجود ہے۔ اس سلسلے میں میری درخواست پر صدر مملکت نے پیناگون کو بھی تمہاری مدد کرنے کے لئے احکامات جاری کر دیئے ہیں۔ تم ٹریل زیرو ٹریل فور ٹریل ون سیون فریکوئنسی پر رابطہ قائم کر کے جو کچھ بھی چاہو گے فوراً مل جائے گا۔ اور..... کرنل فالکن نے ہدایات دیتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔

”رائٹ سر۔ ضرورت پڑی تو میں اس نمبر پر کال کر لوں گا۔ فی الحال تو ضرورت نہیں ہے۔ اور..... ویلوٹ نے سر ہلا کر کہا۔

”ایک اور اہم خبر تمہارے لئے۔ ہمارے سیٹلائٹ جس کے ذریعے جنوبی ایشیا کے ممالک کی نگرانی کی جا رہی ہے، نے ایک کال کٹیج کی ہے جو نامعلوم مقام سے پاکیشیا میں موجود کسی ماسٹر نامی شخص کو ٹرانسمیٹر پر کی گئی ہے۔ اس میں کسی سپریم کمانڈر نے ماسٹر سے مشن کے بارے میں دریافت کیا ہے اور وہ مشن پروفیسر عباسی اور فارمولا سے متعلق ہے۔ ابھی مجھے صرف اسی قدر اطلاع

”اس لئے کہ آج تک دنیا کی کوئی سیکرٹ ایجنسی پاکیشیا کے سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر کا سراغ نہیں لگا سکی اور نہ ہی ایکسٹرنل رسائی حاصل کرنے میں کامیاب ہوئی ہے۔ اور..... کرنل فالکن کی آواز آئی۔

”آپ فکر مت کریں سر۔ میں عمران کو گرفت میں لے کر اس سے ایکسٹرنل اور اس کے ہیڈ کوارٹر کا ایڈریس معلوم کر لوں گا۔ فی الحال میں نے عمران کے فلیٹ کی نگرانی شروع کرادی ہے لیکن اس وقت وہ فلیٹ میں موجود نہیں ہے جیسے ہی وہ آئے گا اسے پکڑ لیا جائے گا۔ اور..... ویلوٹ نے پورے یقین سے کہا جیسے عمران کو پکڑنا اس کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہو۔

”سنو ویلوٹ۔ عمران کے علاوہ تم پروفیسر عباسی کا کھوج بھی لگاؤ۔ ہو سکتا ہے اس کا اغوا کوئی ڈرامہ ہو اور وہ خود فارمولا لے کر کہیں روپوش ہو گیا ہو۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس نے کافرستان سے فارمولے کا سودا کر لیا ہو اور اس مقصد کے لئے کافرستان پہنچا ہوا ہو۔ اور..... کرنل فالکن نے ہدایت کرتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ یہ بھی ممکن ہے چیف۔ یہاں ایک ہوٹل میں کافرستانی ایجنٹ مقیم ہے۔ کیپٹن مائیکل اس کے برابر والے کمرے میں مقیم ہے اور اسی نے کافرستانی سیکرٹ سروس کے ایجنٹ جگدیش کو پہچان کر مجھے اطلاع دی ہے۔ اور..... ویلوٹ نے تیزی سے کہا۔

”بہر حال تم نے دوسرے تمام ایجنٹوں پر سبقت حاصل کر کے

گلاس ویلوٹ کے آگے رکھتے ہوئے کہا اور دوسرا گلاس خود اٹھا لیا۔

”میرے ذہن میں شوگران کا خیال آ رہا ہے لیکن ہو سکتا ہے کوئی اور ملک ہو“..... ویلوٹ نے کہا اور گلاس اٹھا کر منہ سے لگا لیا اور گھونٹ لینے کے بعد اس نے گلاس میز پر رکھا ہی تھا کہ میز پر رکھے سگریٹ لائٹر سے سیٹی کی آواز ابھرنے لگی۔ وہ دونوں چونک کر لائٹر کی طرف متوجہ ہو گئے جو یقیناً ٹرانسمیٹر تھا۔ ویلوٹ کے ساتھی نے لائٹر اٹھایا اور اس کی بیرونی سطح پر موجود سرخ اور سبز نقطوں میں سے سبز نقطے کو انگلی کی پور سے ٹچ کیا تو سیٹی کی آواز بند ہو گئی۔ تب اس نے سرخ نقطے کو ٹچ کیا۔

”ہیلو باس۔ مائیکل کاننگ۔ اوور“..... لائٹر ٹرانسمیٹر سے ایک آواز آنے لگی۔

”لیس کیپٹن مائیکل۔ جیگر رسیونگ یو۔ اوور“..... ویلوٹ کے ساتھی نے جواباً سخت لہجے میں کہا۔

”سر۔ جگدیش نے اپنے ہیڈ کوارٹر کو ابھی ابھی فون پر اطلاع دی ہے کہ عمران کو اغوا کر لیا گیا ہے۔ اوور“..... لائٹر سے مائیکل کی مودبانہ آواز ابھری تو جیگر اور ویلوٹ دونوں بے اختیار چونک پڑے۔

”اوہ۔ جگدیش کو کیسے معلوم ہوا۔ کیا وہ اپنے کمرے میں موجود ہے۔ اوور“..... جیگر نے تیزی سے پوچھا۔

ملی ہے اور میں نے سیٹلائٹس ہیڈ کوارٹر سے تفصیل طلب کی ہے تاکہ پتہ چل سکے کہ ماسٹر اور سپریم کمانڈر کے درمیان کیا کیا باتیں ہوئی تھیں۔ اوور“..... کرنل فالکن نے دوسری طرف سے کہا تو ویلوٹ بے ساختہ چونک پڑا۔

”چیف۔ کیا یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ کال کس ملک سے کی گئی تھی۔ ایشیا، یورپ یا کسی اور براعظم سے۔ اوور“..... ویلوٹ نے پوچھا۔

”نہیں۔ بہر حال ہمارے سیٹلائٹ کی کمپیوٹر میموری میں وہ ملک موجود نہیں ہے اس لئے وہ ملک ایشیا سے باہر کسی دوسرے براعظم میں ہی ہو سکتا ہے۔ تفصیل معلوم ہونے پر میں تمہیں کال کر کے بتا دوں گا۔ اوور اینڈ آل“..... کرنل فالکن نے آخر میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ویلوٹ نے بھی ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

اسی لمحے دروازہ کھلا اور پیئر نامی مسلح شخص ایک ٹرے میں وہسی کی بوتل اور دو گلاس اٹھائے اندر آ گیا۔ اس نے ٹرے سے بوتل اور گلاس اٹھا کر میز پر رکھے اور پلٹ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔ ویلوٹ نے سامنے بیٹھے شخص کو اشارہ کیا اور وہ بوتل اٹھا کر پیگ بنانے لگا۔

”ویلوٹ۔ تمہارا کیا خیال ہے چیف نے جس کال کے بارے میں بتایا ہے وہ کس ملک سے کی گئی ہوگی“..... اس آدمی نے ایک

دوسری طرف سے کیپٹن مائیکل نے کافرستانی ایجنٹ جگدیش کی اس کے چیف کو دی جانے والی رپورٹ تفصیل سے بیان کرتے ہوئے کہا۔

”کیا جگدیش نے لڑکی کے ساتھ عمران کو کار میں فرار ہوتے دیکھا تھا یا لڑکی تنہا تھی۔ اور“..... جیگر نے سوال کیا۔

”جگدیش نے رپورٹ دیتے ہوئے خیال ظاہر کیا تھا کہ جب لڑکی عمران کی کار میں انتہائی تیزی سے روانہ ہوئی تو نہ عمران گاڑی میں نظر آیا نہ گاڑی کے باہر۔ چونکہ دھماکے سے پہلے عمران ڈرائیونگ سیٹ پر اور لڑکی اس کے عقب میں بیٹھی تھی اس سے قیاس یہی ہے کہ لڑکی نے کسی ذریعے سے عمران کو بے ہوش کر کے دوسری نشست پر لٹایا ہو گا اور خود عمران کی سیٹ پر بیٹھ گئی ہوگی۔ جگدیش نے صرف چند سیکنڈ کے لئے ہوٹل کی طرف دیکھا تھا اور اتنی دیر میں عمران غائب ہو چکا تھا۔ اور“..... مائیکل کی آواز آئی۔

”جگدیش نے اپنے چیف کو رپورٹ دینے کے بعد کہیں اور بھی فون کیا تھا یا نہیں۔ اور“..... جیگر نے پوچھا۔

”جی ہاں۔ اس نے اپنے کسی ماتحت کو فون پر ہدایت کی تھی کہ عمران کی کار کا کھوج لگانے کے لئے سیٹلائٹ سے رابطہ کیا جائے اور اگر سیٹلائٹ سے پتہ چل جائے کہ عمران کی گاڑی کہاں موجود ہے تو اسے فوراً رپورٹ دی جائے۔ اور“..... مائیکل نے جواب

”یس ہاں۔ میں نے اس کے کمرے کی آوازیں سننے کے لئے خفیہ مائیک نصب کر دیا تھا۔ وہ ابھی ابھی باہر سے آیا تھا اور اس نے فون کر کے اپنے چیف سے رابطہ قائم کرنے کے بعد چیف کو بتایا ہے کہ وہ ہوٹل بلیو مومن میں عمران کی نگرانی کر رہا تھا اور عمران کے ساتھ ایک خوبصورت مقامی لڑکی بھی تھی۔ لڑکی پہلے سے وہاں موجود تھی مگر تھوڑی بعد عمران اٹھ کر ہاتھ روم میں گیا تو لڑکی نے اپنے پرس سے کوئی چیز نکال کر میز کی ٹاپ کے نیچے لگا دی پھر عمران کے واپس آنے پر اٹھ کر عمران کے ساتھ ہال سے باہر گئی تو جگدیش بھی سڑک پر پہنچا۔ لڑکی عمران کی کار کی عقبی نشست پر بیٹھی تھی جبکہ عمران ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا اور کار پارکنگ سے نکال کر سڑک پر لے آیا۔ اسی لمحے ہوٹل کے ہال میں دھماکہ ہوا۔ جگدیش نے ہوٹل کی طرف دیکھا تو اسے خیال آیا کہ شاید عمران کی ساتھی لڑکی نے میز کے نیچے ٹائم بم نصب کیا تھا۔ پھر اس نے فوراً عمران کی گاڑی کی طرف دیکھا تو اسی لمحے گاڑی تیزی سے روانہ ہو گئی لیکن گاڑی میں اب عمران کی بجائے لڑکی ڈرائیونگ سیٹ پر نظر آئی۔ عمران سڑک پر بھی نہیں تھا چنانچہ جگدیش نے فوراً عمران کی کار کا تعاقب شروع کر دیا لیکن اتنی دیر میں عمران کی کار بائیں جانب کی سڑک پر مڑ گئی۔ جب جگدیش اس سڑک پر پہنچا تو کار غائب ہو چکی تھی۔ شاید وہ کسی گلی میں مڑ گئی تھی۔ جگدیش سڑک کے اختتام تک گیا لیکن عمران کی کار کہیں نظر نہیں آئی تو وہ واپس آ گیا۔ اور“.....

”تم فوراً عمران کے فلیٹ روانہ ہو جاؤ۔ روٹر فلیٹ کی نگرانی کر رہا ہے۔ عمران کو اغوا کر لیا گیا ہے اور فلیٹ میں صرف اس کا ملازم سلیمان موجود ہے۔ تم روٹر کے ساتھ فلیٹ پر جا کر سلیمان پر قابو پا کر اس سے معلوم کرو کہ عمران نے فارمولا کہاں محفوظ کر رکھا ہے۔ اگر وہ نہ جانتا ہو تو پورے فلیٹ کی تلاشی لو۔ فارمولا کے کاغذات یا موبائل سم مل جائے تو فوراً لے کر واپس آ جاؤ“..... ویلوٹ نے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

”رائٹ سر۔ کیا فارمولا فلیٹ میں ہی ہے“..... ٹوڈ نے دوسری طرف سے پوچھا۔

”خیال تو یہی ہے۔ بہر حال تم فلیٹ کا کونہ کونہ چھان مارو۔ پہلے کچن کی تلاشی لینا۔ ہو سکتا ہے کہ عمران نے فارمولا اس یقین پر سلیمان کے حوالے کیا ہو کہ وہ کچن میں زیادہ محفوظ رہے گا اور فارمولا تلاش کرنے والے صرف کمروں میں تلاش کرتے پھریں گے۔ اس طرف کسی کا خیال نہیں جائے گا کہ اتنا اہم اور قیمتی فارمولا کچن کے کسی برتن یا چائے کے پیکٹ میں بھی چھپایا جاسکتا ہے۔ کیا سمجھ“..... ویلوٹ نے سمجھاتے ہوئے کہا تو سامنے بیٹھے جیگر نے یوں سر ہلا دیا جیسے وہ ویلوٹ سے متفق ہو۔

”رائٹ سر۔ میں سمجھ گیا ہوں آپ بے فکر رہیں میں خیال رکھوں گا“..... دوسری طرف سے ٹوڈ نے کہا تو ویلوٹ نے رسیور رکھا اور لائسنس ٹرانسمیٹر اٹھا کر آن کرنے لگا۔

میں کہا۔

”ٹھیک ہے۔ تم جگدیش کی نگرانی جاری رکھو۔ جیسے ہی اس کا ماتحت اسے عمران کی گاڑی کے بارے میں رپورٹ دے۔ مجھے اطلاع کر دینا۔ اور اینڈ آ“..... جیگر نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے ویلوٹ کی طرف دیکھنے لگا۔

”میرا خیال ہے کہ فارمولا عمران کے پاس ہے اسی لئے اسے اغوا کیا گیا ہے“..... ویلوٹ نے پرسوج لہجے میں کہا۔

”یقیناً یہی بات ہوگی۔ لیکن ظاہر ہے عمران نے فارمولا اپنی جیب میں نہیں رکھا ہوگا اگر اس نے فارمولا اپنے چیف ایکسٹو تک نہیں پہنچایا تو یقیناً اپنے فلیٹ میں ہی محفوظ کر رکھا ہوگا اور ہم اس موقع سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں“..... جیگر نے تیزی سے کہا تو ویلوٹ نے چونکتے ہوئے جیگر کی طرف دیکھا تو جیگر مسکرا دیا۔

”یس جیگر۔ زبردست آئیڈیا۔ میں ابھی انتظام کرتا ہوں۔“

ویلوٹ نے سر ہلاتے ہوئے پرمسرت لہجے میں کہا اور فون کا رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر پریس کرنے لگا۔

”ہیلو۔ ٹوڈ بول رہا ہوں“..... دوسری طرف سے رابطہ قائم ہونے پر آواز آئی۔

”ویلوٹ بات کر رہا ہوں ٹوڈ“..... ویلوٹ نے سخت لہجے میں کہا۔

”یس باس۔ حکم فرمائیے“..... ٹوڈ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”اب کسے کال کر رہے ہو“..... جیگر نے چونکتے ہوئے پوچھا۔
 ”مائیکل کو۔ پروفیسر عباسی کے بنگلے کی تلاشی لینے کے لئے۔
 اس امکان کو بھی نظر انداز نہیں کرنا چاہئے کہ فارمولا یا موبائل سم
 ابھی تک بنگلے میں ہی کسی جگہ محفوظ ہے“..... ویلوٹ نے مسکراتے
 ہوئے کہا تو جیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا اور ویلوٹ کیپٹن مائیکل کو
 کال کرنے لگا۔

ماڈل ٹاؤن کے ایک بنگلے کی عقبی گلی میں صفدر کافی دیر سے
 موجود تھا۔ گلی تک بھی تھی اور اندھیری بھی جو سڑک پر واقع بنگلوں
 کے عقب میں تھی اور اس میں کافی کوڑا کرکٹ پھیلا ہوا تھا۔
 سیورٹج کے کنٹرول بھی تھے۔ صفدر جب ایکسٹو کے حکم پر میک اپ کر
 کے نگرانی کے لئے عمران کے فلیٹ پر پہنچا تھا تو اس نے ایک نقاب
 پوش کو عمران کے فلیٹ سے فرار ہوتے دیکھا تھا اور وہ اس نقاب
 پوش کا تعاقب کرتا ہوا بنگلے تک پہنچا تھا۔ اس نے تعاقب کے
 دوران ایکسٹو کو رپورٹ دی تھی اور پھر یہاں پہنچ کر دوبارہ ایکسٹو کو
 رپورٹ دی تو ایکسٹو نے بتایا تھا کہ نقاب پوش شخص سنگ ہی تھا اور
 اس کے ہمراہ اس کا ماتحت تھا۔

ایکسٹو نے صفدر کو ہدایت کی تھی کہ وہ فی الحال وہیں پوشیدہ
 رہے اور چوہان کی آمد پر بنگلے میں داخل ہو کر پروفیسر عباسی کا

کہا اور واج ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ پھر وہ گلی میں چلتا ہوا مطلوبہ بنگلے کی دیوار کے پاس پہنچا۔ چار دیواری زیادہ بلند نہ تھی اور اندر تاریکی تھی۔ اس نے دیوار کے پاس کھڑے ہو کر دونوں ہاتھ بلند کرتے ہوئے جمپ کیا۔ دوسرے لمحے اس کے ہاتھ دیوار کی سطح پر جم گئے اور وہ تھیلیوں کے زور پر بلند ہوتا ہوا دیوار پر جا پہنچا مگر اگلے ہی لمحے دیوار کی سطح پر سینے کے بل دراز ہو گیا۔ دیوار سے تقریباً بیس فٹ کے فاصلے پر واقع عمارت کے پاس ایک انسانی ہیولا ٹھہل رہا تھا۔ عمارت کے عقب میں بائیں جانب ایک کھڑکی روشن تھی مگر بند تھی۔ اس میں دھندلے شیشے لگے ہوئے تھے اور وہ آدمی اس دروازے آگے ٹھہلتا ہوا سگریٹ پھونک رہا تھا۔ اس کی موجودگی میں عمارت میں داخل ہونا مشکل تھا۔ صفدر نے دیوار پر لیٹے ہی لیٹے جیب سے سائیلنسر لگا ریوالور نکالا اور اس آدمی کے سر کا نشانہ لینے لگا۔ جونہی وہ شخص ٹھہلتے ٹھہلتے رکا۔ صفدر نے فائر کر دیا۔ بے آواز ریوالور سے دھکتا ہوا انگارہ نکل کر اس آدمی تک پہنچا اور وہ چیخے بغیر ہی کٹے ہوئے شہتیر کی مانند گرتا دکھائی دیا تو صفدر دیوار سے لٹک کر نیچے پہنچ گیا۔

نیچے کچی جگہ ہونے کے سبب اس کے گرنے کی آواز پیدا نہ ہوئی اور وہ اٹھ کر مختاط انداز میں عمارت کی طرف بڑھنے لگا۔ عمارت کے ایک پہلو میں فرنٹ پر جانے کے لئے تقریباً دس فٹ کشادہ راستہ تھا۔ صفدر سیدھا عقبی دروازے کے پاس پہنچا جہاں

کھوج لگائے۔ اگر پروفیسر عباسی بنگلے میں موجود ہو تو اسے آزاد کرانے کی کوشش کرے جبکہ چوہان بنگلے کے فرنٹ کی نگرانی کرے گا اور اگر کوئی وہاں سے نکل کر کہیں جائے تو چوہان اس کا تعاقب کرے گا۔ چنانچہ اب صفدر، چوہان کا انتظار کر رہا تھا۔ چند منٹ بعد اس کے واج ٹرانسمیٹر پر سگنل موصول ہوا تو صفدر نے ادھر ادھر دیکھا اور ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

”ہیلو صفدر۔ چوہان کالنگ۔ اوور“..... ٹرانسمیٹر سے چوہان کی آواز سنائی دی۔

”لیس چوہان۔ صفدر اینڈنگ یو۔ اوور“..... صفدر نے جواب میں آہستہ سے کہا۔

”میں پہنچ گیا ہوں۔ تم کہاں ہو۔ اوور“..... چوہان نے پوچھا۔

”عقبی گلی میں۔ اب میں اندر جاؤں گا۔ ضرورت پڑی تو میں تمہیں سگنل دوں گا یا آٹو کا کاشن۔ تم اندر آ جانا۔ اگر اس دوران کوئی بنگلے سے روانہ ہو تم اس کا تعاقب کرو گے۔ اوور“..... صفدر نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

”آل رائٹ۔ چیف نے بھی یہی ہدایت کی تھی۔ اگر صورت حال تمہارے لئے خطرناک ہو جائے تو پھر۔ اوور“..... چوہان نے دوسری جانب سے کہا۔

”اسی لئے تو تمہیں کہا ہے کہ میں تمہیں واج ٹرانسمیٹر پر سگنل دوں گا یا آٹو کا کاشن۔ اوور اینڈ آل“..... صفدر نے مسکراتے ہوئے

کسی کی ہلکی ہلکی آواز آ رہی تھی۔ صفدر توجہ سے سننے لگا تو فوراً ہی اس نے وہ آواز پہچان لی جو سنگ ہی کی تھی۔

”اوہ۔ ویری نائس تھریسیا۔ تم نے زبردست کام کیا ہے۔ عمران کو اغوا کر کے تم نے سمجھو آدھی مہم سر کر لی ہے۔ اب اس سے فارمولا حاصل کرنا آسان رہے گا“..... سنگ ہی کی آواز سنائی دی اور صفدر بے ساختہ چونک پڑا۔ اس کے ذہن میں تیزی سے سوال ابھرا کہ کیا عمران تھریسیا کی گرفت میں آچکا ہے۔

”نہیں۔ تم اس پر زیادہ تشدد نہیں کر سکو گی۔ تمہارا دل پیچ جائے گا اس لئے میں خود آ رہا ہوں میں اس کی آنتوں سے بھی فارمولا نکال لوں گا۔ بس تم میرے آنے تک اسے گرفت سے نکلنے مت دینا پھر دیکھنا میں اپنے جو کر بیعتیہ کا کیا حال کرتا ہوں“۔ اندر سے سنگ ہی کی غصے سے بھری آواز سنائی دی۔

اس کے ارادے جان کر صفدر نے غصے سے جڑے بھیج لئے۔ ایک لمحے کے لئے اس کے دل میں آیا کہ وہ اندر گھس کر سنگ ہی پر مشین پستل کی تمام گولیاں خرچ کر دے لیکن پھر خیال آیا کہ تھریسیا کا ٹھکانہ معلوم کرنے اور عمران کو وہاں سے آزاد کرانے کے لئے ضروری ہے کہ سنگ ہی کا تعاقب کیا جائے۔ چنانچہ وہ کوئی آہٹ پیدا کئے بغیر اٹے قدموں پیچھے ہٹا اور پلٹ کر اس دروازے کی طرف بڑھ گیا جس سے وہ اندر آیا تھا۔ وہ راہداری کا دروازہ کھول کر باہر آیا اور دروازہ بند کر کے دیوار کے ساتھ ساتھ چلتا ہوا

اس کا شکار بے حس و حرکت پڑا تھا۔ گولی اس کے سر میں لگی تھی۔ اس کے ہولسٹر میں مشین پستل دیکھ کر صفدر نے وہ مشین پستل نکال کر اپنی جیب میں ڈال لیا۔ مرنے والا شکل سے سفید فام نظر آ رہا تھا۔ صفدر دبے پاؤں دروازے کے پاس آیا۔ بند دروازے پر اس نے دباؤ ڈالا لیکن دروازہ نہ کھلا تو اس نے آہستہ آہستہ ہینڈل گھمایا تو دروازہ کھلنے لگا۔ گویا دروازہ اندر سے لاک نہیں کیا گیا تھا۔ صفدر نے دروازے میں ذرا سی جھری پیدا کر کے اندر جھانکا تو اندر طویل راہداری میں ٹیوب لائٹ کی روشنی پھیلی ہوئی تھی اور اس میں چند کمرے تھے لیکن ان کے دروازے بند تھے۔ روشن کھڑکی والے پہلے کمرے کا دروازہ بھی بند تھا۔ راہداری سنسان پڑی تھی اور اندر سے کسی قسم کی آواز بھی نہیں آ رہی تھی اس لئے صفدر دروازہ کھول کر راہداری میں داخل ہوا اور اس نے آہستہ سے دروازہ بند کر دیا۔

پھر اس نے دبے پاؤں آگے بڑھ کر روشن کمرے کے بند دروازے سے کان لگا کر سن گن لینے کی کوشش کی مگر کوئی آواز نہ سنائی دی تو اس نے آہستہ سے ہینڈل گھما کر دروازہ تھوڑا سا کھولا اور اندر جھانکا۔ کمرے میں ایک میز کے گرد چند کرسیاں پڑی تھیں لیکن اندر کوئی ذی روح موجود نہ تھا۔ صفدر مطمئن ہو کر آگے بڑھنے لگا۔ تیسرے کمرے کے بند دروازے کے نیچے سے روشنی کی کرنیں باہر آ رہی تھیں۔ صفدر نے دروازے سے کان لگایا اندر سے

عقب سے ایک تحکمانہ آواز ابھری اور صفدر بے اختیار اچھل پڑا۔ اس نے ذرا سا چہرہ گھما کر پیچھے دیکھتے ہوئے ریوالور والا ہاتھ اپنے آگے کر لیا۔ عقب میں پہلے کمرے کے دروازے کے باہر ایک ریوالور بردار سفید فام کھڑا تھا اور کمرے کا دروازہ کھلا تھا۔ غالباً صفدر کے باہر جانے کے بعد وہ آدمی اس کمرے میں گیا تھا اور اب آیا تھا۔

”خبردار۔ ریوالور پھینک کر ہاتھ بلند کر لو۔ ذرا بھی غلط حرکت کی تو میں ٹریگر دبا دوں گا“..... سفید فام شخص نے فوراً صفدر کو وارنگ دیتے ہوئے کہا تو صفدر نے ایک لمحہ میں فیصلہ کر لیا کہ اسے کیا کرنا چاہئے۔ اگر وہ یکدم مڑتے ہوئے سفید فام پر فائر کر دیتا تو گولی کھا کر سفید فام چیخ پڑتا اور اس طرح عمارت میں موجود افراد فوراً وہاں پہنچ جاتے جبکہ صفدر خاموشی سے پروفیسر عباسی تک پہنچنا چاہتا تھا۔ چنانچہ اس نے ریوالور اپنے قدموں میں گراتے ہوئے ہاتھ بلند کر لئے پھر وہ آہستہ آہستہ سفید فام کی طرف مڑا جو کافی قوی ہیکل شخص تھا۔

”کون ہو تم اور اندر کیوں آئے ہو“..... سفید فام نے آگے بڑھتے ہوئے تحکمانہ لہجے میں پوچھا۔

”چوری کرنے کے لئے“..... صفدر نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

”کارٹر۔ یہ کون ہے“..... راہداری میں ایک اور آواز بلند ہوئی تو صفدر نے چہرہ گھما کر پیچھے دیکھا تو راہداری کے اختتام پر واقع

عمارت کے کونے پر جا پہنچا پھر سامنے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے اس نے وایچ ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

”ہیلو چوہان۔ صفدر کالنگ۔ اوور“..... صفدر، چوہان کو کال کرنے لگا۔

”لیس صفدر۔ چوہان انڈنگ یو۔ اوور“..... چوہان نے فوراً ہی کال رسیو کرتے ہوئے جواباً کہا۔

”سنگ ہی یہاں سے روانہ ہو رہا ہے۔ تھریسیا نے عمران صاحب کو اغوا کر لیا ہے اور سنگ ہی تھریسیا کے ٹھکانے پر جا رہا ہے تاکہ عمران پر تشدد کر کے پروفیسر عباسی کا فارمولا حاصل کر سکے۔ تم احتیاط سے اس کا تعاقب کرو اور چیف کو بھی یہ بات رپورٹ کر دو۔ میں یہاں پروفیسر عباسی کو تلاش کروں گا۔ اوور اینڈ آل“..... صفدر نے تیزی سے چوہان کو مختصر ہدایات دیں اور وایچ ٹرانسمیٹر آف کیا ہی تھا کہ عمارت کے فرنٹ کی جانب سے کسی گاڑی کے انجن کے اشارت ہونے کی آواز سنائی دی۔ صفدر سمجھ گیا کہ سنگ ہی روانہ ہو رہا ہے۔ چنانچہ وہ آرام سے چلتا ہوا دوبارہ عمارت کے عقبی دروازے کے پاس پہنچا اور تھوڑا سا دروازہ کھول کر اندر جھانکا۔ راہداری میں کوئی ذی روح موجود نہ تھا۔ چنانچہ وہ اندر آیا اور دروازہ آہستہ سے بند کر کے دبے پاؤں اس کمرے کی طرف بڑھنے لگا جس سے اس نے سنگ ہی کی آواز سنی تھی۔

”ٹھہرو“..... ابھی وہ دوسرے کمرے کے پاس ہی پہنچا تھا کہ

”خبردار۔ تم دونوں ہاتھ بلند کر لو ورنہ نکسن کو بھون ڈالوں گا“..... صفدر نے غراتے ہوئے کہا تو نکسن نے فوراً ہاتھ بلند کر لئے کیونکہ صفدر نے پٹل اس کی پشت سے لگا دیا تھا۔

”تم بچ کر نہیں جاسکو گے۔ تم نے مارون کو قتل کر کے اپنی موت کو یقینی بنا لیا ہے“..... کارٹر نے صفدر کو خونخوار انداز میں گھورتے ہوئے کہا اور ریوالور فرش پر پھینک کر ہاتھ بلند کر لئے۔

”چلو آگے بڑھو۔ اندر بیٹھ کر تسلی سے باتیں کریں گے“۔ صفدر نے پٹل کی نال سے نکسن کو آگے دھکیلتے ہوئے سخت لہجے میں حکم دیا تو وہ آگے بڑھنے لگا۔ صفدر کی نگاہیں کارٹر پر مرکوز تھیں جو غصے سے صفدر کو گھور رہا تھا۔

”اندر چلو کارٹر“..... قریب پہنچ کر صفدر نے تحکمانہ لہجے میں کہا تو کارٹر نے سر جھٹکا اور آگے بڑھ کر کھلے دروازے سے کمرے میں داخل ہو گیا۔ نکسن بھی کمرے میں داخل ہوا۔ کارٹر اندر میز کے پاس پہنچ کر دروازے کی طرف دیکھنے لگا۔ صفدر دروازے کے وسط میں ہی رک گیا۔ جبکہ نکسن کارٹر کے قریب پہنچ کر رکا اور صفدر کی طرف پلٹ کر صفدر کو گھورنے لگا۔

”باہر تمہارے اور کتنے آدمی ہیں“..... صفدر نے دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

”دو ہیں مگر تم کیا چاہتے ہو“..... نکسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

برآمدے سے ایک شخص ہاتھ میں مشین پٹل لئے آ رہا تھا۔ وہ مقامی نظر آ رہا تھا لیکن لہجے سے غیر ملکی لگتا تھا۔ اس کے مشین پٹل کا رخ صفدر کی طرف ہی تھا۔

”نکسن۔ تم اس چور کا خیال رکھو۔ میں مارون کو دیکھتا ہوں جو عقب میں ڈیوٹی دے رہا تھا“..... سفید فام کارٹر نے برآمدے کی طرف سے آنے والے کو تیزی سے ہدایت کی اور پلٹ کر راہداری کے عقبی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ مشین پٹل سے صفدر کو ٹارگٹ میں لئے نکسن، صفدر کے قریب آ گیا۔

”میری طرف گھوم جاؤ مسٹر چوڑ“..... نکسن نے صفدر سے سخت لہجے میں کہا۔

صفدر نے صورت حال کے پیش نظر حرکت میں آنے کا فیصلہ کر لیا تھا کیونکہ نکسن بھی حرکت میں آ گیا تھا اور کارٹر کا اپنے ساتھی کی لاش دیکھ کر طیش میں آ جانا لازمی تھا۔ چنانچہ نکسن کا حکم سنتے ہی صفدر اس کی طرف مڑا اور مڑتے ہی اس نے بجلی کی سی تیزی سے دائیں پاؤں کی ٹھوک نکسن کے پٹل والے ہاتھ پر ماری۔ اگلے ہی لمحے نکسن کے ہاتھ سے پٹل نکل کر راہداری میں دور جا گرا۔ اس سے پہلے کہ نکسن سنبھلتا صفدر نے اپنی جیب سے مشین پٹل نکالا اور نکسن کے سینے سے لگاتے ہوئے گھوم کر نکسن کے عقب میں آ گیا۔ کارٹر جو دروازہ کھول کر باہر جھانک رہا تھا۔ پٹل فرش پر گرنے کی آواز سن کر پلٹا۔

وقت کم ہے“..... صفدر نے اسے ڈانٹتے ہوئے کہا۔

”ہمیں مادام کا ایڈریس معلوم نہیں ہے“..... کارٹر نے منہ بناتے ہوئے کہا تو صفدر نے اس کے خاموش ہوتے ہی فائر کر دیا۔ مشین پستل کی خوف ناک تڑتڑاہٹ سے کمرہ گونج اٹھا اور کارٹر چیختا ہوا فرش پر گر گیا۔ اس کا انجام دیکھ کر نکسن خوفزدہ انداز میں اپنے ہونٹوں پر زبان پھیرنے لگا۔ باہر سے دوڑتے قدموں کی آوازیں ابھرنے لگی تھیں۔ صفدر نکسن کی طرف بڑھا اور اس کے عقب میں آ کر پستل نکسن کی پشت سے لگا دیا۔

”تم بتاؤ۔ مادام تھریسا کہاں رہتی ہے۔ ورنہ تمہارے ساتھ باہر سے آنے والے بھی مارے جائیں گے“..... صفدر نے سرد لہجے میں کہا۔

”مم۔ میں۔ نہیں جانتا۔ کارٹر کو پتہ تھا“..... نکسن نے خوف سے ہکلاتے ہوئے کہا۔

”تمہارے دوسرے ساتھی تو جانتے ہوں گے“..... صفدر نے تیزی سے کہا۔ دوڑتے قدموں کی آہٹیں قریب آتی جا رہی تھیں۔ ”نہیں۔ وہ عام ممبرز ہیں میری طرح۔ اس عمارت کے علاوہ دوسرے ٹھکانوں کا علم صرف کارٹر کو تھا“..... نکسن نے خوفزدہ لہجے میں کہا اور اسی لمحے دو مشین گن بردار مقامی شکلوں والے افراد کمرے میں داخل ہوئے لیکن کارٹر کی لاش دیکھ کر یکدم رک گئے۔ ”خبردار۔ ہتھیار پھینک کر ہاتھ بلند کر لو۔ ورنہ نکسن بھی مارا

”تمہارا باس کہاں گیا ہے“..... صفدر نے سوال کیا تو وہ دونوں چونک پڑے۔

”معلوم نہیں۔ مگر تم کیوں پوچھ رہے ہو“..... کارٹر نے ککھنے لہجے میں کہا۔

”مجھے سنگ ہی سے ملنا ہے۔ تم میرے سوال کا جواب دو۔ ورنہ“..... صفدر نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ تم باس کو جانتے ہو“..... نکسن نے حیرت بھری آواز میں پوچھا۔

”ہاں۔ لیکن تم بتاؤ۔ وہ کہاں گیا ہے“..... صفدر نے پوچھا اور ایک قدم اندر آ گیا۔

”وہ ہمیں بتا کر نہیں گیا“..... نکسن نے جواب میں کہا۔ ”ٹھیک ہے۔ میں بتاتا ہوں۔ وہ تمہاری مادام تھریسا کے پاس

گیا ہے“..... صفدر نے زہریلے انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔ ”کیا۔ تمہیں کیسے پتہ چلا“..... نکسن نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا جبکہ کارٹر بھی چونک پڑا تھا۔

”شٹ اپ۔ تھریسا کا ایڈریس بتاؤ ورنہ دونوں کو بھون ڈالوں گا“..... صفدر نے غراتے ہوئے کہا۔

”کیا تم ایکسٹو کے ماتحت ہو“..... کارٹر نے صفدر کو گھورتے ہوئے پوچھا۔

”صرف میرے سوال کا جواب دو۔ ہری اپ۔ میرے پاس

لجے میں کہا۔

”پھر کہاں ہے۔ اگر تم نے نہ بتایا تو وارننگ دیئے بغیر فائر کر دوں گا“..... صفدر نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

”پپ۔ پوائنٹ فور پر“..... نکسن نے لرزتی ہوئی آواز میں کہا۔

”پوائنٹ فور کہاں ہے“..... صفدر نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

”میں نہیں جانتا۔ میں نے صرف کارٹر سے سنا تھا کہ پروفیسر عباسی کو یہاں سے پوائنٹ فور پر منتقل کیا جا رہا ہے“..... نکسن نے کہا۔

”کیا تمہارے سامنے پروفیسر عباسی کو یہاں سے لے جایا گیا گیا“..... صفدر نے پوچھا۔

”نہیں۔ میں اس وقت عمارت کے عقب میں ڈیوٹی دے رہا تھا“..... نکسن نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”لیکن میں نے سنا تھا کہ اس عمارت کے تہہ خانے میں پروفیسر عباسی موجود ہے“..... صفدر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ ہو سکتا ہے۔ ہو سکتا ہے۔ لیکن میرے علم میں نہیں۔“ نکسن نے چونکتے ہوئے تیزی سے کہا۔

”آل رائٹ۔ ہاتھ بلند کر کے تہہ خانے میں چلو۔ اگر پروفیسر

عباسی تہہ خانے میں نہ ہوا تو میں چلا جاؤں گا“..... صفدر نے فیصلہ کن انداز میں کہا تو نکسن نے فرش سے اٹھ کر ہاتھ بلند کر لئے اور

مردہ قدموں سے دروازے کی طرف بڑھ گیا جہاں اس کے دو

جائے گا اور تم دونوں بھی“..... صفدر نے تیزی سے غراتے ہوئے کہا۔

”نکسن۔ یہ کون ہے اور کارٹر کو کیوں ہلاک کیا گیا ہے“..... ان

دونوں میں سے ایک نے صفدر کو گھورتے ہوئے نکسن سے پوچھا لیکن نکسن کے جواب دینے سے پہلے ہی صفدر نے یکدم مشین

پسٹل کا رخ ان کی طرف کرتے ہوئے فائر کر دیا کیونکہ وہ دونوں بھی اس کے لئے بیکار تھے۔ وہ دونوں افراد تڑپتے ہوئے فرش پر

گر گئے اور نکسن پہلے سے زیادہ دہشت زدہ ہو گیا مگر دوسرے ہی لمحے اس نے تیزی سے مڑتے ہوئے صفدر کے چہرے پر گھونسا مار

دیا۔ صفدر لڑکھڑا کر عقب میں پڑی میز سے ٹکرایا اور اس کے ہاتھ سے مشین پسٹل گر گیا۔ نکسن نے فوراً پسٹل کی طرف جست لگائی

لیکن صفدر نے تیزی سے سنبھل کر نکسن پر چھلانگ لگائی اور اسے دونوں ہاتھوں میں دبوچ کر فرش پر آگرا۔ نکسن نے پلٹ کر صفدر

کے چہرے پر سر کی ٹکر مارنے کی کوشش کی لیکن صفدر نے چہرہ پیچھے ہٹا لیا اور پھر بجلی کی سی تیزی سے نکسن کو گھما کر پھینک دیا۔ نکسن

دیوار سے جا ٹکرایا اور فرش پر گر کر کراہنے لگا۔ صفدر نے جھپٹ کر مشین پسٹل اٹھایا اور اس پر تان لیا۔

”جلدی بتاؤ۔ پروفیسر عباسی کس کمرے میں ہے“..... صفدر نے کرخت لہجے میں اسے گھورتے ہوئے پوچھا۔

”وہ۔ وہ۔ یہاں نہیں ہے“..... نکسن نے کراہتے ہوئے خوفزدہ

ساتھیوں کی لاشیں پڑی تھیں۔ صفدر اس کے پیچھے چلنے لگا۔ راہداری میں آ کر نکسن برآمدے کی طرف بڑھ گیا۔ باہر کس قسم کی کوئی آواز نہیں آ رہی تھی پھر بھی صفدر محتاط تھا۔ برآمدے سے پہلے بائیں ہاتھ کے کمرے کے سامنے نکسن رک گیا۔ اس نے ایک ہاتھ نیچے کر کے دروازے کھولا اور کمرے میں داخل ہوا۔ صفدر اس کی پشت سے پھل لگائے اندر آیا۔ کمرے میں کوئی ذی روح نہیں تھا۔ کمرے میں بائیں جانب ایک پرانی سی میز پڑی تھی۔ نکسن میز کے قریب کی دیوار کی طرف بڑھا۔ وہاں دیوار پر ہرن کا چھوٹا سا ایک مجسمہ نصب تھا۔ نکسن نے قریب پہنچ کر مجسمے کو سینگوں سے پکڑ کر گھما دیا۔ دوسرے ہی لمحے میز اپنی جگہ سے فرش سمیت بائیں جانب سرک گئی اور فرش میں ایک خلاء نمودار ہو گیا۔ اس کے اندر روشنی تھی۔ نکسن خلاء کے قریب آیا اور اندر بنی میڑھیاں اترنے لگا۔ صفدر بھی اس کی پشت سے مٹھیں پھل لگائے میڑھیاں اترنے لگا۔ نیچے دو کمرے بنے ہوئے تھے جن کے دروازے بند تھے۔ میڑھیاں اتر کر نکسن ایک کمرے کی طرف بڑھا ہی تھا کہ صفدر نے پھرتی سے اس کے سر پر مٹھیں پھل کا دستہ مار دیا۔ نکسن کے حلق سے تیز کراہ نکلی اور وہ لڑکھڑاتا ہوا منہ کے بل فرش پر گر کر بے ہوش ہوتا چلا گیا۔

عمران کو ہوش آیا تو خود کو ایک کمرے میں پا کر وہ ایک دو لمحوں کے لئے چکرا کر رہ گیا کہ وہ یہاں کیسے پہنچا مگر پھر اسے یاد آیا کہ ایومون ہوٹل میں دھماکے کی خوفناک آواز سن کر اس نے فوراً ہوٹل کی طرف دیکھا ہی تھا کہ عقبی نشست پر بیٹھی خوبصورت لڑکی روبی نے اچانک ہی اس کی گردن میں کوئی نوکدار سوئی نما چیز چھوئی تھی اور اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن میں تاریکی پھیلتی چلتی گئی تھی اور اس کی اب آنکھ کھلی تھی۔ وہ ایک مخصوص قسم کی کرسی پر موجود تھا اور اس کے دونوں ہاتھ کرسی کے عقب میں کرسی کی عقبی ٹانگوں سے منسلک ہتھکڑیوں میں جکڑے ہوئے تھے جبکہ کرسی کے عقبی پاؤں میں چھوٹے چھوٹے پیسے لگے ہوئے تھے جن سے ظاہر ہوتا تھا کہ کرسی پر بیٹھا بندھا ہوا شخص کرسی کو آگے نہیں دھکیل سکتا تھا اور اگر کوشش کرتا تو کرسی آگے کی بجائے پیچھے ہی

عمران کے تعاقب کا حکم بھی ایکسٹو نے خاور کو دیا تھا۔ اس وقت وہ باہر سڑک پر موجود تھا لیکن عمران کو یہ توقع نہیں تھی کہ تھریسیا اسے بے ہوش کر کے اپنے ٹھکانے پر لے جائے گی۔ بہر حال اسے امید تھی کہ خاور نے اس کی کار کا کامیابی سے تعاقب کیا ہوگا اور اب اس عمارت کے باہر موجود ہوگا لیکن اسے اس پر حیرت تھی کہ تھریسیا اور اس کے آدمیوں نے اب تک اس کی خبر کیوں نہیں لی۔ کیا اسے اغوا کرنے کا مقصد اسے کچھ عرصہ کے لئے قید میں رکھنا تھا۔ دفعتاً کمرے کا دروازہ کھلا اور دو نقاب پوش اندر داخل ہوئے تو عمران ان کی طرف متوجہ ہو گیا۔ وہ دونوں عمران کی کرسی کے پاس آئے۔ پھر ایک نقاب پوش نے پشت کی طرف کرسی کو پکڑ کر پیچھے کی طرف دباؤ ڈالا تو کرسی آگے سے اٹھ گئی اور عمران کے پاؤں بھی فرش سے بلند ہو گئے۔ اب گویا وہ نیم دراز حالت میں تھا تب نقاب پوش کرسی کو دروازے کی طرف پیچھے سے کھینچنے لگا اور کرسی دو پہیوں پر چلنے لگی۔ اب نقاب پوش آگے تھا اور اس نے ہاتھ پیچھے کر کے کرسی کو تھام رکھا تھا اور کھینچ رہا تھا۔

”ارے۔ ارے۔ مجھے کہاں لے جا رہے ہو۔ میں معذور تو نہیں ہوں۔ اپنے پیروں پر چل سکتا ہوں“..... عمران نے بوکھلا کر کہا۔

”چند منٹ بعد تم پیروں پر نہیں چل سکو گے مسٹر عمران۔“

دوسرے نقاب پوش نے سخت لہجے میں کہا جو کرسی کے ساتھ ساتھ چل رہا تھا۔ لہجے سے وہ غیر ملکی معلوم ہوتا تھا۔

جاتی۔ اس طرح کرسی کے الٹ جانے کا بھی امکان تھا۔

عمران نے کمرے کا جائزہ لیا۔ کمرے میں اس کرسی کے علاوہ اور کوئی فرنیچر نہیں تھا اور واحد دروازہ بند نظر آ رہا تھا۔ باہر سے کسی قسم کی کوئی آواز نہیں آ رہی تھی۔ عمران سمجھ گیا کہ کمرہ ساؤنڈ پروف ہے۔ دیواروں میں کوئی کھڑکی یا روشن دان بھی موجود نہ تھا اور نہ ہی وہاں کوئی فرد تھا جس سے عمران بات کر سکتا۔ یہ اندازہ کرنا بھی دشوار تھا کہ باہر دن ہو چکا ہے یا ابھی رات ہی ہے۔ پھر عمران کے ذہن میں گزرا ہوا واقعہ ابھر آیا۔ وہ تھریسیا سے ملنے کی امید پر بلیو مومن ہوٹل پہنچا تھا اور ویٹر سے مذاق کے دوران ہی اس نے تھریسیا کو پہچان لیا تھا جو ویٹر کے جانے کے بعد اپنی میز سے اٹھ کر اس کی میز پر آئی تھی اور اس نے عمران کو اپنا نام روبری بتایا تھا لیکن عمران نے اس پر ظاہر نہیں ہونے دیا تھا کہ وہ اسے پہچان چکا ہے۔ اسے توقع تھی کہ تھریسیا فارمولا کے سلسلے میں اسے اپنے ساتھ لے جائے گی اور عمران خود بھی یہی چاہتا تھا تاکہ زیرو لینڈ کے ایجنٹوں سے پروفیسر عباسی کو آزاد کرایا جائے پھر حسب توقع تھریسیا نے اپنی گاڑی نہ ہونے کا بہانہ بنا کر اسے اپنے بنگلے پر چلنے کی پیش کش کی تو عمران نے ہاتھ روم میں جا کر وائچ ٹرانسمیٹر پر بلیک زیرو کو ہدایات دی تھیں کہ وہ خاور کو کال کر کے تھریسیا کا تعاقب کرنے کا حکم دے۔

خاور فلیٹ سے ہی عمران کا تعاقب کرتا ہوا ہوٹل آیا تھا اور

”لیس فورٹ۔ کم ان“..... ایک نسوانی آواز دروازے کے اوپر لگے ہوئے سپیکر سے سنائی دی اور ساتھ ہی دروازہ کھل گیا۔ فورٹ عمران کی کرسی کھینچتا ہوا کمرے میں داخل ہوا اور جیری نے اندر آ کر دروازہ بند کر دیا۔

”اس کا رخ میری طرف کر دو“..... نسوانی آواز سنائی دی جو تھریسیا کی ہی تھی۔ فورٹ نے نصف دائرے میں کرسی گھما کر عمران کا رخ دروازے کی مخالف سمت میں کر دیا جبکہ پہلے عمران کا رخ دروازے کی سمت تھا۔ عمران کے سامنے ایک میز کے پیچھے ریوالونگ چیئر پر تھریسیا بیٹھی تھی۔ وہ ابھی تک اسی میک اپ میں تھی جس میں عمران اسے دیکھ چکا تھا۔ میز کے دائیں بائیں دو خالی کرسیاں رکھی تھیں۔ تھریسیا لبوں پر دلکش مسکراہٹ بکھیرے عمران کی طرف دیکھ رہی تھی۔

”مس روبی۔ یہ تم ہو۔ کہیں میں خواب تو نہیں دیکھ رہا ہوں۔“ عمران نے حیرت سے آنکھیں چپکاتے ہوئے کہا۔

”بکومت۔ تم جانتے ہو میں کون ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ تم نے ہوٹل میں ہی مجھے پہچان لیا تھا لیکن انجان بنے رہے اور دانستہ میرے ساتھ چلے آئے کہ اس طرح تم میرے ٹھکانے سے واقف ہو جاؤ گے“..... تھریسیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ میں تمہیں بالکل نہیں جانتا۔ میں تو تمہارے حسن سے دیوانہ ہو کر تمہارے ساتھ ہوٹل سے باہر آیا تھا“..... عمران نے

”کیوں۔ کیا یہاں بیروں پر چلنا جرم ہے“..... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

”خاموش رہو۔ شکر کرو تمہیں کرسی پر عزت کے ساتھ لے جایا جا رہا ہے فرش پر گھسیٹا نہیں جا رہا“..... نقاب پوش نے عمران کو غصے سے ڈانٹتے ہوئے کہا۔ دوسرا نقاب پوش کرسی کھینچتا ہوا کمرے سے باہر لے آیا اور راہداری میں آگے بڑھنے لگا۔ عمران کا رخ چونکہ مخالف سمت میں تھا اس لئے وہ دوسری سمت نہیں دیکھ سکتا تھا۔

”گھسیٹا۔ اوہ۔ کہیں تم گھسیٹا خان حلیم والے تو نہیں ہو“۔ عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

”ابھی تمہاری چٹنی بنے گی تو تم حلیم بھول جاؤ گے“..... کرسی کھینچنے والے نقاب پوش نے ہنس کر کہا۔

”کیا تمہاری مادام چٹنی بنائے گی میری“..... عمران نے پوچھا۔

”جیری۔ اسے بتاؤ کون بنائے گا“..... اسی نقاب پوش نے ہنستے ہوئے کہا تو دوسرا نقاب پوش جس کا نام جیری تھا، ہنس پڑا۔

”بتانے کی ضرورت ہی کیا ہے فورٹ۔ مادام کے کمرے میں پہنچ کر خود ہی اسے پتہ چل جائے گا“..... جیری نے جواب میں کہا۔

عمران کچھ نہ بولا۔ اسے کھینچنے والے نقاب پوش فورٹ نے دائیں ہاتھ کے چوتھے دروازے پر قدم روکے پھر دروازے کے پاس دیوار پر نصب ایک بٹن پریس کر دیا۔

چونکتے ہوئے کہا۔

”خیر۔ اب تو تم نے پہچان ہی لیا ہو گا کہ میں تھریسیا ہوں۔“

تھریسیا نے سخت لہجے میں کہا۔

”ارے۔ سویٹ تھریسیا۔ تو پھر دور کیوں بیٹھی ہو۔ میرے پاس

آؤ۔ میرے دل سے کھیلو۔ ہائے میرا دل تمہیں دیکھ کر خوشی سے

بلیوں اچھل رہا ہے اور مور کی طرح تاج رہا ہے۔ آؤ نا“..... عمران

نے خوشی سے قلقاریاں مارتے ہوئے کہا تو دونوں نقاب پوشوں کی

آنکھوں سے حیرت جھلکنے لگی کہ عمران تھریسیا سے اس قدر فری

کیوں ہو رہا ہے۔ شاید وہ نہیں جانتے تھے کہ ان کی مادام اور زیرو

لینڈ کی خطرناک ترین ایجنٹ تھریسیا عمران کی محبت میں گرفتار ہے

اور عمران کے ہاتھوں کئی بار بے پناہ اذیتیں سہنے اور کئی مرتبہ اس

کے ہاتھوں موت کی دہلیز تک پہنچ جانے کے باوجود بھی وہ عمران کو

چاہتی ہے لیکن تھریسیا اپنے ہاتھوں کے سامنے عمران کے رومانٹک

جملے سن کر خفت محسوس کر رہی تھی۔

”بکومت عمران۔ مطلب کی بات کرو“..... تھریسیا نے غضبناک

لہجے میں کہا۔

”مطلب کی بات کرنے والے خود غرض ہوتے ہیں تھریسیا اور

میں تم سے سو فیصد سچا عشق کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ تمہاری

محبت نے مجھے نہ دین کا چھوڑا ہے نہ دنیا کا۔ ورنہ میں اب تک

نوج کر چکا ہوتا“..... عمران نے جوشیلے لہجے میں کہا۔

”مادام۔ آپ اجازت دیں تو میں ابھی اس کے سر سے محبت کا

بھوت اتار دیتا ہوں“..... جیری نے غصے سے کہا۔

”نہیں جیری۔ ماسٹر آنے والا ہے۔ وہی اسے سیدھا کرے گا۔“

تھریسیا نے سر جھٹک کر کہا۔

”نہیں ماسٹر چیری۔ یہ غلط کہہ رہی ہے۔ مجھے تو سکول میں

میرے ماسٹر بھی سیدھا نہیں کر سکے تھے“..... عمران نے جلدی سے

کہا۔

”شٹ اپ۔ میرا نام چیری نہیں جیری ہے“..... جیری نے

غراتے ہوئے کہا۔

”جیری ہے تو جیری ہی رہو، جنگلی بننے کی کوشش مت کرو۔“

عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”جیری۔ تم خاموش رہو۔ یہ جان بوجھ کر فضول باتیں کر کے

تمہیں غصہ دلانے کی کوشش کر رہا ہے تاکہ ہنگامہ کر کے یہاں سے

فرار ہو سکے۔ اور عمران۔ مجھے یقین ہے کہ فارمولا تمہارے پاس

ہے۔ تم اسے میرے حوالے کر دو“..... تھریسیا نے جیری کو سمجھانے

کے بعد عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”کسی دشمن نے اڑائی ہو گی۔ ایسی افواہوں کے سبب ہی تو

آج تک ہم دونوں کنوارے ہیں“..... عمران نے اداس لہجے میں کہا

تو جیری اسے خونخوار انداز میں گھورنے لگا۔ شاید تھریسیا کی ہنک اس

سے برداشت نہیں ہو پارہی تھی لیکن اسی لمحے میز پر رکھے ٹرانسمیٹر سے

کے ملازم سلیمان سے بھی پوچھ گچھ کی جائے۔ روٹر نے ٹوڈ کو بتایا کہ وہ پندرہ منٹ میں عمران کے پرفلیٹ پہنچ جائے گا اس دوران اگر کوئی فلیٹ میں داخل ہو تو وہ اسے اطلاع دے۔ یہ گفتگو سن کر مجھے یاد آیا کہ میجر ویلوٹ تو ایکریسیا کی بلیو برڈ ایجنسی کا سپر ایجنٹ ہے..... دوسری طرف سے شیفرڈ نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”تم نے اچھا کیا کہ مجھے فوری اطلاع دی۔ میجر ویلوٹ واقعی بلیو برڈ کا سپر ایجنٹ ہے اور یقیناً اسے مشن کا انچارج بنا کر بھیجا گیا ہو گا۔ تم ٹوڈ کو پکڑ کر یہاں لے آؤ تاکہ اس سے ویلوٹ کا ٹھکانہ معلوم کر کے اسے ختم کر دیا جائے“..... تھریسیا نے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

”بہت بہتر مادام۔ میں کوشش کرتا ہوں“..... دوسری طرف سے شیفرڈ کی آواز آئی۔

”اگر ٹوڈ تمہاری گرفت سے بچ کر فرار ہونے کی کوشش کرے تو اس کا تعاقب کر کے اس کا ٹھکانہ معلوم کرنا۔ اور اینڈ آل۔“ تھریسیا نے آخر میں کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے عمران کو دیکھنے لگی۔

”عمران۔ کیا فارمولا تمہارے فلیٹ میں یا سلیمان کے پاس ہے“..... تھریسیا نے ایک لمحہ بعد عمران سے کہا۔

”گھاس کھا گئی ہو کیا۔ بھلا اتنے اہم فارمولا کی سلیمان کیسے حفاظت کر سکتا ہے۔ وہ تو مجھ سے بھی زیادہ بے وقوف اور گاؤدی ہے“..... عمران نے منہ بنا کر کہا تو تھریسیا بے اختیار ہنس پڑی۔

سگنل کی مخصوص آواز ابھرنے لگی اور سب ٹرانسمیٹر کی طرف متوجہ ہو گئے۔ تھریسیا نے ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

”ہیلو مادام۔ شیفرڈ کالنگ۔ اور“..... ٹرانسمیٹر سے آواز بلند ہوئی۔

”یس شیفرڈ۔ ٹی تھری بی رسیونگ یو۔ اور“..... تھریسیا نے جواباً پروکار لہجے میں کہا۔

”مادام۔ بلیو برڈ ایجنسی کے ایجنٹ یہاں پہنچ گئے ہیں۔“ دوسری طرف سے شیفرڈ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو تھریسیا کے ساتھ ساتھ عمران بھی چونک پڑا تھا۔

”اوہ۔ تمہیں کیسے پتہ چلا“..... تھریسیا نے شیفرڈ سے سوال کیا۔

”میں عمران کے فلیٹ کی نگرانی کے لئے پہنچا تو میں نے ایک

آدمی کو فلیٹ کے دروازے سے ہٹتے دیکھا۔ وہ فلور پر واقع کامن باتھ روم کی طرف جا رہا تھا اور شکل سے مقامی لگتا تھا۔ مجھے خیال آیا کہ شاید وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ممبر ہے۔ چنانچہ اس کے باتھ روم میں داخل ہوتے ہی میں بھی باتھ روم کے قریب پہنچ گیا اور بند دروازے سے کان لگایا تو مجھے اندر سے آوازیں سنائی دیں۔

غالباً وہ آدمی ٹرانسمیٹر پر گفتگو کر رہا تھا۔ اس نے اپنا نام روٹر بتایا اور کسی ٹوڈ نامی شخص سے بات کی۔ روٹر نے ٹوڈ سے کہا کہ اسے میجر ویلوٹ نے حکم دیا ہے کہ ٹوڈ کے ساتھ مل کر عمران کے ملازم کو قابو کر کے فلیٹ میں فارمولا یا موبائل سم تلاش کی جائے اور عمران

”تھریسا۔ کیا ہوٹل بلیو مون میں دھماکہ تم نے کیا تھا۔“ عمران نے اچانک سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔
 ”ہاں۔ پھر کیا کر لو گے تم۔“ تھریسا نے طنزیہ لہجے میں پوچھا۔

”کتنے لوگ اس دھماکے میں مرنے ہیں۔“ عمران نے غراتے ہوئے کہا تو تھریسا پھر ہنس پڑی۔

”بے فکر رہو۔ وہ ٹائم بم تباہ کن نہیں تھا۔ اس سے صرف دھماکہ ہوا اور دھواں پھیلا تھا ہال میں۔“ اس نے شوخ لہجے میں کہا۔
 ”لیکن دھماکہ کرنے کی ضرورت ہی کیا تھی۔“ عمران نے حیران ہو کر کہا۔

”تاکہ تم دھماکے کی طرف متوجہ ہو جاؤ اور میں تمہیں بے ہوش کر سکوں۔ اس کے علاوہ اگر وہاں تمہارا کوئی ساتھی موجود ہو تو میرا تعاقب کرنے کی بجائے ہوٹل کی طرف دوڑ پڑے۔ کیا سمجھے۔“ تھریسا نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

”بڑی دس نمبری ہو تم۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
 ”اور تم چار سو بیس ہو۔ مجھے فریب دیا کہ فارمولا پروفیسر عباسی کے پاس ہے حالانکہ اس نے فارمولا تمہارے حوالے کیا تھا۔ سچ بٹاؤ فارمولا تمہارے فلیٹ میں ہی ہے یا کہیں اور چھپایا ہوا ہے۔“ تھریسا نے ہنستے ہوئے کہا جیسے کسی ننھے بچے سے پوچھ رہی ہو اور جواب میں عمران نے شرمانے کی اداکاری کرتے ہوئے نگاہیں جھکا

لیں۔

”قسم سے آنٹی۔ میں نے تو فارمولا دیکھا تک نہیں۔“ عمران نے بچوں کی طرح منہ بسورتے ہوئے کہا تو آنٹی کے خطاب پر تھریسا بھنا گئی۔

”شٹ اپ۔ اداکاری نہیں چلے گی عمران۔“ وہ لکھنے لہجے میں غرائی۔

”رومانس تو چلے گا ہی نا سوئی تھریسی۔“ عمران نے اس کی طرف نشلی نگاہوں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”میں تمہاری کھال اتار دوں گی عمران۔“ تھریسا نے حلق کے بل چیخ کر کہا۔

”جب میں کھال سمیت تمہارے پاس ہوں تو کھال اتارنے کی کیا ضرورت ہے۔ جیسے دل چاہے ذبح کر دو۔ یقین کرو آف نہیں کروں گا۔ تم میری محبت آزما کر تو دیکھو۔“ عمران نے پھر اداس لہجے میں کہا۔

”مادام۔ مجھ سے آپ کی تو بہن برداشت نہیں ہو رہی۔“ جیری نے غصے سے عمران کو گھورتے ہوئے تھریسا سے کہا۔

”تو مادام کی طرح سلیمانی چورن کھاؤ بیٹا۔ سب کچھ برداشت کر جاؤ گے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو جیری نے غضبناک انداز میں عمران کو گھورتے ہوئے بے بسی سے فرش پر پاؤں مارا۔ اسی لمحے کمرے میں بیل کی آواز ابھری۔ تھریسا نے عمران سے

اسے ڈانٹتے ہوئے کہا۔

”ابھی تم میری بے بسی پر آنسو بھی بہاؤ گے پیارے چچا۔“
عمران نے ہنس کر اسے آنکھ مارتے ہوئے کہا۔

”ماسٹر۔ تم کس بحث میں الجھ گئے ہو۔ مطلب کی بات کرو۔“
تھریسیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”تم چچا بھتیجے کے بیچ میں مت دخل دو تھریسیا۔ البتہ ہو سکے تو اس کی مرہم پٹی کا سامان منگوا لو۔ ایسا نہ ہو کہ خون زیادہ بہہ جائے اور تمہیں اس کی لاش چھوڑ کر بھاگنا پڑ جائے۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ابھی پتہ چل جائے گا کہ کون لاش بنتا ہے۔ شرافت سے بتا دو کہ ڈاکٹر جوزف کی ایجاد کا فارمولا تم نے کہاں چھپا رکھا ہے۔ ورنہ بہت برا حشر کروں گا تمہارا۔“..... سنگ ہی نے غصے سے جبرے بھینچتے ہوئے کہا۔

”فارمولے کو بھول جاؤ چچا۔ البتہ فالودہ کھلا سکتا ہوں چاندنی چوک سے۔ کھاؤ گے۔“..... عمران نے جواب میں کہا۔

”میں تمہارا خون پی جاؤں گا۔“..... سنگ ہی نے غضبناک لہجے میں کہا۔

”نہیں۔ خون پی کر تو تم خونخوار بن جاؤ گے چچا۔ پھر تھریسیا کو بھی نہیں چھوڑو گے۔ اس کا خون تو دیے ہی لذیذ ہو گا۔“..... عمران نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

نگاہیں ہٹاتے ہوئے دروازے کی طرف دیکھا تو عمران نے بھی چہرہ گھما کر اس طرف دیکھا۔ دروازے سے ایک فٹ کی بلندی پر سکرین روشن تھی جس پر دروازے کے باہر کا منظر دکھائی دے رہا تھا۔ باہر ایک مقامی شخص کھڑا تھا لیکن عمران نے اسے پہچان لیا۔ وہ سنگ ہی تھا۔ تھریسیا نے میز کے کنارے کے نیچے نصب ایک بٹن پر پریس کیا تو دروازہ خود بخود کھل گیا اور باہر کھڑا سنگ ہی اندر آ گیا۔ ”ہیلو تھریسیا۔ مجھے دیر تو نہیں ہوئی۔“..... سنگ ہی آگے بڑھتے ہوئے تھریسیا سے کہا۔

”نہیں ماسٹر۔ البتہ ابھی ابھی اطلاع ملی ہے کہ ایکریمین ایجنٹ یہاں پہنچ گئے ہیں۔“..... تھریسیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہمیں ان سے کیا لینا ہے۔ ہمارا ٹارگٹ تو اب عمران اور ایکسٹو ہیں۔“..... سنگ ہی نے ہنستے ہوئے عمران کی طرف دیکھ کر کہا تو عمران نے بھی احمقانہ انداز میں دانت نکال دیئے تو سنگ ہی نے ہونٹوں کو سختی سے بھینچ لیا۔

”بری طرح پھنس گئے ہو بھتیجے۔“..... اس نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

”تم بھی تو پھنسے ہو چچا۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”وہ کیسے۔“..... سنگ ہی نے چوکتے ہوئے پوچھا۔

”شاید تم نے کنفیوژن کا یہ قول نہیں سنا کہ ہنسے اور پھنسے۔“
عمران نے آنکھوں کو نچاتے ہوئے کہا۔

”بکومت۔ میں تمہاری بے بسی پر ہنسا تھا۔“..... سنگ ہی نے

ٹرانسمیٹر سے ابھرنے والی سنگل کی مخصوص آواز سن کر ویلوٹ چونکا اور اس نے ٹرانسمیٹر لائٹر اٹھا کر آن کر دیا۔
 ”ہیلو باس۔ روٹر کالنگ اوور“..... ٹرانسمیٹر سے اس کے ماتحت کی آواز آئی۔

”لیس روٹر۔ ویلوٹ رسیونگ یو۔ اوور۔ کیا تم عمران کے فلیٹ پر پہنچ گئے ہو۔ اوور“..... ویلوٹ نے جوابا کہا۔
 ”لیس باس۔ لیکن ٹوڈ عائب ہے“..... دوسری طرف سے روٹر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو ویلوٹ چونک پڑا۔
 ”کیا مطلب۔ کیا وہ وہاں موجود نہیں ہے“..... ویلوٹ نے تیزی سے پوچھا۔

”نوسر۔ حالانکہ میں نے راستے میں ٹرانسمیٹر پر اس سے بات بھی کی تھی اور اسے بتایا تھا کہ میں باس کے حکم پر آ رہا ہوں لیکن

”تو تم فارمولا نہیں دو گے“..... سنگ ہی نے اسے درندگی آمیز نگاہوں سے گھورتے ہوئے کہا۔

”تھریسیا۔ چچا کو سمجھاؤ۔ بوڑھا ہو گیا ہے لیکن عقل ابھی تک اس کی ٹخنوں میں ہے۔ سمجھ نہیں آتا کہ ابھی تک انسان کیوں نہیں بنا۔ وہی الو کا الو ہی ہے“..... عمران نے تھریسیا کو مخاطب کرتے ہوئے منہ بنا کر کہا تو وہ ہنس پڑی۔

”تم دونوں آپس میں نمٹو۔ میں جا رہی ہوں“..... تھریسیا نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور میز کے عقب سے نکل آئی۔
 ”نہیں۔ نہیں۔ مت جاؤ تھریسیا۔ مجھے اس خون آشام چچا کے رحم و کرم پر چھوڑ کر مت جاؤ“..... عمران نے چیختے ہوئے کہا۔
 ”تھریسیا تمہاری کوئی مدد نہیں کرے گی مگر میں آج تمہارے ٹکڑے کر ڈالوں گا“..... سنگ ہی غراتے ہوئے کہا تو تھریسیا مسکراتے ہوئے دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

”چچا۔ تھریسیا کو روک لو تا کہ تمہارے ہاتھوں میرے ٹکڑے ہوتے دیکھ کر خوش ہو سکے“..... عمران نے تیزی سے کہا لیکن تھریسیا دروازہ کھول کر باہر نکل گئی اور دروازہ بند ہو گیا۔ ایک لمحے کے لئے سنگ ہی اور دونوں نقاب پوشوں نے دروازے کی طرف دیکھا اور اسی لمحے سنگ ہی اچھل کر میز سے جا ٹکرایا اور کراہتا ہوا فرش پر گرنا چلا گیا۔

جب میں وہاں پہنچا تو ٹوڈ مجھے نہ عمارت کے اندر دکھائی دیا اور نہ ہی باہر۔ میں نے ٹرانسمیٹر پر اسے کال کرنے کی کوشش کی لیکن اس نے کال بھی رسیو نہیں کی۔..... روٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
 ”اوہ۔ کیا اس کی گاڑی وہاں موجود ہے؟“..... ویلوٹ نے پریشان ہو کر پوچھا۔

”یس باس۔ ٹوڈ کی گاڑی عمارت کے سامنے سڑک کے کنارے موجود ہے۔ مجھے لگتا ہے کہ ٹوڈ کو اغوا کیا گیا ہے“..... روٹر کی آواز آئی۔

”یقیناً یہی بات ہوگی۔ کیا عمران کا ملازم فلیٹ میں موجود ہے؟“..... ویلوٹ نے تیزی سے کہا۔

”یس سر۔ اندر کی لائٹ جل رہی ہے اور دروازہ بھی اندر سے بند ہے“..... روٹر نے جواب دیا۔

”ہو سکتا ہے۔ ٹوڈ کو اغوا کرنے والے تمہیں بھی پکڑ لیں۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبرز فلیٹ کی نگرانی کر رہے ہیں۔ تم فی الحال اپنے ہوٹل واپس چلے جاؤ۔ اوور اینڈ آل“..... ویلوٹ نے ہدایت کرتے ہوئے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے میز پر رکھنے کے بعد ٹیلی فون کا رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر پر پریس کرنے لگا۔

”ہیلو۔ جیگر سیلنگ“..... رابطہ قائم ہونے پر آواز آئی۔
 ”ویلوٹ بات کر رہا ہوں کیپٹن جیگر۔ ٹوڈ کو اغوا کر لیا گیا ہے۔“

ویلوٹ نے تیزی سے کہا۔

”اوہ۔ کس نے اغوا کیا ہے۔ وہ تو عمران کے فلیٹ کی نگرانی کر رہا تھا“..... دوسری طرف سے جیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
 ”معلوم نہیں۔ روٹر عمران کے فلیٹ پر پہنچا تو ٹوڈ غائب تھا۔“..... ویلوٹ نے کہا اور تفصیل بتا دی۔

”پھر۔ ایسا نہ ہو کہ روٹر بھی پکڑا جائے“..... جیگر کی تشویش آمیز آواز سنائی دی۔

”ہاں۔ اسی لئے میں نے اسے واپس آنے کی ہدایت کر دی ہے“..... ویلوٹ نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔
 ”پھر میرے لئے کیا حکم ہے؟“..... جیگر نے دوسری جانب سے پوچھا۔

”تم میرے پاس آ جاؤ۔ پھر میں بتاتا ہوں“..... ویلوٹ نے کہا اور فون کا رسیور رکھ دیا۔ ٹھیک اسی لمحے میز کی دراز میں رکھے لاگ ریج ٹرانسمیٹر سے سگنل کی آواز آئی اور ویلوٹ نے ٹرانسمیٹر نکال کر آن کر دیا۔

”ہیلو میجر ویلوٹ۔ کرنل فالکن کالنگ اوور“..... ٹرانسمیٹر سے اس کے چیف کی مخصوص آواز ابھری۔

”یس چیف۔ ویلوٹ رسیونگ یو۔ اوور“..... ویلوٹ نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

”ویلوٹ۔ سیٹلائٹ سے ٹرانسمیٹر کال کی ریکارڈنگ مل گئی ہے۔ اوور“..... دوسری طرف سے کرنل فالکن نے کہا۔

ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

”بہت بہتر چیف۔ کیا پروفیسر عباسی کے بنگلے کی تلاشی نہ لی جائے۔ اور“..... ویلوٹ نے سر ہلاتے ہوئے پوچھا۔

”نہیں۔ کیونکہ پروفیسر عباسی بتا چکا ہے کہ فارمولا عمران کے پاس ہے تو پروفیسر عباسی کے بنگلے کی تلاشی لینے میں وقت ضائع کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ تم عمران تک پہنچنے کی کوشش کرو۔ اور“..... کرنل فالکن نے دوسری طرف سے سخت لہجے میں کہا۔

”رائٹ سر۔ لیکن زیرو لینڈ کے ایجنٹوں کے ٹھکانے کا ایڈریس معلوم ہونے پر ہی عمران کو بازیاب کرایا جاسکتا ہے اور اس کے لئے ہم کوشش کر رہے ہیں۔ چند منٹ بعد کامیابی کی توقع ہے۔ اور“..... ویلوٹ نے پروڈوق لہجے میں کہا۔

”چند منٹ بعد۔ وہ کیسے۔ اور“..... کرنل فالکن کی چوکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

”سارجنٹ ٹوڈ کو اغوا کر لیا گیا ہے اور اس کے لباس میں پوشیدہ اسپارکل چارجز کے ذریعے ہمیں اس عمارت کا پتہ چل جائے گا جہاں ٹوڈ کو لے جایا گیا ہے“..... ویلوٹ نے کہا اور ٹوڈ کے اغوا کا قصہ بھی بیان کر دیا۔

”تو کیا پاکیشیائی سیکرٹ سروس نے اسے اغوا کیا ہے۔ اور“..... کرنل فالکن نے تیزی سے پوچھا۔

”یقیناً سر۔ اور اگر ٹوڈ سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر پہنچ چکا ہے تو

”لیس چیف۔ میں سن رہا ہوں۔ اور“..... ویلوٹ نے بے تاب ہو کر کہا۔

”سپریم کمانڈر اور ماسٹر نامی شخص کے درمیان جو گفتگو ہوئی ہے اس میں ماسٹر کا نام سنگ ہی بتایا گیا ہے۔ اور“..... چیف کی آواز آئی۔

”اوہ۔ سنگ ہی تو زیرو لینڈ کا ایجنٹ ہے چیف۔ اور“..... ویلوٹ نے حیرت سے اچھلتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ اور اس نے اپنے سپریم کمانڈر کو بتایا ہے کہ پروفیسر عباسی کو گریٹ لینڈ کے ایجنٹوں نے اغوا کیا تھا لیکن سنگ ہی نے انہیں ختم کر کے پروفیسر عباسی کو اپنی گرفت میں لے لیا اور پروفیسر عباسی نے سنگ ہی کو بتایا ہے کہ اس نے ایکسٹو کے حکم پر فارمولا عمران کے حوالے کر دیا تھا اب سنگ ہی اور تھریسیا عمران سے فارمولا حاصل کریں گے۔ اور“..... چیف نے کہا۔

”مگر سر عمران کو اغوا کیا جا چکا ہے۔ اغوا کرنے والی یقیناً تھریسیا ہوگی“..... ویلوٹ نے تیزی سے کہا۔

”بہر حال اب یہ بات طے ہے کہ فارمولا عمران کے پاس ہے کیونکہ پروفیسر عباسی نے سنگ ہی کو یہی بتایا ہے اور اگر یہ بات غلط ہوتی تو سنگ ہی اپنے سپریم کمانڈر کو ہرگز اطلاع نہ دیتا۔ چنانچہ اب تم فوری طور پر زیرو لینڈ کے ایجنٹوں کی گرفت سے عمران کو چھڑاؤ اور عمران سے فارمولا حاصل کرو۔ اور“..... کرنل فالکن نے

”نوسر۔ موقع نہیں مل رہا جیسے ہی موقع ملے گا جنگل میں داخل ہو جاؤں گا۔ اور“..... مائیکل نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”رہنے دو۔ اب اس کی ضرورت نہیں ہے۔ تم واپس آ جاؤ۔ فارمولا وہاں نہیں بلکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف ایکسٹو کے پاس ہے۔ اور اینڈ آل“..... ویلوٹ نے سخت لہجے میں ہدایت کرتے ہوئے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

”جیگر۔ ٹوڈ کے لباس میں اسپارکل چارجر لگا ہوا تھا۔“ ویلوٹ نے جیگر کی طرف دیکھ کر کہا۔

”اوہ۔ پھر تو ہم باآسانی ٹوڈ کو اغوا کرنے والوں تک پہنچ سکتے ہیں“..... جیگر نے بے اختیار چونکتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ اب ٹوڈ اسپارکل چارجر کو آن کرے تو کام بن سکتا ہے“..... ویلوٹ نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”ہو سکتا ہے وہ بے ہوش ہو۔ ہوش میں آنے پر ہی وہ چارجر کو آن کرے گا“..... ویلوٹ نے سر ہلاتے ہوئے کہا تو ویلوٹ نے بھی اثبات میں سر ہلا دیا۔ ٹھیک اسی لمحے لائٹر ٹرانسمیٹر سے سگنل کی مخصوص آواز ابھرنے لگی۔ ویلوٹ نے جلدی سے ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

”ہیلو باس۔ ٹوڈ کالنگ۔ اور“..... ٹرانسمیٹر سے ٹوڈ کی آواز آئی تو ویلوٹ بے اختیار اچھل پڑا۔

”لیس ٹوڈ۔ ویلوٹ رسیونگ یو۔ تم کہاں ہو ٹوڈ۔ اور“۔ ویلوٹ

ہم ایکسٹو کا صفایا کر کے فارمولا نکال لائیں گے۔ میں نے اسی خدشے کے پیش نظر ٹوڈ کو عمران کے فلیٹ پر پہنچتے وقت اسپارکل چارجر لگانے کی ہدایت کر دی تھی۔ اور“..... ویلوٹ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”گڈ۔ پھر تو سمجھو تم کامیاب ہو چکے ہو۔ زیرو لینڈ کے ایجنٹ عمران کو اذیتیں دیتے رہیں گے اور تم ایکسٹو سے فارمولا چھین کر واپس آ جاؤ گے۔ کامیاب ہوتے ہی مجھے فوراً خوشخبری سنانا۔ اور اینڈ آل“..... کرل فالکن نے آخر میں کہا اور رابطہ ختم ہو گیا تو ویلوٹ نے بھی ٹرانسمیٹر آف کر کے دراز میں رکھ دیا۔ ٹھیک اسی لمحے دروازہ کھلا اور کیپٹن جیگر کمرے میں داخل ہوا۔ ویلوٹ نے اس کی طرف دیکھا اور میز پر رکھا لائٹر ٹرانسمیٹر اٹھا لیا۔ جیگر دروازہ بند کر کے آگے بڑھا۔

”ہیلو جیگر۔ بیٹھو میں پہلے مائیکل کو کال کر لوں“..... ویلوٹ نے جیگر سے کہا تو جیگر اس کے سامنے ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

”ہیلو مائیکل۔ ویلوٹ کالنگ اور“..... ویلوٹ نے ٹرانسمیٹر آن کر کے کہا۔

”لیس باس۔ مائیکل رسیونگ یو۔ اور“..... چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے اس کے ماتحت کی آواز آئی۔

”کیا تم پروفیسر عباسی کے جنگل میں داخل ہو چکے ہو۔ اور“۔ ویلوٹ نے پوچھا۔

”سمجھ گیا باس۔ میں چارجر آن کر دیتا ہوں۔ اور“..... ٹوڈ نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

”بہتر ہے کہ ان کی پوچھ گچھ سے بچنے کے لئے تم خود کو بے ہوش ظاہر کرتے رہو۔ اس دوران ہم وہاں پہنچ جائیں گے۔ ان لوگوں پر قابو پانے کے بعد میں تمہیں لاک اپ سے نکال لوں گا۔ اور اینڈ آل“..... ویلوٹ نے آخر میں کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے جیب میں ڈال لیا اور پھر اس نے میز کی دراز سے گھڑی کی طرح کا ایک چھوٹا سا میٹر نکالا اور اسی لمحے میٹر میں نصب ننھا سا سرخ بلب اسپارک کرنے لگا اور اس کی سوئی گھوم کر بائیں ڈگری پر آ گئی۔ جبکہ ڈائل پر تیس کے ہندسے پر ایک سبز نقطہ روشن ہو گیا تھا۔

”چلو جیگر۔ رسیور پر سگنل آ رہا ہے۔ چار مسلح افراد کو ساتھ لے لو“..... ویلوٹ نے چارجر رسیور جیب میں رکھتے ہوئے تیزی سے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ جیگر بھی اٹھا اور دروازے کی طرف بڑھا تو ویلوٹ نے میز سے ٹرانسمیٹر اٹھایا اور اس کے پیچھے بڑھتا چلا گیا۔

نے مضطربانہ لہجے میں پوچھا۔

”معلوم نہیں باس۔ عمران کے فلیٹ کی نگرانی کے دوران اچانک ایک مقامی شخص نے میرے قریب سے گزرتے ہوئے کوئی نوکیلی چیز میرے ہاتھ کی پشت میں چھو دی تھی اور اس سے پہلے کہ میں اس کے پیچھے قدم بڑھاتا میرے ذہن پر تاریکی پھیلنے لگی۔ میں فرش پر گرا اور اس کے بعد کچھ ہوش نہ رہا۔ اب ہوش آیا ہے تو آپ کو کال کر رہا ہوں۔ اور“..... ٹوڈ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”کوئی اندازہ ہے کہ وہ کونسی جگہ ہے۔ کسی کو تم نے وہاں دیکھا ہے۔ اور“..... ویلوٹ نے تیزی سے پوچھا۔

”نوسر۔ اس کمرے میں کوئی نہیں ہے۔ باہر سے بھی کوئی آواز نہیں آ رہی۔ دروازہ باہر سے بند ہے ہو سکتا ہے مجھے بے ہوش کرنے والا عمران کا ساتھی ہو اور یہ جگہ سیکرٹ سروس کا ہیڈ کوارٹر ہو۔ اور“..... ٹوڈ نے جواب میں کہا۔

”یقیناً تمہارا اندازہ درست ہے۔ تم اسپارکل چارجر آن کر دو۔ ہم اس کے ذریعے وہاں پہنچیں گے اس دوران تم سے وہ لوگ پوچھ گچھ کریں تو اپنا تعلق گریٹ لینڈ سے ظاہر کرنا اور ایسے گول مول جواب دینا کہ وہ لوگ فوری طور پر تمہیں اذیت پہنچانے سے باز رہیں۔ کیا سمجھ۔ اور“..... ویلوٹ نے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

پہلی منزل سے ہی آ رہا تھا۔ اگر وہ دوسری یا تیسری منزل سے آتا تو سیڑھیوں کی بجائے لفٹ کو ترجیح دیتا۔

گیٹ سے نکل کر جولیا اپنی کار میں آ بیٹھی جو گیٹ سے تقریباً پندرہ قدم کے فاصلے پر کھڑی تھی۔ وہ عقبی نشست پر سینے کے بل دراز ہو گئی اور سر اٹھا کر کھڑکی سے گیٹ کی طرف دیکھنے لگی۔ اس وقت رات کے دس بج رہے تھے اور لوگوں کی عمارت کے اندر آمد و رفت نہ ہونے کے برابر تھی۔ اسی طرح فٹ پاتھ بھی تقریباً سنان نظر آ رہا تھا۔ تقریباً بیس سیکنڈ بعد وہ آدمی عمارت کے گیٹ سے باہر آیا جس نے سرمئی رنگ کا سوٹ پہنا ہوا تھا۔ باہر آ کر اس آدمی نے محتاط انداز میں ادھر ادھر دیکھا اور جولیا سے دس بارہ قدم پیچھے کھڑی سفید رنگ کی بیوک کار کی طرف بڑھ گیا۔ جولیا کے دیکھتے ہی دیکھتے اس شخص نے بے ہوش جسم کار کی عقبی سیٹ پر ڈالا اور فوراً ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ کر انجن سٹارٹ کرنے لگا۔ اس نے کار پیچھے ہٹا کر اس کا رخ جولیا کی سمت میں کیا تو جولیا نے تیزی سے سر نیچے کر لیا۔ سفید کار اس کے عقب سے گزر گئی تو جولیا اچھل کر اٹھی اور ڈرائیونگ سیٹ پر آ بیٹھی اور انجن سٹارٹ کر کے سفید کار کے پیچھے روانہ ہو گئی۔ اس نے کار کا نمبر ذہن نشین کر لیا تھا۔ اس دوران سفید بیوک کافی فاصلے پر پہنچ چکی تھی لیکن چوراہے پر سگنل بند ہونے کے سبب ٹریفک رکی ہوئی تھی۔ اس لئے بیوک کی رفتار کم ہونے لگی اور جولیا اس سے تقریباً بیس قدم کے فاصلے پر

جولیا نے عمران کے فلیٹ پر پہنچ کر فٹ پاتھ کے ساتھ کار روکی اور انجن بند کر دیا۔ وہ رات کا کھانا گولڈن ہوٹل میں کھا کر واپس اپنے فلیٹ پر جا رہی تھی کہ اسے خیال آیا کہ عمران سے ہیلو ہیلو کرتی جائے۔ وہ کار سے اتر کر عمارت کے گیٹ کی طرف بڑھی لیکن اندر داخل ہوتے ہی بے اختیار چونک پڑی۔ سیڑھیوں سے ایک آدمی اتر رہا تھا اور اس نے کندھے پر ایک مردانہ جسم لاد رکھا تھا۔ جولیا کے ذہن میں فوراً خیال آیا کہ یقیناً اس آدمی نے کسی بے ہوش شخص کو اٹھایا ہوا ہے اور وہ بے ہوش شخص عمران بھی ہو سکتا ہے۔ یہ خیال آتے ہی جولیا لٹوکی مانند گھومی اور باہر نکل آئی۔ بے ہوش شخص کا چہرہ اٹھانے والے آدمی کی پشت پر تھا اس لئے وہ بے ہوش آدمی کی شکل نہیں دیکھ سکی تھی لیکن عمران کا خیال اسے اس وجہ سے آیا تھا کہ عمران کا فلیٹ پہلی منزل پر واقع تھا اور وہ آدمی یقیناً

پہنچی ہی تھی کہ سگنل کھل گیا اور ٹریفک رواں ہو گیا۔ سفید بیوک چوراہے سے بائیں جانب کی سڑک پر مڑ گئی۔ جولیا نے بھی اس جانب کار موڑی اور واچ ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔
”ہیلو چیف۔ جولیا کالنگ۔ اوور“..... وہ ایکسٹو کو کال کرنے لگی۔

”لیس جولیا۔ ایکسٹو انڈنگ یو۔ اوور“..... تین چار سیکنڈ بعد ایکسٹو کی آواز ٹرانسمیٹر سے ابھری تو جولیا سامنے جاتی سفید بیوک کی طرف دیکھتے ہوئے ایکسٹو کو اس کار والے کے بارے میں تفصیل سے بتانے لگی۔

”تم نے اچھا کیا کہ اس آدمی کا تعاقب شروع کر دیا لیکن بے ہوش شخص عمران نہیں ہے، عمران تو پہلے ہی اغوا ہو چکا ہے۔ اوور“..... ایکسٹو نے جولیا کے خاموش ہونے پر کہا تو جولیا بے اختیار اچھل پڑی۔

”اوہ۔ عمران کو کس نے اغوا کیا ہے چیف۔ اوور“..... جولیا نے مضطربانہ لہجے میں کہا۔

”زیرولینڈ کے ایجنٹوں نے۔ مجھے خاور نے رپورٹ دی ہے بہر حال تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ تم سفید بیوک کا تعاقب جاری رکھو اور منزل پر پہنچ کر مجھے رپورٹ دو۔ اوور“۔ ایکسٹو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”رائٹ سر۔ کیا یہ بھی زیرولینڈ والوں کا آدمی ہے۔ اوور“۔

جولیا نے مؤدبانہ لہجے میں پوچھا۔
”ہو سکتا ہے۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے اس آدمی کا تعاقب کسی اور ملک سے ہو بہر حال تم محتاط رہنا۔ تعاقب کے اختتام پر مجھے فوری رپورٹ دینا۔ اوور اینڈ آل“..... ایکسٹو نے ہدایات دیتے ہوئے کہا اور رابطہ منقطع کر دیا تو جولیا نے بھی واچ ٹرانسمیٹر آف کر دیا اور پوری توجہ سے سفید بیوک کا تعاقب کرنے لگی۔

تقریباً پندرہ منٹ بعد اگلی کار ڈیفنس سٹریٹ پر پہنچی اور ایک بنگلے کے گیٹ پر رکتی دکھائی دی تو جولیا اس وقت تقریباً چالیس قدم کے فاصلے پر تھی۔ فوری طور پر رکنا سفید بیوک والے کو شبہ میں مبتلا کر سکتا تھا۔ اس لئے جولیا نے کار نہ روکی اور جب اس بنگلے کے سامنے سے گزرنے لگی تو سفید بیوک گیٹ سے بنگلے میں داخل ہو رہی تھی۔ جولیا نے بیک ویو مرر میں دیکھتے ہوئے رفتار کم کر دی اور پھر جونہی گیٹ بند ہوا اس نے کار سائیڈ پر روک لی۔ سفید کار کی ہیڈ لائٹس کی روشنی میں وہ بنگلے کا نمبر دیکھ چکی تھی۔ چنانچہ وہ واچ ٹرانسمیٹر آن کر کے ایکسٹو کو کال کرنے لگی۔

”ہیلو چیف۔ جولیا کالنگ اوور“..... وہ بیک ویو مرر میں مطلوبہ بنگلے کے گیٹ کی طرف دیکھتے ہوئے بول رہی تھی۔

”لیس جولیا۔ ایکسٹو انڈنگ یو۔ اوور“..... چند سیکنڈ بعد ٹرانسمیٹر سے ایکسٹو کی آواز بلند ہوئی۔

”رپورٹ سر۔ سفید بیوک ڈیفنس سٹریٹ کے بنگلہ نمبر سیونٹی تھری

رفتار سے چلتی ہوئی قریب آئی اور پھر یکدم جولیا کے برابر آ کر رک گئی۔ دوسرے ہی لمحے فرنٹ سیٹ پر بیٹھے ایک سفید فام نے جولیا پر مشین پٹل تان لیا اور جولیا بے ساختہ اچھل پڑی۔ کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر وہی مقامی شخص بیٹھا ہوا تھا جس کا وہ تعاقب کرتی رہی تھی جبکہ کار کی پچھلی سیٹ پر بھی ایک سفید فام مشین گن لئے بیٹھا تھا اور مشین گن کا رخ جولیا کی طرف ہی تھا۔ کار رکتے ہی مشین گن بردار شخص دروازہ کھول کر تیزی سے باہر نکل آیا۔

”خبردار۔ بھاگنے کی کوشش مت کرنا جولیا ورنہ چھلنی کر دی جاؤ گی“..... فرنٹ سیٹ پر بیٹھے شخص نے جولیا کو گھورتے ہوئے دھمکی آمیز لہجے میں کہا اور اسی لمحے دوسرے سفید فام نے قریب آ کر جولیا پر مشین گن تان لی۔ تب فرنٹ سیٹ والا بھی دروازہ کھول کر باہر آ گیا۔ جولیا خاموشی سے بیٹھی حیرت سے اسے دیکھ رہی تھی۔

”باہر آ جاؤ۔ کوئی غلط حرکت مت کرنا“..... فرنٹ سیٹ والے نے مشین پٹل کا رخ جولیا کے سر کی طرف کرتے ہوئے حکم دیا اور دوسرے ہاتھ سے جولیا کی کار کا دروازہ کھول دیا۔

”کون ہو تم اور کیا چاہتے ہو؟“..... جولیا نے غصیلے لہجے میں

پوچھا۔

”بنگلے میں پہنچ کر بتا دیا جائے گا۔ فی الحال تمہیں یہ بتا دیتا ہوں کہ تم شیفرڈ کا تعاقب کرتی رہی ہو اور اسے یہاں پہنچ کر اپنے تعاقب کا احساس ہوا تھا“..... سفید فام نے جولیا کو گھورتے ہوئے

میں داخل ہوئی ہے اور میں وہاں سے تقریباً تیس گز آگے موجود ہوں۔ اور“..... جولیا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”گڈ۔ بیوک کے ڈرائیور کو اپنے تعاقب کا شبہ تو نہیں ہوا۔ اور“..... ایکسٹو نے پوچھا۔

”نوسر۔ وہ یکساں رفتار سے یہاں تک آیا ہے اور راستے میں کہیں نہیں رکا۔ اور“..... جولیا نے جواب میں کہا۔

”آل رائٹ۔ میں صفدر اور تنویر کو بھیج رہا ہوں۔ ان کے ہمراہ تم نے عمارت پر ریڈ کرنا ہے۔ اور“..... ایکسٹو نے کہا اور ہدایات دینے لگا۔ جولیا توجہ سے سن رہی تھی۔

”رائٹ سر۔ اور“..... ایکسٹو کے خاموش ہونے پر جولیا نے کہا۔

”اس دوران وہاں سے کوئی روانہ ہو تو اس کا پیچھا کرنا اور مجھے اطلاع دینا۔ اور اینڈ آل“..... ایکسٹو نے آخر میں کہا اور رابطہ منقطع ہو گیا تو جولیا نے بھی واچ ٹرانسمیٹر آف کر دیا اور اپنے ساتھیوں کا انتظار کرنے لگی۔

تقریباً پانچ منٹ ہی گزرے تھے کہ مطلوبہ بنگلے کا گیٹ کھلا اور اس سے سیاہ رنگ کی کار برآمد ہوئی تو جولیا چونک پڑی۔ ایکسٹو کے حکم کے مطابق اسے سیاہ کار کا تعاقب کرنا تھا۔ گیٹ بند ہو گیا اور سیاہ کار کا رخ اسی سمت ہو گیا جس طرف جولیا کی گاڑی کا رخ تھا۔ جولیا خوش ہو گئی کہ اسے یوٹرن نہیں لینا پڑا۔ سیاہ کار نارمل

آدمی بے ہوش پڑا تھا اور شکل سے مقامی لگتا تھا۔ جولیا سمجھ گئی کہ اس کو ہی عمران کے فلیٹ سے اغوا کر کے لایا گیا ہے۔ میز پر شراب کی بوتل، دو گلاس اور ٹیلی فون سیٹ رکھا تھا۔

”پال۔ اسے بٹھاؤ“..... مشین پستل والے نے دوسرے سفید فام سے کہا اور خود میز کی دوسری جانب کرسی پر جا بیٹھا۔

”بیٹھ جاؤ“..... پال نامی سفید فام نے کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے جولیا سے سخت لہجے میں کہا تو وہ کرسی پر بیٹھ گئی۔ سامنے بیٹھے سفید فام نے اپنی جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک کی رنگ نکالا جس میں چھوٹا سا کھلونا ہاتھی نما ٹرانسمیٹر تھا۔

”ہیلو مادام۔ شارک کاننگ اوور“..... وہ ٹرانسمیٹر آن کر کے بولنے لگا۔

”لیس شارک۔ تھریسیا رسیونگ یو۔ اوور“..... چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے تھریسیا کی آواز ابھری تو جولیا چونک پڑی۔

”مادام۔ شیفرڈ آپ کے حکم پر عمران کے فلیٹ سے ٹوڈ نامی ایکریمین ایجنٹ کو بے ہوش کر کے لایا ہے یہاں لیکن اس کا تعاقب کیا گیا تھا۔ اوور“..... شارک نے انتہائی مودبانہ لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ پھر اس احمق نے تعاقب کرنے والے کو ڈانچ کیوں نہیں دیا اور تمہارے ٹھکانے پر کیوں چلا آیا۔ اوور“..... دوسری طرف سے تھریسیا نے غضبناک لہجے میں کہا تو جولیا کے پہلو میں

کہا۔

”اسے غلط فہمی ہوئی ہے۔ کون ہے شیفرڈ“..... جولیا نے غراتے ہوئے کہا۔

”یہ بیٹھا ہے اور اگر اسے غلط فہمی ہوئی ہے تو تم یہاں آ کر کیوں رکی ہوئی ہو“..... سفید فام نے اپنی کار میں بیٹھے شخص کی طرف اشارہ کرتے ہوئے طنزیہ لہجے میں کہا تو جولیا سمجھ گئی کہ بچاؤ ممکن نہیں ہے اور مزاحمت بے سود ثابت ہوگی۔ چنانچہ ایک لمحہ بعد وہ کار سے اتر آئی۔ سفید فام نے مشین پستل سے اپنی کار کی طرف اشارہ کیا تو جولیا آگے بڑھی اور فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گئی۔ مشین گن والا سفید فام عقبی نشست پر جولیا کے پیچھے بیٹھ گیا جبکہ دوسرا سفید فام بھی اس کے ساتھ بیٹھ گیا تھا۔ شیفرڈ نے کار کو یوٹرن لے کر اس کا رخ اپنے بنگلے کی طرف کر دیا۔

بنگلے کے گیٹ کے قریب پہنچ کر شیفرڈ نے ہارن بجایا اور گیٹ کھل گیا۔ شیفرڈ نے کار اندر لے جا کر برآمدے کے سامنے روک دی۔ عقب میں بیٹھے سفید فام کار سے اترے اور مشین پستل والے کے اشارے پر جولیا بھی کار سے اتری تو سفید فام نے مشین پستل جولیا کی پشت سے لگا دیا اور اسے برآمدے کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔ جولیا نے ہاتھ اٹھائے ان تینوں کے گھیرے میں آگے بڑھنے لگی۔ چند لمحوں بعد وہ لوگ راولپنڈی میں داخل ہو رہے تھے۔ اس کمرے میں ایک میز اور چند کرسیاں رکھی تھیں جبکہ فرش پر ایک

اس پر غصہ آنے لگا۔

”مادام۔ آپ کے آنے تک جولیا کو لاک اپ میں بند کر دیا جائے۔ اور“..... شارک نے مؤدبانہ لہجے میں پوچھا۔

”ہاں۔ کیا اس سے پاس اسلحہ برآمد ہوا ہے۔ اور“..... تھریسیا کی آواز آئی۔

”نہیں مادام۔ ابھی اس کی تلاشی نہیں لی۔ اور“..... شارک نے چونکتے ہوئے کہا۔

”احتمال ہو تم۔ اس کے پاس یقیناً ریوالور ہو گا اس کے پرس میں۔ اسے غیر مسلح کر کے لاک اپ میں بند کر دو۔ میں تھوڑی دیر بعد تمہیں کال کروں گی۔ اور اینڈ آل“..... دوسری طرف سے تھریسیا نے غصیلے لہجے میں کہا اور ٹرانسمیٹر خاموش ہو گیا تو شارک نے بھی ٹرانسمیٹر آف کر دیا اور جولیا کو دیکھنے لگا۔ پال بھی جولیا کی طرف متوجہ ہو گیا۔

”پال۔ اس کا پرس چیک کر دو۔ ریوالور ہو تو نکال لو“..... ایک لمحہ بعد شارک نے پال کی طرف دیکھ کر کہا۔

”شارک۔ اس ایکریمین کا کیا کرنا ہے“..... شیفرڈ نے شارک سے پوچھا۔

”فی الحال اسے بھی لے جاؤ اور کسی کمرے میں بند کر دو۔ مادام آئے گی تو پتہ چلے گا کہ ٹوڈ کا کیا کرنا ہے“..... شارک نے فرش پر پڑے بے ہوش آدمی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو شیفرڈ

کھڑے شیفرڈ کی آنکھوں سے خوف ٹپکنے لگا۔

”شیفرڈ کو عمارت کے پاس پہنچ کر تعاقب کا احساس ہوا تھا مادام۔ بہر حال ہم نے تعاقب کرنے والے کو گرفت میں لے لیا ہے۔ اس نے یہاں سے میں پچیس قدم کے آگے جا کر کار روکی تھی۔ اور“..... شارک نے شیفرڈ کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

”اچھا۔ کیا وہ ایکریمین ایجنٹ کا ساتھی ہے۔ اور“..... تھریسیا کی چونکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

”نہیں مادام۔ وہ علی عمران کی دوست اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ممبر جولیا ہے۔ اور“..... شارک نے جواب میں بتایا۔

”اوہ۔ تو جولیا تمہاری گرفت میں آ گئی ہے۔ ویری گڈ۔ اور“..... تھریسیا نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”لیس مادام۔ چونکہ وہ میک اپ کے بغیر ہے اس لئے میں نے اسے فوراً پہچان لیا۔ حکم کیجئے۔ اس کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے۔ اور“..... شارک نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”سلوک۔ سلوک تو میں خود آ کر اس کے ساتھ کروں گی۔ فی الحال میں اور ماسٹر مطلوبہ فارمولا کے سلسلے میں عمران سے پوچھ گچھ کر رہے ہیں اور یہ اچھا ہوا کہ جولیا بھی ہماری گرفت میں آ چکی ہے۔ اب عمران سے فارمولا حاصل کرنا آسان ہو جائے گا۔ اور“..... تھریسیا نے دوسری طرف سے ہنستے ہوئے کہا تو جولیا کو

میں داخل ہوا تو شارک اور اس کے ساتھی آنے والے کی طرف دیکھنے لگے۔

”ہیلو فرینڈز“..... آنے والے نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے کہا اور جولیا کی طرف دیکھ کر چونک پڑا۔

”ہیلو تھامن۔ کہاں سے آ رہے ہو“..... شارک نے مسکراتے ہوئے کہا

”اپنے ہوٹل سے۔ ماسٹر نے حکم دیا تھا کہ میں ہوٹل چھوڑ کر اس پوائنٹ پر آ جاؤں“..... تھامن نے قریب آتے ہوئے کہا۔

”کیوں۔ کیا وہاں کوئی خطرہ تھا تمہارے لئے“..... پال نے چونک کر پوچھا۔

”ہاں۔ باس نے بتایا تھا کہ مادام نے عمران کو اغوا کر لیا ہے اور سیکرٹ سروس کے ممبرز غیر ملکی ایجنٹوں کی شدت سے تلاش میں ہیں ایسا نہ ہو کہ میں ان کی نگاہوں میں آ جاؤں۔ یہ کون ہے۔“ تھامن نے جواب دیتے ہوئے آخر میں جولیا کی طرف دیکھ کر کہا۔

”تم پاکیشیا سیکرٹ سروس کی نگاہوں میں آ چکے ہو تھامن۔“ شارک نے ہنس کر کہا۔

”اوہ۔ کیا مطلب“..... تھامن نے چونکتے ہوئے کہا۔

”یہ لڑکی پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ممبر اور عمران کی دوست جولیا ہے“..... شارک نے مسکراتے ہوئے کہا۔

نے جھک کر بے ہوش آدمی کو اٹھایا اور کندھے پر ڈال کر کمرے سے نکل گیا۔ پال نے جولیا کے کندھے سے پرس اتارا اور کھول کر اس میں رکھا ریوالور نکال لیا پھر پرس جولیا کی طرف بڑھایا تو اس نے خاموشی سے پرس لے کر اپنے کندھے پر لٹکا لیا۔

”اب اس کے ہاتھ کرسی سے باندھ دو“..... شارک نے پال سے کہا تو پال نے اپنی ٹائی کھولی اور جولیا کے ہاتھ کرسی پر پشت پر موڑ کر ٹائی سے باندھ دیئے۔ اسی لمحے شیفرڈ واپس آ گیا۔

”کیا جولیا کو لاک اپ میں بند نہیں کرتا“..... اس نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

”نہیں۔ اس سے بات کرنے مادام خود آ رہی ہیں۔ تم بیٹھو اور

ایک پیگ پیو“..... شارک نے بے پروائی سے کہا اور ایک بوتل اٹھا کر گلاس میں شراب ڈالنے لگا۔ شیفرڈ ایک کرسی پر بیٹھ گیا اور پال بھی میز کی سائیڈ پر رکھی کرسی پر آ بیٹھا لیکن اس انداز میں کہ وہ جولیا پر نگاہ رکھ سکتا تھا۔ اس نے مشین گن اپنے کندھے سے لٹکا لی تھی جبکہ شارک نے اپنا مشین پستل اپنے آگے میز پر رکھا ہوا تھا۔ جولیا کو صفر اور تویر کا انتظار تھا۔ اسے یقین تھا کہ وہ دونوں اس کو کار

میں نہ دیکھ کر معاملہ سمجھ جائیں گے اور اس عمارت میں داخل ہو کر اسے آزاد کراد لیں گے۔ چنانچہ وہ خاموشی سے ان تینوں کی طرف

دیکھتی رہی۔ تقریباً پندرہ بیس منٹ بعد باہر سے قدموں کی آہٹیں بلند ہوئیں اور پھر ایک مقامی شکل و صورت کا قد آور شخص کمرے

”اودہ۔ آئی سی۔ تو یہ ہے وہ سوکس لڑکی جولیا“..... تھامسن نے حیرت سے جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔
 ”ہاں۔ اور مادام اسے ذرا بھی پسند نہیں کرتی“..... شارک نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔
 ”کیوں۔ کیا مادام کو اس سے کوئی ذاتی پر خاش ہے“..... شیفرڈ نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

”پر خاش۔ مادام کو موقع ملے تو شاید اسے فنا کر ڈالے۔ اور آج اسے موقع مل رہا ہے۔ وہ تھوڑی دیر میں یہاں آئے گی تو تم دیکھنا کہ وہ جولیا کا کیا حشر کرتی ہے“..... شارک نے ہنستے ہوئے کہا اور جولیا نے بمشکل اپنا غصہ ضبط کیا۔

”مگر کیوں شارک۔ کوئی وجہ تو ہو گی اس قدر دشمنی کی۔“ تھامسن نے جولیا کی طرف دیکھ کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”یہاں آتے ہوئے فے گراز میں مادام اور ماسٹر سنگ ہی کے درمیان ہونے والی گفتگو اتفاق سے میں سن رہا تھا۔ ماسٹر سنگ ہی مادام کو سمجھا رہا تھا کہ مادام اس مرتبہ عمران سے ذرا بھی رعایت نہ کرنے۔ وہ احمق آدمی انسان نہیں پتھر ہے۔ دنیا کی خوبصورت سے خوبصورت عورت بھی عمران کو متاثر نہیں کر سکتی۔ وہ اپنی برسوں کی ساتھی جولیا کو لفٹ نہیں کراتا اور جولیا کی محبت کا مذاق اڑاتا رہتا ہے تو مادام کو بھی کبھی گھاس نہیں ڈالے گا اور اگر کبھی مادام کو عمران نے پیار سے دیکھنے کی کوشش بھی کی تو جولیا عمران اور مادام دونوں

کو قتل کر ڈالے گی کیونکہ عورت مر کر بھی برداشت نہیں کر سکتی کہ اس کا محبوب دوسری عورت کا بن جائے“..... شارک نے مسلسل بولتے ہوئے کہا تو جولیا نے غصے کی شدت سے جڑے پھینچ لئے۔ وہ سر جھکائے ان کی گفتگو سن رہی تھی۔

”اچھا۔ گویا دونوں حسد اور رقابت کا شکار ہیں“..... پال نے ہنستے ہوئے کہا۔

”ویسے عمران کو خوش قسمت کہنا چاہئے کہ وہ اتنی خوبصورت عورتوں کا محبوب ہے۔ میں مادام سے درخواست کر دوں گا کہ جولیا کو معاف کر کے میرے حوالے کر دے۔ کم از کم مشن مکمل ہونے تک اس کے حسین سراپے سے فیض یاب ہوتا رہوں گا“..... تھامسن نے جولیا کی طرف حریصانہ نگاہوں سے دیکھتے ہوئے کہا تو پال اور شیفرڈ ہنس پڑے لیکن دوسرے ہی لمحے تھامسن اپنی جگہ سے اچھل کر فرش پر جا گرا اور کمرہ اس کی چیخ سے گونج اٹھا۔ جولیا اس عرصہ میں اپنی چھوٹی انگلی کے تیز دھار ناخنوں سے ہاتھوں کی بندش کاٹ چکی تھی اور اس کا فوری طور پر حرکت میں آنے کا ارادہ نہیں تھا لیکن تھامسن کی بات پر اس کی قوت برداشت جواب دے گئی تھی اور اس نے بجلی کی سی تیزی کے ساتھ کرسی سے اٹھتے ہوئے تھامسن کے سینے میں فلائنگ کلک اس انداز میں ماری تھی کہ جس کے نتیجے میں وہ فرش پر جا گرا تھا اور فرش کے ساتھ سر ٹکرانے کے سبب اس کی چیخ نکل گئی تھی۔

شارک، پال اور شیفرڈ ایک لمحے کے لئے تو سمجھ ہی نہ سکے کہ جولیا نے ہاتھ کیسے کھول لئے۔ پھر وہ تیزی سے اٹھے ہی تھے کہ جولیا نے پھرتی سے گھوم کر پال پر جست لگائی اور وہ کرسی سمیت میز سے جا نکلایا۔ اسی لمحے شیفرڈ نے اپنی جیب سے ریوالور نکالا ہی تھا کہ جولیا نے اچھل کر اس کے ہاتھ پر لات ماردی اور شیفرڈ کے ہاتھ سے ریوالور گر گیا۔ پال کے ٹکرانے سے میز پر رکھا شارک کا مشین پستل بھی فرش پر گر گیا تھا۔ اس نے تیزی سے اپنا مشین پستل اٹھایا اور اس کا رخ جولیا کی طرف کر دیا۔

”رک جاؤ۔ اب کوئی حرکت مت کرنا“..... شارک نے چیختے ہوئے لہجے میں جولیا سے کہا۔ اسی لمحے کمرہ مشین پستل کی خوفناک ترتراہٹ سے گونج اٹھا اور ترتراہٹ کے ساتھ ہی شارک اور پال چیختے ہوئے فرش پر گر گئے۔ جولیا نے پلٹ کر دروازے کی طرف دیکھا تو وہ افراد اندر آ چکے تھے۔ ان کے ہاتھوں میں مشین پستل تھے۔ شیفرڈ فرش سے اٹھ کھڑا ہوا۔ تھامسن بھی کھڑے ہو کر اندر آنے والے افراد کی طرف دیکھنے لگا تھا جو شکلوں سے مقامی لگ رہے تھے۔ جولیا سمجھ گئی کہ وہ چوہان اور صفدر ہیں اور میک اپ میں ہیں۔ چنانچہ وہ میز کے قریب فرش پر گرا ہوا مشین پستل اٹھانے کے لئے آگے بڑھی۔

”خبردار۔ تم تینوں ہاتھ بلند کر لو ورنہ چھلنی کر دوں گا“..... دفعتاً ایک مسلح شخص نے تحمانہ لہجے میں کہا تو جولیا نے ٹھٹک کر قدم

روک لئے اور پلٹ کر حیرت سے ان مسلح افراد کی طرف دیکھنے لگی۔

”تم کون ہو؟..... جولیا نے حکم دینے والے سے پوچھا جو لہجے سے ایکریمین معلوم ہوتا تھا۔

”تم فی الحال ہاتھ بلند کر لو ورنہ تمہارے خوبصورت سینے میں کئی سوراخ ہو جائیں گے“..... اس آدمی نے غراتے ہوئے کہا تو جولیا نے غصے سے ہونٹ چباتے ہوئے ہاتھ بلند کر لئے۔ وہ سمجھ گئی تھی وہ دونوں اس کے ساتھی نہیں، غیر ملکی ایجنٹ تھے۔ شیفرڈ اور تھامسن نے بھی ہاتھ اٹھا لئے تھے۔

”جیگر۔ تم ٹوڈ کو دیکھو اور میں ان سے بات کرتا ہوں۔“ جولیا سے بات کرنے والے نے اپنے ساتھی سے کہا۔

”ویلوٹ۔ یہ سوس لڑکی تو مجھے پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ممبر لگتی ہے“..... جیگر نے جولیا کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ وہی ہے۔ تم جاؤ“..... ویلوٹ نے سر ہلاتے ہوئے کہا تو جولیا سمجھ گئی کہ وہ دونوں ایکریمین ایجنٹ ہیں۔

”مس جولیا۔ یہ کون لوگ ہیں اور تم یہاں کیسے آئیں۔“ جیگر کے باہر جانے کے بعد ویلوٹ نے جولیا سے پوچھا۔

”زیرو لینڈ کے ایجنٹ“..... جولیا نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ زیرو لینڈ کے ایجنٹ۔ ان میں ماسٹر سنگ ہی کون ہے؟“

ویلوٹ نے حیرت سے اچھلتے ہوئے کہا۔

”وہ ان کے کسی دوسرے ٹھکانے پر ہے“..... جولیا نے مختصراً جواب دیتے ہوئے کہا۔

”گویا پروفیسر عباسی انہی کی گرفت میں ہے“..... ویلوٹ نے شیفرڈ اور تھامسن کو گھورتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ کیا میں ہاتھ نیچے کر سکتی ہوں“..... جولیا نے جواب دیتے ہوئے پوچھا۔

”نہیں۔ تم نے ذرا بھی حرکت کی تو میں فائر کر دوں گا۔“

ویلوٹ نے سخت لہجے میں کہا اور قریب آ کر جولیا سے ایک قدم کے فاصلے پر رک گیا۔ ٹھیک اسی لمحے تھامسن نے ایک ہاتھ نیچے کر کے جیب کی طرف بڑھایا ہی تھا کہ ویلوٹ نے تیزی سے اس پر فائر کر دیا۔ کمرے میں مشین پستل کا مخصوص شور بلند ہوا اور تھامسن اچھل کر فرش پر گرا ہی تھا کہ جولیا نے پھرتی سے ویلوٹ کے پستل پر ہاتھ مارا اور ویلوٹ کے ہاتھ سے مشین پستل گر گیا پھر اس کے سنبھلنے سے پہلے ہی جولیا نے اس کی ناک پر مکا مار دیا۔ ٹھیک اسی لمحے باہر سے ایک چیخ ابھری۔ وہ چیخ جیگر کی تھی۔ مکا کھا کر ویلوٹ ایک قدم پیچھے ہٹا ہی تھا کہ جولیا نے تیزی سے جھک کر اس کا مشین پستل اٹھایا اور اس پر تان لیا۔

”خبردار۔ ہاتھ بلند کر لو مسٹر ویلوٹ“..... جولیا نے مشین پستل ویلوٹ پر تان کر تیزی سے پیچھے ہٹتے ہوئے کہا تو ویلوٹ نے گھبرا کر ہاتھ بلند کر لئے۔ شیفرڈ نے موقع دیکھ کر تیزی سے اپنے ریوالور

کی طرف چھلانگ لگائی لیکن چیختا ہوا منہ کے بل فرش پر گرا اور تڑپنے لگا۔ جولیا نے بے اختیار دروازے کی طرف دیکھا تو وہاں صفدر ریوالور ہاتھ میں لئے کھڑا تھا۔ اسے دیکھ کر جولیا نے اطمینان کا سانس لیا اور اس کی توجہ ہٹتے ہی ویلوٹ نے جولیا پر چھلانگ لگا دی لیکن صفدر نے فوراً اس پر فائر کر دیا۔ بے آواز ریوالور کی گولی ویلوٹ کے شانے میں اتر گئی اور وہ چیختا فرش پر گر گیا۔ شیفرڈ کے پیٹ میں گولی لگی تھی۔ جولیا تیزی سے اس کے قریب پہنچی اور مشین پستل شیفرڈ کے سر سے لگا دیا۔

”جلدی بتاؤ۔ سنگ ہی اور تھامس کہاں اور کس جگہ پر ہیں۔“

جولیا نے غراتے ہوئے شیفرڈ سے پوچھا۔

”پپ۔ پتہ۔ نہیں“..... شیفرڈ نے آخری سانس لیتے ہوئے بھشکل کہا اور اس سے پہلے کہ جولیا مزید کوئی سوال کرتی شیفرڈ نے دم توڑ دیا۔ صفدر نے قریب آ کر ویلوٹ پر ریوالور تان لیا تھا۔

”صفدر۔ ویلوٹ کا ایک ساتھی باہر ہے“..... جولیا نے پلٹ کر صفدر سے کہا۔

”ہاں۔ اب وہ دنیا سے باہر جا چکا ہے۔ راہداری میں اس کی لاش پڑی ہے“..... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیا چوہان نہیں آیا“..... جولیا نے اطمینان کا سانس لیتے ہوئے پوچھا۔

”آیا ہے۔ وہ کمروں کی تلاشی لے رہا ہے۔ ویلوٹ کون ہے۔“

”کیا پروفیسر عباسی اسی عمارت میں ہے“..... صفدر نے پوچھا۔
 ”معلوم نہیں۔ چوہان کیوں سنگ ہی کو تلاش کر رہا تھا۔“ جولیا
 نے پوچھا تو صفدر اسے واقعہ سنانے لگا۔
 ”میری ہدایت پر چوہان سنگ ہی کے تعاقب میں گیا تھا لیکن
 سنگ ہی چوہان کو جل دے کر نکل گیا“..... صفدر نے مسکراتے
 ہوئے آخر میں بتایا اور اسی لمحے چوہان کمرے میں داخل ہوا اور وہ
 دونوں اس کی طرف متوجہ ہو گئے۔
 ”پروفیسر عباسی مل گئے ہیں۔ وہ ایک کمرے میں بے ہوش
 پڑے ہیں“..... چوہان نے کہا تو صفدر نے اطمینان کا سانس لیا۔

صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
 ”ویلوٹ اور اس کا ساتھی جیگر اکیمریمین ایجنٹ ہیں اور یہ اپنے
 ساتھی ٹوڈ کے سلسلے میں یہاں آئے تھے۔ ٹوڈ کو یہ شخص عمران کے
 فلیٹ سے اغوا کر کے لایا تھا“..... جولیا نے شیفرڈ کی طرف اشارہ
 کرتے ہوئے کہا۔
 ”تم لوگوں نے اتنی دیر کیوں لگا دی“..... جولیا نے ایک لمحے
 بعد صفدر سے سوال کیا تو اس نے یکدم جھک کر ویلوٹ کے سر پر
 ریوالتور کا دستہ جڑ دیا۔ ویلوٹ کے حلق سے تیز کراہ نکلی اور اس نے
 ہاتھ پاؤں ڈال دیئے۔
 ”دراصل چوہان سنگ ہی کو تلاش کرتا پھر رہا تھا اور یہاں سے
 کافی فاصلے پر تھا۔ میں یہاں پہنچا تو آپ کی گاڑی خالی تھی میں
 سمجھ گیا کہ آپ کو پکڑ کر اندر لے جایا گیا ہے کیونکہ گاڑی کے
 انکیشن سوئچ میں چابی بھی موجود تھی اور کار کے دروازے بھی لاک
 نہیں تھے۔ چنانچہ چوہان کے آنے پر ہم عقبی جانب سے بنگلے میں
 داخل ہوئے اور گیٹ پر موجود شخص کو ختم کر کے اندر آئے۔“ صفدر
 نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔
 ”ہاں۔ شیفرڈ کو یہاں پہنچ کر اپنے تعاقب کا پتہ چلا تھا۔ چنانچہ
 یہ تینوں مجھے گھیر کر یہاں لائے۔ عمران تھریسیا کی قید میں ہے۔“
 جولیا نے شارک، پال اور شیفرڈ کی لاشوں کی طرف اشارہ کرتے
 ہوئے کہا۔

پشت کے بل فرش پر جاگرا اور فورٹ لڑکھڑاتا ہوا دیوار سے جا ٹکرایا۔ اس نے سنبھل کر جیب میں ہاتھ ڈالا ہی تھا کہ عمران نے بجلی کی سی تیزی سے اچھل کر اس کے پیٹ میں ٹھوکر جمائی اور وہ کراہتا ہوا پیٹ پکڑے فرش بوس ہو گیا۔ ٹھیک اسی لمحے سنگ ہی نے فرش سے اٹھ کر عمران پر چھلانگ لگا دی اور اڑتا ہوا عمران سے آ ٹکرایا جو اس کی طرف مڑ چکا تھا۔ عمران نے سنگ ہی کو جھکائی دیتے ہوئے دائیں ہاتھ کا مکا اس کے پہلو میں مارا اور سنگ ہی کراہتا ہوا پیچھے ہٹ گیا۔ عمران نے فوراً ہی اس پر جست لگائی اور سنگ ہی یکدم پھر کی کی مانند گھوم گیا۔ نتیجے میں عمران منہ کے بل فرش پر آگرا اور سنگ ہی نے تیزی سے عمران پر چھلانگ لگا دی لیکن عمران کروٹ بدل کر سیدھا ہو گیا اور اس نے سنگ ہی کو دونوں پیروں کی گرفت میں لے کر جھٹکے سے دوسری جانب الٹا دیا پھر اس نے پوری قوت سے سنگ ہی کو لات ماری اور سنگ ہی کراہتا ہوا کروٹ بدل گیا۔

عمران اچھل کر کھڑا ہو گیا تو سنگ ہی نے بھی اٹھنے میں دیر نہ کی اور دونوں ہاتھ پھیلائے غضبناک انداز میں عمران کی طرف بڑھنے لگا۔ قریب پہنچ کر اچانک ہی اس کا ہاتھ گھوما اور عمران نے تیزی سے جھک کر خود کو بچایا ہی تھا کہ سنگ ہی کا دوسرا ہاتھ حرکت میں آ گیا۔ عمران نے اس مرتبہ بھی بچنے کی کوشش کی لیکن سنگ ہی کا گھونسا اس کی پیشانی پر پڑا اور ایک لمحے کے لئے عمران کا دماغ

عمران تھریسا سے گپ شپ کے دوران ہی اپنے ہاتھوں کو کرسی کی آہنی ٹانگوں کے ساتھ رگڑتا رہا تھا اور اس طرح رگڑ سے پیدا ہونے والی حرارت کے سبب اس کے ہاتھوں میں اس قدر پسینہ آ گیا تھا کہ اس نے ہاتھوں کو سیکیڑتے ہوئے آہنی کڑوں سے نکال لیا تھا لیکن اس پوزیشن میں بیٹھا رہا تھا اور پھر جونہی تھریسا کے کمرے سے باہر جانے پر سنگ ہی اور دونوں نقاب پوش فورٹ اور جبری کی توجہ دروازے کی طرف مبذول ہوئی عمران نے سنگ ہی پر چھلانگ لگا دی تھی اور نتیجے میں سنگ ہی میز سے ٹکرا کر فرش پر گر پڑا تھا۔

فورٹ اور جبری نے تیزی سے سنگ ہی کی طرف دیکھا اور اسی لمحے عمران نے گھوم کر جبری کی پسلیوں پر فلائنگ کلک مارتے ہوئے لٹو کی مانند گھوم کر فورٹ پر جست لگا دی۔ جبری چیختا ہوا

چکرا گیا۔ اس کے سنبھلنے سے پہلے ہی سنگ ہی کا ایک اور گھونسا عمران کے جڑے پر پڑا اور عمران لڑکھڑا کر پشت کے بل پیچھے جا گرا۔ دوسرے ہی لمحے سنگ ہی فٹ بال کی مانند اپنی جگہ سے اچھل کر عمران کے اوپر آگرا جو کروٹ بدل کر ہاتھوں کے بل اٹھ رہا تھا۔ سنگ ہی عمران کی پشت سے چٹ گیا اور اس نے دونوں ہاتھ عمران کے گلے پر جمادئیے۔ اگلے ہی لمحے وہ پوری قوت سے عمران کا گلا دبا رہا تھا۔

عمران نے فرش سے اٹھنے کی پوری قوت سے کوشش کی لیکن سنگ ہی اس کی پشت پر سوار اسے پورے وزن سے نیچے دبائے ہوئے تھا۔ اس لئے عمران اپنی کوشش میں کامیاب نہ ہو پا رہا تھا۔ گلے پر سنگ ہی کے ہاتھوں کا دباؤ بڑھتا جا رہا تھا۔ عمران کو اپنا سانس رکنا ہوا محسوس ہونے لگا تھا اور اس کا چہرہ سرخ ہوتا جا رہا تھا۔ اسے ایسا لگ رہا تھا کہ اگر اس نے سنگ ہی کی گرفت سے اپنا گلا آزاد نہ کرایا تو اس کا دم گھٹ جائے گا اور پھر وہ مزید جدوجہد کے قابل نہیں رہے گا۔ چنانچہ اس نے یکدم اپنی داہنی کہنی سنگ ہی کی پسلیوں میں ماری اور پھر مسلسل کہنی سے سنگ ہی کی پسلیوں میں ضربیں لگانے لگا۔ نتیجہ مثبت نکلا۔ مسلسل ضربیں سنگ ہی کے لئے ناقابل برداشت ثابت ہوئیں اور عمران کے گلے سے اس کے ہاتھوں کی گرفت ڈھیلی پڑتی چلی گئی۔ تب عمران نے بجلی کی سی تیزی سے پلٹا کھایا اور سنگ ہی اس کی پشت سے پھسل کر

دوسری جانب الٹ گیا لیکن اس سے پہلے کہ عمران فرش سے اٹھتا۔ سنگ ہی نے لیٹے لیٹے ہی عمران کی پسلیوں پر لات دے ماری اور عمران نے پھرتی سے اپنی ایک ٹانگ آگے کر کے سنگ ہی کا وار ٹانگ پر روکا اور اس کے ساتھ ہی عمران نے دوسرا پاؤں انتہائی قوت سے سنگ ہی کے چہرے پر جڑ دیا۔

اس ضرب نے سنگ ہی کا چہرہ زخمی کر ڈالا اور اس کا نچلا ہونٹ پھٹ گیا اور ناک سے بھی خون کی لکیر نکل کر اس کے ہونٹوں کو سرخ کرتی چلی گئی۔ فورٹ اور جیری جو اپنی تکلیف بھول کر ان دونوں کو وحشیانہ انداز میں لڑتے دیکھ رہے تھے۔ وہ دونوں سنگ ہی کی ناک سے بہتا خون دیکھ کر تیزی سے اٹھے اور انہوں نے جیب سے مشین پستل نکال کر عمران پر تان لئے۔ سنگ ہی اور عمران بیک وقت تیزی سے اٹھ کھڑے ہوئے اور عمران نے فوراً ہی سنگ ہی پر جست لگا دی لیکن سنگ ہی نے تیزی سے پینتیرا بدلا اور اس کا ایک آہنی گھونسا عمران کے چہرے پر پڑا اور دوسرا عمران کے پیٹ میں۔ نتیجے میں عمران کے منہ سے تیز کراہ نکلی اور وہ رکوع کے انداز میں جھکتا چلا گیا۔ عمران کے جھکتے ہی سنگ ہی نے اس کی پشت پر دو ہتھ مار دیا لیکن اس ضرب سے عمران جھکتے جھکتے یکدم سیدھا ہو کر اچھلا اور اس نے سنگ ہی کے چہرے پر سر کی زور دار نکر مار دی اور سنگ ہی درد کی شدت سے ڈکراتا ہوا پیچھے ہٹا چلا گیا۔ دوسرے ہی لمحے عمران نے فورٹ اور جیری پر

عمران وہ ضربیں برداشت کرتا رہا لیکن اس نے سنگ ہی کی گردن نہ چھوڑی پھر سنگ ہی نے اچانک ہی زور دار جھٹکے سے اپنا دایاں پاؤں عمران کی پنڈلی پر مار دیا۔ ایزی کی ضرب عمران کے لئے کافی تکلیف دہ ثابت ہوئی اور سنگ ہی کی گردن پر سے اس کے ہاتھوں کی گرفت ڈھیلی پڑ گئی۔ سنگ ہی نے تیزی سے گھوم کر عمران کی پسلیوں میں گھونسا جمایا اور عمران کراہتا ہوا فرش پر بیٹھتا چلا گیا لیکن دوسرے ہی لمحے اس نے سنگ ہی کی دونوں ٹانگیں پکڑ کر کھینچ لیں۔ سنگ ہی پشت کے بل فرش پر گر گیا لیکن اس نے تیزی سے پلٹا کھا کر اپنا سر فرش سے ٹکرانے سے بچا لیا۔ اس سے پہلے کہ وہ اٹھتا عمران نے لپک کر دیوار کے پاس پڑا ایک مشین پٹل اٹھا لیا۔ سنگ ہی فرش سے اٹھ کر اس کی طرف مڑا لیکن عمران کے ہاتھ میں مشین پٹل دیکھ کر اپنی جگہ ساکت ہو گیا کیونکہ مشین پٹل کا رخ اسی کی طرف تھا۔

”ہاتھ اٹھا لو چچا۔ ورنہ میں فائر کر دوں گا اور تمہیں صرف ریوالور کی گولی سے بچنے کا فن آتا ہے جبکہ یہ مشین پٹل ہے اور اس میں سے صرف ایک گولی نہیں نکلتی“..... عمران نے قدرے ہانپتے ہوئے کہا۔

”نو پرابلم بھتیجے۔ لیکن مجھے معلوم نہ تھا کہ تم بزدل ہو چکے ہو اور پٹل کا سہارا لو گے“..... سنگ ہی نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

”اچھا یہ بات ہے تو لو“..... عمران نے زہریلے انداز میں

چھلانگ لگا دی جو سمجھ نہ پا رہے تھے کہ ان دو وحشیوں کی لڑائی میں حصہ لیں یا خاموشی سے تماشا دیکھتے رہیں۔

چنانچہ وہ عمران کے اس اچانک حملے سے سنبھل نہ سکے اور ان کے ہاتھوں سے مشین پٹل چھوٹ کر پیچھے دیوار کے پاس جا گرے۔ وہ دونوں لڑکھڑائے ہی تھے کہ عمران نے پھرتی سے فورٹ کی گردن پر کھڑی ہتھیلی کی ضرب لگائی اور فورٹ کی گردن کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ وہ بے جان چھپکلی کی مانند فرش پر گرا ہی تھا کہ جیری نے عمران پر جست لگا دی لیکن عمران اس کی طرف مڑ چکا تھا۔ اس نے جیری کو دونوں ہاتھوں سے سنبھالا اور یکدم اٹھا کر سنگ ہی پر دے مارا جو عمران کی طرف بڑھ رہا تھا۔ سنگ ہی پھرتی سے ایک طرف ہٹا اور جیری فرش پر جا گرا۔ دوسرے ہی لمحے کمرہ اس کی کر بناک چیخ سے گونج اٹھا۔ فرش کے ساتھ ٹکرا کر اس کا سر پھٹ گیا تھا اور وہ تڑپ رہا تھا۔ سنگ ہی نے ایک نظر جیری کی طرف دیکھا اور پھر کسی طاقتور سپرنگ کی طرح اپنی جگہ سے اچھلا۔ عمران نے اسے جھکائی دے کر بچنے کی کوشش کی لیکن سنگ ہی درمیان میں ہی پینتر بدل کر عمران پر آ پڑا اور عمران نے بجلی کی سی تیزی سے گھوم کر سنگ ہی کی گردن پکڑ لی۔ دوسرے ہی لمحے وہ دونوں ہاتھوں سے سنگ ہی کی گردن دبائے لگا۔

سنگ ہی کا چہرہ خون کے دباؤ سے پھولنے لگا۔ وہ اپنی گردن چھڑانے کے لئے عمران کی پسلیوں میں کہنی سے ضربیں لگانے لگا۔

مسکراتے ہوئے کہا اور ہسٹل جیب میں رکھ لیا۔ ٹھیک اسی لمحے تھریسیا کمرے میں داخل ہوئی اور وہ دونوں اس کی طرف دیکھنے لگے۔ تھریسیا دروازے کے پاس رک گئی تھی۔

”اب کیوں آئی ہو۔ مجھے اس جوکر سے نمٹ لینے دو۔“ سنگ ہی نے سخت لہجے میں کہا۔

”میں سکرین پر دیکھ چکی ہوں تمہاری درگت بننے ماسٹر۔ تم نے اب تک صرف وقت ہی ضائع کیا ہے۔ عمران سے فارمولا حاصل کرنے کی کوشش نہیں کی“..... تھریسیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”میں ابھی معلوم کر لیتا ہوں۔ اس کا تو باپ بھی دے گا فارمولا“..... سنگ ہی نے عمران کو گھورتے ہوئے غرا کر کہا۔

”میرے باپ کے پاس صرف جوتے ہیں خالص چمڑے کے۔ ان کی ضربوں سے تمہارا منہ البتہ پلپلا ہو جائے گا“..... عمران نے ہنس کر کہا۔

”سنگ ہی۔ پوائنٹ ٹو پر کوئی گزربڑ ہو گئی ہے میں وہاں جا رہی ہوں“..... اچانک تھریسیا نے سنگ ہی سے کہا۔

”دکسی گزربڑ“..... سنگ ہی نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

”شیفرڈ، عمران کے فلیٹ سے ایک ایکریمیمین ایجنٹ ٹوڈ کو اغوا کر کے وہاں لے گیا تھا لیکن جولیا اس کا تعاقب کرتے ہوئے وہاں تک پہنچ گئی۔ شارک نے جولیا کو پکڑ کر مجھے اطلاع دی تو میں نے اسے ہدایت کی کہ میں تمہارے فارغ ہونے کے بعد وہاں پہنچ

کر جولیا سے نمٹوں گی۔ اب میں نے شارک کو فون اور ٹرانسمیٹر پر کال کرنے کی کوشش کی ہے تو وہاں سے کوئی جواب نہیں مل رہا“..... تھریسیا نے جواب میں کہا تو عمران کو حیرت ہوئی کہ جولیا وہاں کیسے جا چھنسی۔ کیا بلیک زیرو نے جولیا کو اس کے فلیٹ کی نگرانی اور تھریسیا کے تعاقب کا حکم دیا تھا۔

”یقیناً بلیو بڑا ایجنسی کے ایجنٹوں نے اپنے آدمی کو آزاد کرانے کے لئے وہاں حملہ کیا ہو گا“..... سنگ ہی نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ مجھے بھی یہی لگتا ہے۔ شاید وہ ہمارے آدمیوں پر قابو پا کر پروفیسر عباسی کو وہاں سے لے گئے ہوں“..... تھریسیا نے کہا۔

”اب تمہارا وہاں جانا بے کار ہے۔ یوں بھی فارمولا پروفیسر عباسی کے پاس نہیں عمران کے پاس ہے“..... سنگ ہی نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور تھریسیا بھی عمران کی طرف دیکھنے لگی۔

”عمران۔ فارمولا ہمارے حوالے کر دو ورنہ پچھتاؤ گے۔“ دفعتاً سنگ ہی نے غراتے ہوئے کہا اور یکدم اپنی جیب سے ریوالور نکال کر عمران پر تان لیا۔

”یہ کیا چچا۔ ابھی تو تم مجھے بزدلی کا طعنہ دے رہے تھے اب خود بزدلی کا مظاہرہ کر رہے ہو“..... عمران نے حیرت سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا تو سنگ ہی کے لبوں پر عیارانہ مسکراہٹ پھیل

عمران غافل نہیں تھا۔ اس نے سنگ آرٹ کا مظاہرہ کیا اور اپنی جگہ چھوڑ دی۔ نتیجے میں بے آواز ریوالور کی گولی دیوار میں جا لگی اور اسی لمحے سنگ ہی نے دوسرا فائر کر دیا لیکن اس مرتبہ بھی گولی نے دیوار کا پلستر ہی ادھیڑ دیا تھا۔ عمران ایک طرف کھڑا مسکرا رہا تھا۔ یہ دیکھ کر تھریسیا نے نہ چاہتے ہوئے بھی اپنے لباس سے مشین پٹل نکالا ہی تھا کہ وہ اچھل کر منہ کے بل کمرے کے وسط میں آگری۔ اس نے تیزی سے سنبھل کر دروازے کی طرف دیکھا تو بے اختیار اچھل پڑی۔

”جنگ اور محبت میں سب جائز ہے بھتیجے“..... اس نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

”اچھا تو پھر پہلے مجھے تھریسیا سے اظہار محبت کر لینے دو اس کے بعد جنگ کر لینا“..... عمران نے احمقانہ لہجے میں کہا اور تھریسیا کی طرف دیکھ کر آنکھ کا کونا ہلکا سا دبا دیا لیکن تھریسیا کا چہرہ ساٹ رہا۔

”عمران۔ اس وقت تمہاری نجات اسی میں ہے کہ فارمولا ہمارے حوالے کر دو“..... تھریسیا نے خشک لہجے میں کہا۔

”نہیں۔ میں بچا کے سامنے فارمولا تمہیں نہیں دے سکتا۔“ عمران نے سر جھٹک کر حتمی انداز میں کہا۔

”کیوں۔ ہم دونوں کا مقصد ایک ہی ہے“..... تھریسیا نے چونکتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ تم مجھ سے منسوب ہو۔ میری چاہت ہو جبکہ سنگ ہی شیطان کی اولاد ہے۔ خبیث الدہر ہے“..... عمران نے سر ہلاتے ہوئے مسکرا کر کہا تو تھریسیا کا چہرہ گلنار ہو گیا۔ پھر اس کی آنکھوں میں خوابیدگی سی پیدا ہوئی تو اس نے منہ سائیڈ پر کر لیا جبکہ سنگ ہی سے یہ سب برداشت نہ ہو سکا تو اس نے غصے سے جبڑے بھینچنے ہوئے عمران پر فائر کر دیا۔ تھریسیا نے فائر کی آواز سن کر چونک کر گردن موڑی تو اب وہ نارمل ہو چکی تھی۔

ہی رہنے دیا جائے۔ عمران کی بازیابی کے بعد انہیں دیکھوں گا پھر تم لوگ اپنے فلیٹوں پر چلے جانا۔ جوزف کو ہدایت کر دینا کہ ٹوڈ کو لاک اپ میں بند کر دے اور پروفیسر عباسی کو گیسٹ روم میں۔ اور اینڈ آل..... بلیک زیرو نے صفدر کو ہدایات دیتے ہوئے کہا اور واچ ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ پھر وہ اٹھا اور آپریشن روم سے باہر آ کر کمپاؤنڈ میں کھڑی اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد اس کی کار خیابان رومی کی طرف دوڑ رہی تھی اور وہ واچ ٹرانسمیٹر پر خاور کو کال کر رہا تھا۔

”ہیلو خاور۔ ایکسٹو کالنگ۔ اور“..... بلیک زیرو نے واچ ٹرانسمیٹر منہ کے قریب کر کے مخصوص لہجے میں کہا۔

”لیس چیف۔ خاور انڈنگ یو۔ اور“..... چند لمحوں بعد واچ ٹرانسمیٹر سے خاور کی آواز سنائی دی۔

”کیا پوزیشن ہے خاور۔ اور“..... بلیک زیرو نے پوچھا۔

”فی الحال عمارت سے سنگ ہی کے جانے بعد اور کوئی باہر نہیں نکلا چیف اور نہ ہی کوئی اندر گیا ہے۔ اور“..... خاور نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

”تم کہاں ہو۔ اور“..... بلیک زیرو نے کہا تو خاور نے اپنی پوزیشن بتا دی۔

”ٹھیک ہے۔ میں آ رہا ہوں۔ میرے اندر جانے کے بعد کوئی باہر آئے تو اس کا پیچھا کرنا اور اگر میں سگنل دوں تو اندر آ جانا۔

صفدر کی رپورٹ سن کر بلیک زیرو نے اطمینان کا سانس لیا۔ صفدر اور چوہان نے سنگ ہی کے آدمیوں کو ختم کر کے اس عمارت سے پروفیسر عباسی کو بازیاب کر لیا تھا اور بلیو برڈ ایجنسی کے اغوا شدہ ایجنٹ ٹوڈ کو بھی گرفت میں لے لیا تھا۔ وہاں ہنگامے میں ٹوڈ کا باس اور بلیو برڈ کا سپر ایجنٹ ویلوٹ بھی اپنے ساتھی جیگر کے ہمراہ مارا گیا تھا اور عمارت پر سیکرٹ سروس کے ممبرز کا قبضہ تھا۔ البتہ بلیک زیرو کو عمران کی فکر تھی جس کے بارے میں پہلے ہی خاور رپورٹ دے چکا تھا کہ عمران ابھی تک اس عمارت کے اندر ہی ہے جہاں عمران کو اغوا کر کے لے جایا گیا تھا اور سنگ ہی بھی وہاں پہنچا ہوا تھا۔

”ٹھیک ہے۔ تم ٹوڈ اور پروفیسر عباسی کو رانا ہاؤس لے جاؤ اور جوزف کے حوالے کرو۔ فی الحال پروفیسر عباسی اور ٹوڈ کو بے ہوش

نے عمران کی مدد کرنا ضروری سمجھا تھا۔

مطلوبہ بنگلے کی پشت پر پہنچ کر بلیک زیرو رک گیا۔ کمپاؤنڈ کی دیوار گلی کے فرش سے تقریباً دس فٹ بلند تھی۔ بلیک زیرو نے دونوں ہاتھ بلند کئے تو دیوار کی بالائی سطح اس کے ہاتھوں سے تین فٹ بلند تھی۔ وہ پیچھے ہٹ کر عقبی بنگلے کی دیوار کے پاس آیا۔ وہ دیوار سات فٹ کے قریب بلند تھی۔ بلیک زیرو نے جمپ کیا اور اس کے ہاتھ دیوار کی سطح پر ٹک گئے۔ دوسرے ہی لمحے وہ ہاتھوں کے زور پر اوپر اٹھتا ہوا دیوار پر پہنچ گیا۔ اس بنگلے کا عقبی لان تاریک پڑا تھا۔ بلیک زیرو نے سن گن لی اور پھر اطمینان سے کھڑے ہو کر سنگ ہی کے بنگلے کی طرف دیکھا۔ اس بنگلے کے کمپاؤنڈ میں بھی کوئی نظر نہ آ رہا تھا اور اس کی دیوار بلیک زیرو سے تقریباً آٹھ فٹ کے فاصلے پر تھی۔ بلیک زیرو نے دونوں بازو اس طرف دراز کر کے اپنے جسم کو متوازن کیا۔ دوسرے ہی لمحے اس نے لاگ جمپ لگایا اور اڑتا ہوا سامنے والی دیوار پر جا پہنچا اور فوراً ہی اس نے اپنے جسم کو دیوار کی سطح پر دراز کر دیا کیونکہ اندر دیوار سے چند فٹ کے فاصلے پر ایک انسانی سایہ ٹہل رہا تھا۔

یقیناً وہ آدمی وہاں پہرہ دے رہا تھا لیکن شاید بلیک زیرو کے ربڑ سول شوز کی آواز پیدا نہ ہونے کے سبب وہ اس جانب متوجہ نہ ہوا تھا۔ بلیک زیرو نے دیوار پر لیٹے ہی لیٹے کمپاؤنڈ کا مکمل جائزہ لیا۔ بنگلے کی عمارت وہاں سے تقریباً بیس فٹ کے فاصلے پر تھی اور

میں عقبی جانب سے عمارت میں داخل ہوں گا۔ اور زینڈ آل۔“
بلیک زیرو نے آخر میں کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ چند منٹ بعد وہ خیابان رومی میں داخل ہو رہا تھا۔ سڑک سنسان پڑی تھی۔ اس نے تھوڑی دور آ کر ایک گلی میں کار موڑی اور روک کر انجن بند کر دیا پھر اس نے ڈیش بورڈ کا خانہ کھول کر ریوالور نکالا اور اس کی نال پر سائیلنسر فٹ کر کے جیب میں رکھتا ہوا کار سے اتر کر آگے بڑھنے لگا۔ چند قدم آگے بائیں ہاتھ پر ایک پتلی سی گلی تھی۔ وہ گلی فرنٹ کے بنگلوں کے عقب سے گزرتی تھی اور دوسری جانب کے بنگلوں کا عقب بھی اسی گلی میں تھا۔ گلی نیم تاریک تھی اور اس میں کوڑا کرکٹ کے ڈھیر پڑے ہوئے تھے۔ بلیک زیرو نے گلی میں داخل ہوتے ہوئے جیب سے سیاہ نقاب نکالا اور چہرے پر لگا لیا۔

اگرچہ عمران سے مشورے کے بغیر اسے یہاں نہیں آنا چاہئے تھا لیکن اب صفدر، جولیا اور چوہان سنگ ہی کے ایک ٹھکانے سے نہ صرف پروفیسر عباسی کو آزاد کرا چکے تھے بلکہ وہاں انہوں نے سنگ ہی کے ماتحتوں کے علاوہ بلیو برڈ کے سپر ایجنٹ میجر ویلوٹ اور اس کے ساتھیوں کا بھی صفایا کر ڈالا تھا تو اندیشہ تھا کہ جوئی سنگ ہی اور تھریسیا کو کسی طرح اپنے آدمیوں کے مارے جانے اور پروفیسر عباسی کے ہاتھ سے نکل جانے کا پتہ چلے گا تو وہ یقیناً عمران کو انتقام کا نشانہ بنانے کی کوشش کریں گے اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ عمران کو لے کر زیرو لینڈ بھاگ جائیں۔ چنانچہ بلیک زیرو

وہاں ایک آدمی سٹول پر بیٹھا ہوا تھا جبکہ ایک آدمی برآمدے کے آگے ہاتھوں میں مشین گن لئے مستعد کھڑا گیٹ کی طرف دیکھ رہا تھا۔ برآمدے اور گیٹ کے درمیان دو کاریں تھیں جو خالی تھیں۔ دفعتاً بلیک زیرو کو ہلکی سی چیخ سنائی دی جو عمارت کے اندر سے ابھری تھی۔ گیٹ کے پاس بیٹھے شخص نے برآمدے کے باہر کھڑے گن بردار کی طرف دیکھا۔

”یہ کس کی چیخ تھی گولڈن“..... پہرے دار نے گن بردار سے پوچھا۔

”عمران کی۔ باس یقیناً اس کی مرمت کر رہا ہوگا“..... گولڈن نامی شخص نے جواب میں کہا تو گیٹ کیپر ہنس پڑا اور بلیک زیرو نے غصے سے جڑے بھینچ لئے۔ دوسرے ہی لمحے اس نے دیوار کی آڑ سے نکل کر گولڈن کے سر کا نشانہ لیا اور ریوالور کا ٹریگر دبا دیا۔ سائیلنسر لگے ریوالور کی گولی اس آدمی کے سر میں لگی اور وہ چیخے بغیر گرتا چلا گیا۔ گیٹ والے شخص نے دوبارہ برآمدے کی طرف دیکھا اور گولڈن کو گرتے دیکھ کر تیزی سے اٹھ کر برآمدے کی طرف لپکا لیکن اسی لمحے بلیک زیرو نے اس کے سر کو بھی نشانہ بنایا اور وہ آدمی بھی چیخے بغیر ڈھیر ہو گیا۔ ان دونوں کے سوا وہاں کوئی آدمی نظر نہ آ رہا تھا۔ چنانچہ بلیک زیرو دیوار کی آڑ سے نکلا اور تیزی سے برآمدے کی طرف بڑھنے لگا۔ یقیناً برآمدے میں کوئی نہ تھا ورنہ گرنے والے ساتھی کو دیکھ کر باہر آ جاتا۔ پھر بھی بلیک زیرو

اس میں کوئی دروازہ یا کھڑکی نہیں تھی۔ عمارت کے دونوں جانب فرنٹ پر جانے کے لئے راستہ تھا۔ بلیک زیرو نے نیچے جھانکا تو دیوار سے دو فٹ کے فاصلے پر کیاری میں پھولدار پودے لگے ہوئے تھے جو تین فٹ تک بلند تھے اور ان کی شاخیں آپس میں ملی ہوئی تھیں۔ پہرے دار شخص ان پودوں سے چھ سات فٹ کے فاصلے پر تھا اور سگریٹ پی رہا تھا۔ ایک منٹ بعد وہ اپنی جگہ رکا اور سگریٹ سلگانے لگا۔ اس نے لائٹر جلایا تو لائٹر کا شعلہ بلیک زیرو کو نظر نہ آیا۔ گویا اس پہرے دار کا رخ عمارت کی طرف تھا۔ البتہ لائٹر کی روشنی میں بلیک زیرو کو اس کے کندھے سے جھلوتی مشین گن نظر آ گئی تھی۔ اس کی پوزیشن دیکھ کر بلیک زیرو اٹھا اور کھڑے ہو کر اس نے پہرے دار پر چھلانگ لگا دی۔

پہرے دار بے خبر کھڑا تھا۔ بلیک زیرو سیدھا اس کی پشت سے ٹکرایا اور اسے لیتا ہوا زمین پر گر گیا۔ اس آدمی نے بلیک زیرو کے نیچے سے نکلنے کی کوشش کی لیکن بلیک زیرو نے تیزی سے اس کا سر دونوں ہاتھوں کی گرفت میں لیا اور زور دار جھٹکے سے بائیں جانب گھما دیا۔ کڑچ کی ہلکی سی آواز ابھری اور اس کی گردن کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ دوسرے ہی لمحے وہ بے جان ہو چکا تھا۔ بلیک زیرو اس کی پشت سے اٹھا اور جیب سے ریوالور نکال کر تیزی سے عمارت کی طرف بڑھنے لگا۔ وہ عمارت کے بائیں پہلو پر پہنچا اور کنڑ پر رک کر آڑ سے فرنٹ کا جائزہ لینے لگا۔ کمپاؤنڈ کا گیٹ بند تھا اور

نے احتیاطاً پہلے برآمدے میں جھانکا اور مطمئن ہو کر برآمدے میں داخل ہو گیا۔

برآمدے میں دائیں بائیں راہداریاں تھیں۔ ان میں متعدد کمرے تھے لیکن ان کے دروازے بند تھے۔ صرف بائیں ہاتھ کے چوتھے کمرے کا دروازہ کھلا تھا اور اس سے آوازیں ابھر رہی تھیں۔ بلیک زیرو دبے پاؤں اس راہداری میں داخل ہوا اور آگے بڑھنے لگا۔ کھلے دروازے کے پاس پہنچ کر اس نے دیوار کے ساتھ چپک کر اندر جھانکا تو چونک پڑا۔ کمرے کے وسط میں سنگ ہی ہاتھ میں ریوالور لئے کھڑا تھا اور اس کے سامنے چند فٹ کے فاصلے پر کھڑا عمران سنگ ہی کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا رہا تھا۔ سنگ ہی کو بلیک زیرو نے اس کے حلیے سے پہچانا تھا جو صفدر اپنی رپورٹ میں اسے بتا چکا تھا جبکہ دروازے میں کھڑی عورت اپنے لباس سے پشٹل نکال رہی تھی۔ یہ دیکھ کر بلیک زیرو نے یکدم آگے بڑھ کر دروازے میں کھڑی تھریسیا کی کمر پر زور دار لات ماری تو تھریسیا اچھل کر منہ کے بل کمرے کے وسط میں جا گری اور بلیک زیرو نے اپنے ریوالور کا رخ تھریسیا کی طرف کر دیا۔

تھریسیا نے فرش پر گرتے ہی خود کو سنبھالا اور پلٹ کر اس نے بلیک زیرو کی طرف دیکھا اور اچھل پڑی۔ تھریسیا کو زور دار جھٹکا لگنے سے اس کے ہاتھ سے مشین پشٹل جیسے ہی نکلا عمران نے جست لگا کر سنگ ہی کے ریوالور والے ہاتھ پر ٹھوکر ماری اور مشین

پشٹل کیچ کر کے سنگ ہی کے عقب میں جا گرا اور سنگ ہی نے پھرتی سے پلٹ کر عمران پر چھلانگ لگا دی تھی۔

”اوہ۔ تم۔ تم کون ہو؟“ تھریسیا نے فرش سے اٹھتے ہوئے غصیلے لہجے میں بلیک زیرو سے کہا۔

”ایکسٹو۔ ہاتھ بلند کر لو تھریسیا“..... بلیک زیرو نے تھریسیا کو اس کی آواز سے پہچان کر کن انکھوں سے عمران اور سنگ ہی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جو فرش پر ایک دوسرے کو رگید رہے تھے۔ سنگ ہی عمران کے نیچے دبا ہوا تھا اور عمران اس کے سینے پر لیٹا سنگ ہی کی گردن ہاتھوں کی گرفت میں لئے دبا رہا تھا۔

”تم اندر کیسے آ گئے؟“ تھریسیا نے ہاتھ بلند کر کے بلیک زیرو کی طرف تشویش بھری نگاہوں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”تمہارے آدمیوں کو ختم کر کے۔ پوری عمارت پولیس کے گھیرے میں ہے۔ اس لئے بھاگنے کی کوشش مت کرتا ورنہ پچھتانا پڑے گا تمہیں“..... بلیک زیرو نے اسے وارننگ دیتے ہوئے کہا۔

”بے فکر رہو مسٹر ایکسٹو۔ مجھے بھاگنے کی ضرورت نہیں ہے۔“ تھریسیا نے بے پروائی سے کہا۔

”چیف۔ یہ پہلے ہی گھر سے بھاگی ہوئی ہے۔ اس لئے اب بھاگے گی بھی تو صرف میرے فلیٹ پر پہنچے گی“..... عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا اور پھر یکدم سنگ ہی کے جڑے پر گھونسا رسید کر دیا۔ سنگ ہی کے حلق سے تیز کراہ نکلی اور عمران نے دوبارہ اس

تیزی سے ریوالور کا رخ سنگ ہی کی طرف کرتے ہوئے غراہٹ آمیز لہجے میں کہا اور اسی لمحے تھریسیا نے اچھل کر بلیک زیرو کے ریوالور پر ٹھوکر ماری تو اس کے ہاتھ سے ریوالور نکل کر دور جاگرا۔ عمران دوبارہ سنگ ہی کی طرف متوجہ ہو گیا تھا۔

بلیک زیرو کے ہاتھ سے ریوالور نکلتے ہی تھریسیا نے بجلی کی سی تیزی سے بلیک زیرو کے سینے میں فلائنگ کلک مارنا چاہی لیکن بلیک زیرو نے پھرتی سے ایک طرف ہٹتے ہوئے خود کو بچایا اور تھریسیا کا پاؤں دونوں ہاتھوں میں لے کر گھما دیا۔ تھریسیا درد کی شدت سے کراہتی ہوئی فرش پر جھکی اور دونوں ہاتھ فرش پر ٹکا دیئے۔ بلیک زیرو نے اس کا پاؤں چھوڑا اور جونہی تھریسیا فرش پر گری بلیک زیرو نے اس کے پہلو میں ٹھوکر مار دی۔ تھریسیا کراہتے ہوئے کروٹ بدل گئی۔ بلیک زیرو نے آگے بڑھ کر تھریسیا کے سر کے بال مٹھی میں جکڑتے ہوئے جھٹکا دیا اور تھریسیا کے منہ سے چیخ نکل گئی۔ سنگ ہی اپنی جگہ کھڑا بلیک زیرو کو گھور رہا تھا۔

”عمران۔ اپنے چیف کو روکو۔ یہ بزدلی ہے“..... سنگ ہی نے غراہٹ آمیز لہجے میں کہا۔

”بزدلی نہیں سنگ دلی کہو چچا سنگ ہی۔ اور میں پہلے ہی تھریسیا کو بتا چکا ہوں کہ چیف کے سینے میں دل نہیں پتھر ہے انتہائی بے رحم ہے چیف۔ دیکھو میری آنکھوں کے سامنے میری سوئی تھریسیا سے سنگ دلی کر رہا ہے“..... عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

کے چہرے پر گھونسا مارا لیکن اس مرتبہ سنگ ہی نے تیزی سے کروٹ لی اور عمران نے تیزی سے اٹھتے ہوئے اپنی جیب سے مشین پستل نکال کر سنگ ہی پر تان لیا۔ سنگ ہی فرش سے اٹھ ہی رہا تھا کہ عمران نے تیز سے اس کے پہلو میں بھرپور ٹھوکر مار دی۔

”بس چچا۔ کھیل ختم ہو چکا ہے اس لئے اپنی جگہ سے مت اٹھنا ورنہ مجھے تمہاری لاش اٹھانا پڑے گی“..... عمران نے سنگ ہی کو وارننگ دیتے ہوئے کہا۔

”تم میرے ہاتھوں سے بچ نہیں سکو گے عمران“..... سنگ ہی نے کھٹکنے لہجے میں کہا۔

”سنگ ہی۔ ہاتھ بلند کر لو۔ تمہارا مشن ناکام ہو چکا ہے۔ پوائنٹ ٹو پر تمہارے سارے آدمی مارے گئے ہیں اور وہاں سے پروفیسر عباسی کو آزاد کرا لیا گیا ہے اس لئے مزید جدوجہد بیکار ہو گی“..... بلیک زیرو نے سنگ ہی کو مخاطب کر کے کہا تو سنگ ہی اور تھریسیا دونوں ہی چونک پڑے۔

”تم فارمولا ہمارے حوالے کر دو مسٹر ایکسٹو ورنہ پیچھتاؤ گے“..... تھریسیا نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

”میں ہی پیچھتا رہا ہوں تھریسیا تم سے دل لگا کے۔ لیکن چیف میں یہ کشش نہیں ہے“..... عمران نے تھریسیا کی طرف دیکھ کر ہنستے ہوئے کہا تو اس کی توجہ ہٹتے ہی سنگ ہی اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

”خبردار۔ کوئی حرکت مت کرنا سنگ ہی“..... بلیک زیرو نے

ہی فورٹ کی لاش پر آ گرا۔ عمران نے تیزی سے سیدھے ہو کر سنگ ہی کی کنپی پر اس زور سے مکا مارا کہ سنگ ہی دوبارہ نہ اٹھ سکا۔ وہ بے ہوش ہو گیا اور عمران نے لپک کر فرش سے بلیک زیرو کا ریوالتور اٹھا لیا پھر تھریسا کی طرف دیکھنے لگا۔ بلیک زیرو تھریسا کی ٹھوکروں سے مرمت کر رہا تھا۔ تھریسا کے حلق سے کراہیں نکل رہی تھیں اور اسے سنبھلنے کا موقع نہیں مل رہا تھا۔

”چیف۔ سنگ ہی بے ہوش ہو چکا ہے۔ اب تھریسا کو میرے حوالے کر دیں میں اس کی محبت بھری تواضع کروں گا۔“..... عمران نے بلیک زیرو سے کہا تو بلیک زیرو نے اپنے پاؤں روک لئے۔ عمران نے ریوالتور بلیک زیرو کی طرف اچھالا اور تھریسا کی جانب بڑھا جو فرش سے اٹھتے ہوئے بلیک زیرو کو کھا جانے والی نظروں سے گھور رہی تھی۔

”تھریسا۔ چیف کو اتنے پیار سے مت دیکھو۔ کیوں میرا دل جلا رہی ہو؟..... عمران نے بڑے ردمانگ لہجے میں کہا۔

”شٹ اپ۔ میں تم دونوں کو اسی کمرے میں دفن کر ڈالوں گی۔“ تھریسا نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

”سینٹ کا فرش ہے سوئی۔ مجھے دفن کرنے کے لئے سنگ مرمر کا تاج محل بناؤ۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تھریسا۔ ہاتھ اٹھا لو اور اپنی گرفتاری دے دو۔“..... بلیک زیرو نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

”میں۔ میں تم دونوں کو فنا کر ڈالوں گا عمران۔“..... سنگ ہی نے جبرے بھینچتے ہوئے کہا۔

”میں تو پہلے ہی تھریسا کے عشق میں فنا ہو چکا ہوں۔ صرف چیف کو دھمکی دو۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ تھریسا بلیک زیرو کی گرفت سے بال چھڑانے کی کوشش کر رہی تھی اور بلیک زیرو اسے فرش پر گھسیٹ رہا تھا جبکہ تھریسا نے دونوں ہاتھوں سے بلیک زیرو کی کلائی پکڑی ہوئی تھی۔ پھر جونہی بلیک زیرو اپنے ریوالتور کے قریب پہنچ کر رکا۔ تھریسا نے جھٹکے سے بلیک زیرو کو اپنی جانب کھینچا اور بلیک زیرو تھریسا کے اوپر آ گرا مگر وہ تیزی سے کروٹ لے کر تھریسا کے اوپر سے اتر سے فرش پر آیا اور تھریسا نے اٹھتے ہوئے بلیک زیرو کے چہرے پر مکا جڑ دیا۔ بلیک زیرو نے فوراً اپنا چہرہ ایک طرف ہٹایا اور تھریسا کا مکا فرش پر پڑا۔ اس کے ساتھ ہی بلیک زیرو اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ دوسرے ہی لمحے اس کی بھرپور ٹھوک تھریسا کی پسلیوں میں پڑی اور تھریسا کے حلق سے چیخ نکل گئی۔

تھریسا کی چیخ سن کر عمران نے ایک ثانیہ کے لئے بلیک زیرو کی طرف دیکھا ہی تھا کہ سنگ ہی نے پھرتی سے عمران کے پسٹل والے ہاتھ پر ہاتھ مارا اور ساتھ ہی عمران کے جبرے پر گھونسا مار دیا۔ عمران کے ہاتھ سے مشین پسٹل گر گیا اور عمران لڑکھڑاتا ہوا عقبہ میں پڑی فورٹ کی لاش سے الجھ گیا۔ سنگ ہی نے عمران پر جست لگائی لیکن عمران پھرتی سے دائیں جانب ہٹ گیا اور سنگ

”ہرگز نہیں۔ تھریسا کو گرفتار کرنا ممکن نہیں ہے۔ سمجھتے تم۔“
تھریسا نے غراتے ہوئے کہا۔

”کیونکہ یہ بے چاری پہلے ہی میری محبت میں گرفتار ہے۔
گرفتاری دے دی تو زیرو لینڈ کے حکمرانوں کو کیا منہ دکھائے گی۔
فارمولا تو میرے پاس ہے“..... عمران نے طنزیہ لہجے انداز میں
مسکراتے ہوئے کہا اور تھریسا نے عمران کے ریوالور کی پروا کئے
بغیر دانت کچکپاتے ہوئے عمران پر چھلانگ لگا دی لیکن دوسرے ہی
لحے وہ فرش پر پڑی کراہ رہی تھی۔ عمران تیزی سے سائیڈ میں ہو گیا
تھا اور تھریسا اپنے ہی زدر میں پختہ فرس سے جا ٹکرائی تھی۔

”تھریسا بھیل بی آف بوہیمیا۔ اس مرتبہ تم پھر بھول گئی تھیں
کہ پاکیشیا علی عمران کا ملک ہے اور یہاں تم اپنے کسی مشن میں
کامیاب نہیں ہو سکتیں“..... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں تھریسا
سے کہا جو پہلو پر ہاتھ رکھے کراہ رہی تھی۔ اس نے جواب میں
عمران کی طرف خونخوار نگاہوں سے دیکھا ہی تھا کہ عمران کے عقب
میں ہلکا سا دھماکہ ہوا اور کمرے میں گہرا کثیف دھواں پھیلتا چلا
گیا۔ اس گہرے دھوئیں میں کمرہ بالکل تاریک ہو گیا تھا۔ اس کے
ساتھ ہی کوئی چیز عمران کے سر کو چھوتی ہوئی دھم سے فرش پر جا
گری۔ عمران نے بھی فوراً اس کی طرف جست لگائی اور ایک جسم
سے جا ٹکرایا۔ عمران نے فوراً اسے بازوؤں کے حلقے میں جکڑ لیا۔
اس کے ساتھ ہی باہر دوڑتے قدموں کی آہٹیں سنائی دیں اور

معدوم ہوتی چلی گئیں۔ عمران کی گرفت میں دبا ہوا جسم خود کو آزاد
کرانے کی کوشش کر رہا تھا۔ دوڑتے قدموں کی آہٹیں جو سینڈلوں
کی معلوم ہوتی تھیں آہٹیں آہستہ آہستہ دور ہوتی چلی گئیں تو عمران
سمجھ گیا کہ تھریسا نکل گئی ہے۔

”تھریسا تو نکل گئی لیکن تمہیں نہیں جانے دوں گا پیارے چچا۔“
عمران نے اپنی گرفت میں موجود جسم کو دباتے ہوئے غرایا۔

”اوہ۔ یہ میں ہوں عمران صاحب“..... جواب میں بلیک زیرو
کی ہلکی سی آواز سنائی دی تو عمران نے بوکھلا کر اسے چھوڑا اور
اندازے سے دروازے کی طرف چھلانگ لگا دی۔ وہ کمرے سے
باہر آیا اور برآمدے کی طرف دوڑتا چلا گیا۔ بلیک زیرو نے عمران
کے جانے کے بعد اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا اور پنسل ٹارچ نکال کر
روشن کر لی لیکن دھواں اتنا گہرا اور سیاہ تھا کہ پنسل ٹارچ کی محدود
روشنی میں بھی کچھ نظر نہ آیا تو وہ اندھوں کی طرح ٹٹولتا ہوا
دروازے کی طرف بڑھا۔ راہداری میں آ کر اس نے دائیں جانب
دیکھا اور برآمدے کی طرف دوڑنے لگا۔ وہ برآمدے میں پہنچا تو
گیٹ بدستور بند تھا اور وہ دونوں گاڑیاں بھی کمپاؤنڈ میں موجود تھیں
جنہیں اندر آتے وقت وہ دیکھ چکا تھا۔ چنانچہ وہ برآمدے سے نکل
کر عمارت کے عقب کی طرف بھاگا۔ بلیک زیرو عمارت کے پہلو
سے گزر کر عقب میں پہنچا تو وہاں عمران کھڑا وچ ٹرانسمیٹر پر خاور
سے بات کر رہا تھا۔

اگلے روز دانش منزل کے میننگ ہال میں سیکرٹ سروس کے تمام ممبرز جمع تھے۔ انہیں ایکسٹو نے کیس کی تفصیلات بتانے کے لئے وہاں طلب کیا تھا۔ ایکسٹو کے خطاب میں ابھی چند منٹ رہتے تھے چنانچہ ممبرز آپس میں ہی کیس کے بارے میں باتیں کر رہے تھے۔ نعمانی، صدیقی چونکہ پروفیسر عباسی کے بنگلے کی نگرانی میں مصروف رہے تھے اس لئے انہیں واقعات کا زیادہ علم نہ تھا۔

”عمران صاحب۔ تھریسیا آپ کے ہاتھ سے نکل گئی کیا آپ کو افسوس نہیں ہے“..... چوہان نے عمران سے کہا۔

”افسوس کیوں پیارے۔ جب تک جولیا زندہ ہے تھریسیا مجھ سے ملنے آتی رہے گی“..... عمران نے مسکرا کر کہا۔

”کیوں۔ اس کے آنے کا مس جولیا سے کیا تعلق ہے“۔ نعمانی نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”نہیں عمران صاحب۔ میں عمارت کے سامنے واقع درخت کی آڑ میں کھڑا ہوں۔ میں نے کسی کو دیوار پھلانگتے یا گیٹ سے باہر آتے نہیں دیکھا“..... واج ٹرانسمیٹر سے خاور کی آواز آئی تو بلیک زیرو سمجھ گیا کہ سنگ ہی اور تھریسیا فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے ہیں اور یقیناً ان دونوں نے بھی دوڑتے دوڑتے لاگ جمپ لگایا ہوگا ورنہ کمپاؤنڈ کی عقبی دیوار پر چڑھنے کا وہاں کوئی سہارا نہ تھا۔

”اچھا۔ تم فوراً چوراہے پر جا کر انتظار کرو اور گاڑیوں پر نظر رکھو۔ ہو سکتا ہے وہ کسی دوسری گلی سے نکل کر سڑک پر پہنچیں تو وہاں سے ٹیکسی لیں یا کوئی گاڑی انہیں لینے آئے۔ اگر ان دونوں میں سے کوئی ٹریس ہو جائے تو فوراً اطلاع دینا۔ اوور اینڈ آل“۔

عمران نے خاور کو ہدایت کی اور واج ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

کاغذ کھول کر بلند آواز سے پڑھنے لگا۔

”عمران۔ جی تو چاہتا ہے کہ تمہیں موت کی نیند میں سلا کر واپس جاؤں لیکن زیرو لینڈ سے مجھے واپسی کا حکم ملا ہے۔ اس لئے میں جا رہی ہوں اپنے سینے میں جلتی انتقام کی آگ تمہارے اور تمہارے چیف ایکسٹو کے خون سے بجھانے کے لئے میں پھر آؤں گی اور مشن میں ناکامی تو میرے لئے قابل برداشت ہے لیکن تمہیں پانے میں ناکامی یہ میں برداشت نہیں کر سکتی اور اس ناکامی کی اصل وجہ وہ سوکس کیٹ ہے جس کے حسن کے جال میں تم پھنسے ہوئے ہو۔ میں جولیاء کے جسم کے ٹکڑے کر کے تمہاری لاش پر سجاؤں گی تاکہ مرنے کے بعد بھی جولیاء کی خوشبو تمہیں محسوس ہوتی رہے۔ تھریسیا“..... صفدر نے کہا۔

”حالانکہ جولیاء خود اس کے ٹکڑے کرنا چاہتی ہے۔ کیوں جولیاء۔“

صفدر کے خاموش ہوتے ہی عمران نے تیزی سے کہا۔

”میں دیکھ لوں گی اس فاحشہ کو۔ ایک بار میرے سامنے تو آئے“..... جولیاء نے غراتے ہوئے کہا جو اپنے متعلق تھریسیا کے جملے سن کر غصے سے آگ بگولہ ہو گئی تھی۔

”اسی لئے تو وہ تمہارے سامنے آنے سے ڈرتی ہے“..... عمران

نے گھبراہٹ آمیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھی مسکرانے لگے۔

”ہیلو ممبرز۔ کیا سب آچکے ہیں“..... دفعتاً سپیکر سے ایکسٹو کی

مخصوص آواز ابھری اور تمام ممبرز یکدم خاموش ہو گئے۔

”اسے ہمیشہ یہ اندیشہ رہتا ہے کہ کہیں جولیاء میرے فلیٹ کی مالک نہ بن جائے“..... عمران نے معنی خیز انداز میں کہا۔

”مالک بننے سے آپ کا کیا مطلب ہے۔ ذرا کھل کر بتائیں۔“ صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران نے ہونٹوں پر انگلی رکھ لی۔

”خاموش۔ کھل کر بتانے پر سن رہے اور جولیاء کا سینڈل ایڑھی والا ہے جبکہ میرا سر گول ہے“..... عمران نے دبے دبے لہجے میں کہا تو تمام ممبرز ہنس دیئے جبکہ تنویر اور جولیاء نے صرف مسکرانے پر اکتفا کیا۔

”آپ کا مطلب ہے کہ کہیں آپ اور مس جولیاء“..... چوہان نے ہنستے ہوئے کہا تو عمران نے تیزی سے اس کا جملہ مکمل کر دیا۔

”میں اور جولیاء چاند پر جا کر مرنے کی سیر کا پروگرام بنائیں گے کیونکہ وہاں سے مرنے بالکل قریب ہے“..... عمران نے کہا تو ایک مرتبہ پھر اس کے ساتھی ہنسنے لگے۔

”گویا آپ کو تھریسیا کے دوبارہ آنے کی امید ہے“..... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہاں برادر۔ وہ بے وفا اپنے آخری خفیہ لو لیٹر میں وعدہ کر گئی ہے۔ یہ دیکھو“..... عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور اپنی جیب سے تھہ کیا ہوا ایک چھوٹا سا کاغذ نکال کر صفدر کو دے دیا۔ صفدر

”لیس چیف“..... جولیا نے خود پر قابو پاتے ہوئے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”گزشتہ رات کافی ہنگامہ خیز گزری لیکن شکر ہوا کہ دشمن ایجنٹوں کو ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ اس کیس میں تمام ممبرز نے ذہانت اور چابکدستی سے کام لیا ہے“..... ایکسٹو نے کہا۔

”لیکن میں نے ہاتھوں سے کام کیا ہے۔ چابک تو جولیا نے مجھ سے مستعار لیا ہوا تھا چیف“..... عمران نے احتجاج کرتے ہوئے کہا۔

”عمران۔ خاموش رہو۔ کیا چابکدستی کا مطلب تمہیں معلوم نہیں ہے“..... ایکسٹو نے عمران کو ڈانٹتے ہوئے کہا۔

”لیس سر۔ چابک کھا کر موش آنے لگیں تو اسے چابکدستی کہتے ہیں“..... عمران نے تیزی سے کہا تو تنویر سمیت تمام ممبرز کی ہنسی چھوٹ گئی۔

”نائنس۔ باہر نکل جاؤ فوراً“..... ایکسٹو کی دھاڑتی ہوئی آواز سنائی دی تو عمران بوکھلا کر کھڑا ہو گیا۔

”بب۔ بہتر سر۔ ویسے موش ابھی شروع نہیں ہوئے“..... عمران نے خوفزدہ سی آواز میں کہا تو اس مرتبہ اس کے ساتھیوں نے قہقہے ضبط کرنے کے لئے ہونٹوں بھینچ لئے جبکہ عمران تیزی سے دوڑتا ہوا ہال کے دروازے سے نکل گیا۔

”ہیلو ممبرز۔ پروفیسر غوری ایکریمیا کی سٹار لیبارٹری میں عرصہ

دراز سے کام کر رہے تھے“..... ایکسٹو کی دوبارہ آواز ہال میں گونجنے لگی۔ وہ انہیں کیس کی تفصیلات بتا رہا تھا۔ اس دوران تمام ممبرز ہمہ تن گوش رہے۔

”ہیلو برڈز ایجنسی سے پہلے ہی زیرو لینڈ اور گریٹ لینڈ کے ایجنٹ یہاں پہنچ گئے تھے ان سے پہلے روسیا ہی ایجنٹ پروفیسر عباسی کو اغوا کر چکے تھے اور اپنے ٹھکانے پر لے گئے لیکن سنگ ہی نے ان کے ٹھکانے پر پہنچ کر روسیا ہی ایجنٹوں کا صفایا کر دیا اور پروفیسر عباسی کو وہاں سے لے گیا۔ عمران پروفیسر عباسی کے بنگلے پر تفتیش کر کے واپس آ رہا تھا کہ اسے گریٹ لینڈ کے ایجنٹوں نے اغوا کر لیا۔ تھریسا وہاں پروفیسر عباسی کی تلاش میں گئی تھی۔ اس نے گریٹ لینڈ کے ایجنٹوں کو ختم کیا اور عمران کی گرفت سے بھاگ نکلی۔ بعد میں اس نے رات کے وقت عمران کو اغوا کر لیا اور عمران دانستہ اغوا ہو گیا تاکہ زیرو لینڈ والوں سے پروفیسر عباسی کو چھڑا لائے“..... ایکسٹو نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”سوری سر۔ عمران صاحب کو کیوں اغوا کیا گیا تھا“..... ایکسٹو کے خاموش ہونے پر نعمانی نے معذرت کرتے ہوئے پوچھا۔

”دراصل پہلے گریٹ لینڈ کے ایجنٹوں کو شبہ ہوا تھا کہ عمران نے پروفیسر عباسی کے بنگلے سے فارمولا یا موبائل سم تلاش کر لی ہے۔ بعد میں سنگ ہی نے پروفیسر عباسی سے پوچھ گچھ کی اور تشدد کی دھمکی دیتے ہوئے پوچھا کہ کیا اس نے فارمولا عمران کو دیا ہے

فارمولا حاصل کیا جائے لیکن جولیا نے ویلوٹ کو ہلاک کر دیا۔ بعد میں چوہان اور صفدر نے اندر پہنچ کر اس کے دو ساتھیوں کو ہلاک کر ڈالا۔ یوں بلیو برڈ کی ٹیم کا بھی خاتمہ ہو گیا اور وہاں سے پروفیسر عباسی کو بھی بازیاہ کر لیا گیا“..... ایکسٹو نے تفصیلات بتاتے ہوئے کہا۔

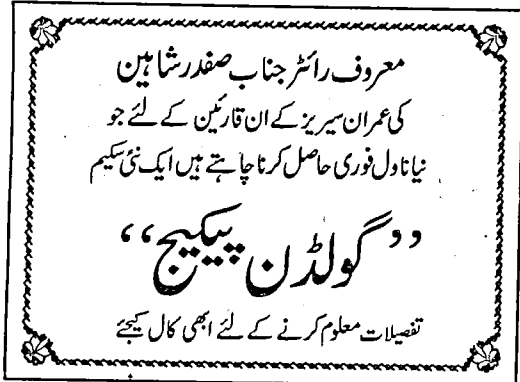
”چیف۔ کیا سنگ ہی اور تھریسیا گرفتار نہیں ہو سکے“..... چوہان نے مودبانہ لہجے میں سوال کیا۔

”نہیں۔ عمران کے مقابلے میں سنگ ہی اگرچہ زیادہ طاقتور نہیں ہے لیکن مکروفریب اور عیاری میں وہ عمران سے زیادہ تیز ہے۔ اس مرتبہ بھی اس نے مکاری سے کام لیا۔ عمران نے سنگ ہی کی پٹائی کر کے اس پر قابو پا لیا تھا اور اسے ضرب لگا کر بے ہوش کر دیا تھا لیکن سنگ ہی مکمل طور پر بے ہوش نہیں ہوا تھا۔ تھریسیا کو بھی عمران نے زیر کر لیا تھا لیکن عمران سے ذرا سی غلطی ہوئی کہ وہ تھریسیا سے مذاق کرنے لگا تھا اور اس کی غفلت سے سنگ ہی نے فائدہ اٹھاتے ہوئے دھوئیں کا بم پھینک دیا جس سے کمرے میں تاریکی پھیل گئی اور سنگ ہی کے ساتھ تھریسیا بھی فرار ہو گئی۔ بہر حال وہ خالی ہاتھ گئی ہے“..... ایکسٹو کی آواز سنائی دی۔

”تو کیا واقعی پروفیسر عباسی نے فارمولا عمران کے حوالے کر دیا تھا“..... صدیقی نے سوال کیا۔

تو پروفیسر عباسی جو کہ عمران کے بارے میں اچھی طرح جانتا تھا اس نے اپنی جان بچانے کے لئے اقرار کر لیا کہ اس نے میرے حکم پر فارمولا عمران کے حوالے کیا تھا تو سنگ ہی فارمولا حاصل کرنے کے لئے عمران کے فلیٹ پر پہنچا لیکن عمران سے مار کھا کر بھاگ گیا اور اس نے تھریسیا کو اطلاع دی کہ فارمولا عمران کے پاس ہے تب تھریسیا نے عمران کو اغوا کیا۔ بلیو برڈ ایجنٹ بھی عمران کو اغوا کرنا چاہتے تھے لیکن فلیٹ پر صرف سلیمان تھا چنانچہ انہوں نے سلیمان کو ریغال بنانے کا ارادہ کیا لیکن تھریسیا کا ایک ماتحت جو عمران کے فلیٹ کی تلاشی لینے گیا ہوا تھا اس نے ایکریمیا کے ایجنٹ کو وہاں سے اغوا کیا اور اپنے پوائنٹ ٹو پر لے گیا۔ اتفاق سے جولیا نے عمران کے فلیٹ کے سیڑھیوں سے اترنے ہوئے تھریسیا کے ماتحت کو دیکھ لیا اور اس کے کندھے پر لدے بے ہوش آدمی کو عمران سمجھ کر اس کا تعاقب کیا اور پوائنٹ ٹو پر پہنچ کر نگرانی کرنے لگی۔ اس کی رپورٹ پر میں نے چوہان اور صفدر کو بھیجا لیکن تھریسیا کے ماتحتوں نے جولیا کو چیک کر لیا اور پکڑ کر عمارت میں لے گئے۔ وہاں جولیا نے تھریسیا کے دو آدمیوں کو ختم کر دیا۔ اتنے میں بلیو برڈ کا سپر ایجنٹ میجر ویلوٹ اپنے اغوا کئے جانے والے ماتحتوں کو آزاد کرانے اپنے دو ساتھیوں کے ہمراہ عمارت میں پہنچا اور اس نے سنگ ہی کے بقیہ آدمیوں کو ختم کر ڈالا جبکہ ویلوٹ نے جولیا کو اغوا کرنے کا فیصلہ کر لیا تاکہ جولیا کی زندگی کے بدلے عمران سے

صورت حال کے مطابق غیر مؤثر ہوں گے تو اس ہتھیار سے اتنی تیز رفتار اور دور مار تباہ کن شعاعیں فار کی جاسکیں گی جو صرف ایک سینڈ میں دو لاکھ کلومیٹر کا فاصلہ طے کر کے اپنے ہدف تک پہنچ کر اسے تباہ کر ڈالیں گی..... ایکسٹو نے جواب دیا اور پھر آخر میں گڈبائی کہہ کر خاموش ہو گیا۔



Mob: 0333-6106573

Ph: 061-4018666

ارسلان پبلی کیشنز
اوقاف بلڈنگ
پاک گیٹ
ملتان

”نہیں۔ میں بتا چکا ہوں کہ پروفیسر عباسی نے سنگ ہی کی پوچھ گچھ سے تنگ آ کر ہی کہا تھا کہ اس نے میرے حکم پر فارمولا عمران کے حوالے کر دیا تھا“..... ایکسٹو نے جواب میں کہا۔
”تو فارمولا کہاں ہے چیف۔ کیا پروفیسر عباسی کے گھر میں ہی ہے“..... جولیا نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ پروفیسر عباسی نے اپنے اغوا سے چند منٹ پہلے ہی فارمولا کے کاغذات اپنے بینک لاکر میں رکھ دیئے تھے اور لاکر کی چابی بینک منیجر کے پاس امانت رکھوا دی تھی۔ اس لاکر کا پروفیسر عباسی کی بیگم کو بھی علم نہ تھا۔ موبائل سم بھی لاکر میں محفوظ ہے۔ بینک سے واپسی پر راستے میں پروفیسر عباسی کو روسیائی ایجنٹوں نے اغوا کر لیا اور انہیں بھی علم نہیں تھا کہ پروفیسر عباسی بینک سے واپس آ رہے ہیں ورنہ وہ سمجھ جاتے کہ پروفیسر عباسی کا بینک میں لاکر ہے اور فارمولا اسی لاکر میں ہوگا تو روسیائی ایجنٹ بینک پر حملہ کر کے یا منیجر سے اسلحہ کے زور پر لاکر کھلوا کر فارمولا حاصل کر لیتے۔ اب تم لوگ سب معاملہ سمجھ گئے ہو۔ کوئی بات رہ گئی ہو تو عمران سے پوچھ لینا“..... ایکسٹو نے آخر میں ممبرز سے کہا۔

”چیف۔ فارمولا کس ایجاد کا تھا جسے حاصل کرنے کے لئے تمام بڑی طاقتیں پاگل ہو گئی تھیں“..... خاور نے تیزی سے کہا۔

”صرف اتنا پتہ چلا ہے کہ وہ ایک ہتھیار کا فارمولا ہے اور جب پچاس برس بعد موجودہ زمانے کے ہتھیار آئندہ زمانے کی